خطباتِ تحفظ ختمِ نبوت

جلد دوم

تقریظ

شاہینِ ختمِ نبوت مناظرِ اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مرتب

محمد رضوان قاسمی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ (علامہ بنوری ٹاؤن)

خطیب جامع مسجد محمدی (کلفٹن) امام جامع مسجد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نام کتاب	خطباتِ تحفظ ختم نبوت جلد دوم
مؤلف	مولانا محمد رضوان قاسمی
ضخامت	256 صفحات
طبع اول	فروری 2022ء
ناشر	مکتبہ فیض القرآن، سیکٹر B منظور کالونی کراچی
برائے رابطہ	0333-8164488
قیمت فی جلد	-/400 روپے

تمام مشہور کتب خانوں اور دفاتر ختم نبوت سے طلب فرمائیں

استدعا: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت وبساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح وجلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے، تاہم انسان تو انسان ہے، سہواً اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمادیں، تا کہ آیندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جا سکے۔

مکتبہ فیض القرآن
0333-8164488

اجمالی فہرست خطبات ختم نبوت جلد دوم

تفصیلی فہرست خطباتِ ختم نبوت جلد دوم

''اکابرین ختم نبوت''

حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۔ (سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب:۴۰)

قابلِ صد اِحترام علماء کرام، مشائخ عظام اور میرے بھائیو! میری خوش قسمتی ہے کہ میں علاج کے لیے کراچی آیا ہوا تھا، ساتھیوں نے کہا کہ یہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک تعزیتی اِجلاس ہے، اُس میں آپ شرکت فرمائیں۔ چناں چہ میں بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شریک ہوگیا۔

ختم نبوت کے اکابر ہمارے لیے سرمایۂ حیات ہیں

چند مہینے قبل دارالعلوم دیوبند اور وہاں کے علاقوں کی زیارت کے سلسلے میں ہم ہندوستان گئے تھے تو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ظاہری و باطنی کمالات سے نوازا تھا۔ حافظہ اِتنا مضبوط تھا کہ وہاں کے تمام حالات ہم اُن سے سنتے رہے۔ جہاں بھی اپنے اَکابر مشائخ کے مزارات پر جاتے تو وہ ہمیں تفصیلات بتاتے۔ یقیناً اَکابرین کی جدائی بہت عظیم صدمہ ہے اور ہمارے اَسلاف واَکابر کے وجود تمام اُمت کے لیے ایک سرمایۂ ہدایت ہوتے ہیں، یقیناً اُن کی جدائی ہمارے لیے بہت بڑا صدمہ ہے لیکن: اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰی ۔ ہمارا اِیمان ہے کہ اِس دُنیا کی زندگی ابدی نہیں ہے، فانی زندگی ہے، لیکن علماء کے لیے خوش قسمتی ہے کہ اُن کے لیل ونہار کے لمحات قَالَ اللّٰهُ اور قَالَ الرَّسُوْلُ میں گزرتے ہیں۔ ہمارے جتنے اَکابر ہیں بالخصوص ختم نبوت کے اَکابر، یہ ہمارے لیے سرمایۂ حیات ہیں۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدامِ ختم نبوت سے محبت

میں مدینہ منورہ میں پڑھتا تھا، چھٹیوں میں یہاں آیا ہوا تھا۔ قاری سعید الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے راولپنڈی گیا تو قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ آج حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کے اِجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لارہے ہیں۔ ہم ایئرپورٹ گئے، حضرت تشریف لائے، گاڑی میں سوار ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ قاری صاحب! ہوٹل میں اچھے اچھے کمرے لیں اور جو بھی مہمان آئیں اُن کے لیے بہترین کھانا اور چائے کا اِنتظام کریں تا کہ قادیانی یہ نہ کہیں کہ گویا خادمانِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دولت نہیں ہے۔ اُنہوں نے وہاں ناشتہ کیا۔ پھر فرمایا: مجھے سعودی سفارت خانہ جانا ہے۔ میں اور قاری صاحب ساتھ گئے۔ اُن دنوں سفارت خانے میں ریاض الخطیب سفیر تھے، اُنہوں نے بڑے اِعزاز واکرام کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ بیٹھے تو شعر وشاعری شروع ہوگئی، عربی اَشعار اور عرب کے شعراء کا تذکرہ ہونے لگا، فلاں شاعر نے یہ کہا ہے، فلاں نے یہ کہا ہے، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا ادبی مزاج تو بہت اُونچا تھا۔ کافی دیر تک اِس پر باتیں ہوتی رہیں، پھر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعی اِن اَشعار میں اور اِس گفتگو میں تو لذت ہے۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا شاہ فیصل شہید کے نام خط

میں ایک اہم کام کے لیے آیا ہوں، ریاض الخطیب متوجہ ہوئے۔ فرمایا: آپ کو معلوم ہے کہ یہاں ختم نبوت کا مسئلہ ہے؟ میں نے تمام دُولِ اِسلامیہ کے سربراہوں کو خطوط لکھے ہیں، یہاں سے اگر میں بھیجوں گا تو وہ تمام سنسر ہوجائیں گے۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اِس کو کسی طریقے سے سعودیہ سے اُن تمام بادشاہوں کے نام اِرسال کریں اور خاص کر شاہ فیصل (مرحوم) کو اِس بات کی طرف متوجہ کریں کہ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے، ختم نبوت کا مسئلہ ایک بنیادی مسئلہ ہے تا کہ وہ بھٹو (ذوالفقار علی بھٹو مرحوم) پر زور دیں کہ لازماً اِس گمراہ طائفہ کے بارہ میں وہ فیصلہ دے کہ: ''یہ مُرتد اور کافر ہیں۔''

اُنہوں نے کہا کہ یہ میری ذمہ داری ہے۔ کل میں ویسے بھی جار ہا ہوں، یہ سب خطوط وہاں سے میں اِنْ شَآءَ اللہ ! بھیج دوں گا اور شاہ فیصل کو اس بارہ میں متوجہ کروں گا۔ تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے اَکابر نے اِس مسئلے کو بہت اہمیت دی ہے، یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔

مسئلۂ ختم نبوت کو باقی مسائل پر ترجیح کیوں؟

اَمیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا راولپنڈی میں اِسی موضوع پر جلسہ تھا۔ ہم شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں پڑھتے تھے۔ مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے درس میں فرمایا کہ اِحراریوں سے مجھے محبت نہیں ہے، یہ توحید بیان نہیں کرتے۔ اُن کا عجیب مزاج تھا۔ طلباء بھی عجیب ہیں، شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک طالبِ علم نے یہ بات پہنچائی کہ آج تو مولانا بڑے غصے میں تھے کہ اِحراریوں سے مجھے محبت نہیں ہے، یہ توحید بیان نہیں کرتے۔

عظیم الشان جلسہ تھا، اُن دنوں اُس جگہ کو کمپنی باغ کہتے تھے، اب تو اُس کو لیاقت باغ کہتے ہیں، کیوں کہ لیاقت علی خان کی شہادت وہاں ہوئی ہے۔ جلسہ شروع ہوا اور مولانا عبدالمنان ہزاروی جو جمعیت علمائے ہند کے ناظم رہ چکے تھے، اور موسیٰ منڈی میں خطیب تھے، وہ اِسٹیج سیکریٹری تھے۔ اُنہوں نے مجلسِ احرارِ اسلام کی تمام قربانیاں بیان کیں کہ اِس مجلس نے یہ کام کیا، یہ کیا، یہ کیا! پھر کچھ نظمیں سنائی گئیں، پھر شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کا اِعلان ہوا۔ اِسٹیج پر بڑے بڑے علماء جلوہ اَفروز تھے۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ:۲۱) پر تقریر شروع کی۔ ڈھائی گھنٹے توحید پر بولتے رہے۔ پھر درمیان میں لوگوں سے پوچھنے لگے: جو اللہ کے سوا غیروں سے مانگتا ہے، غیروں کو نذر و نیاز دیتا ہے، وہ کیسا ہے؟ سب نے کہا کہ کافر و مشرک۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ بڑے غصہ ہوئے کہ خاموش ہو جاؤ! سب مفتی کے بچے بن گئے ہو۔ اِسٹیج پر مولانا عزیز الدین صاحب بھی جلوہ اَفروز تھے جو شاہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے تھے اور شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس رہ

چکے تھے، اُن کو مخاطب ہو کر کہنے لگے: خطیب صاحب! آپ بتائیں! اُنہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ: جو اللہ کے سوا غیروں سے مانگتا ہے، غیروں کو نذر و نیاز (دیتا ہے) وہ کافر اور مشرک ہے۔ تو شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مفتی صاحب! آپ نے بھی حرام کی روٹیاں کھائی ہیں۔ پھر مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ آپ بتائیں؟ اُنہوں نے بھی کہا کہ کافر و مشرک ہے۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ بھی ہم درس رہ چکے تھے اور دونوں کے درمیان بہت زیادہ محبت اور شفقت تھی۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو کہا: مولانا! آپ نے کفر و شرک کے علاوہ بھی کوئی مسئلہ سیکھا ہے؟ اُن کو بھی خاموش کر دیا۔ سب لوگ حیران کہ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کیا کہہ رہے ہیں؟ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے تین چار منٹ کی خاموشی کے بعد اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (سُوْرَةُ الْاَنْفَال ۵۵) آیت پڑھی (اور فرمایا:) ”جو اللہ کے سوا غیروں سے مانگتا ہے، غیروں کو نذر و نیاز (دیتا ہے) وہ سؤر ابن سؤر، خنزیر ابن خنزیر ہے۔ تم اُس کو کافر و مشرک کہہ کر اِنسانیت کے دائرے میں لے آتے ہو، اللہ نے اُن کو اِنسانیت کے دائرے سے نکالا ہے۔“

یہ جدا بات ہے کہ ہم نے مسئلہ ختم نبوت کو اِس لیے ترجیح دی ہے کہ یہ فتنہ (فتنۂ قادیانیت) اِستعماری طاقت کی پشت پناہی لیے ہوئے پھیل رہا ہے۔ ہم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! توحید (بھی بیان کرتے ہیں) لیکن اِس مسئلے کو مجلس احرار اسلام نے اِس لیے ترجیح دی ہے کہ یہ معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم اِتنے نکمے نہیں ہیں کہ ہم مسئلہ نہیں جانتے لیکن یہ ایک بہت حساس موضوع ہے کہ علماء اگر خاموش رہے پھر تمہاری یہ مساجد اور تمہاری یہ خطابتیں، یہ سب چیزیں ختم ہو جائیں گی۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ ہے؟!! یہ تو حد درجہ انتہائی بنیادی مسئلہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس لیے لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ فرمایا کہ لَا کی تلوار کو لے لو اور اُن سب گمراہوں کے سروں کو قلم کر دو۔ لَا لِنَفْيِ الْجِنْس ہے۔ یہ جب بھی کسی چیز پر داخل ہو جاتا ہے اُس کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دیتا ہے، نہ کوئی ظلی رہتا ہے نہ کوئی بروزی، لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ دیگر مسائل میں تم سے سیکھوں گا، لیکن لَا کا مسئلہ مجھ سے سیکھو۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ لِمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْكَرِيْمَةُ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔ (سورۃ الاحزاب:۴۰)

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۴۲۵۲) وَفِيْ رِوَايَةٍ: لَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ (سنن ترمذی، رقم الحدیث ۲۲۷۲) وَفِيْ رِوَايَةٍ: لَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِيْ (المعجم الکبیر للطبرانی ج۸ ص۳۰۳)

فرقِ باطلہ کی تردید علمائے کرام کا فریضہ ہے

اَللّٰهُ اَكْبَر ! اُن لوگوں نے اپنی زندگیاں اِس مسئلہ کے لیے وقف کی تھیں۔ مجلس اِحرار اِسلام نے جو عظیم خدمات سرانجام دی ہیں، یہ اُن بزرگوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ لوگوں نے سمجھ لیا۔ علماء تو پہلے ہی سے اِس فتنے کو عظیم فتنہ سمجھتے تھے اور قادیانیوں کو مُرتد اور کافر کہتے تھے، لیکن عام مسلمان اِن کو کافر نہیں کہتے تھے۔ جب حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے کرام نے تحریک چلائی اور حکومت نے بھی تسلیم کیا تو اُن کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے کافر قرار دیا۔ کئی ساتھی ہمیں کہنے لگے: اچھا! یہ کافر تھے؟ ہم نے کہا: علماء نے تو پہلے سے کہا ہے لیکن تم حکومت کے غلام ہو۔ بہر حال! یہ معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن اکابر اسلاف کی زندگیوں میں برکت عطا فرمائے (آمین)۔ ایسے اِہم مسئلہ کو تمام مسائل پر ترجیح دینی چاہیے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے اخیر میں ''کتاب التوحید'' میں اِن فرقِ باطلہ کے بارہ میں تصریح فرمائی ہے اور یہ مسائل اِس لیے لائے ہیں کہ ایک عالم کا فریضہ ہے کہ وہ فرقِ باطلہ کے بارہ میں واشگاف اَلفاظ میں لوگوں کو باقاعدہ بتایا کرے کہ مُرتدین، معتزلین، خوارج اور روافض کتنے باطل فرقے ہیں! ایک عالم کا فریضہ ہے کہ فضائل بھی بیان کرے لیکن سب سے بنیادی بات کہ فرقِ باطلہ کی وضاحت ہونی چاہیے۔ عام لوگوں کے سامنے اُن فرقِ باطلہ کی پوری تصریحات کرنی چاہئیں۔ میں زیادہ تقریر کرنے کے قابل نہیں ہوں، بیمار ہوں، لیکن میں سعادت سمجھتا ہوں کہ ایسے اِجلاس میں شرکت، اِنْ شَآءَ اللّٰه! سعادت دارین کا باعث ہوگی۔ بڑے بڑے علماء آئے ہوئے ہیں، میں انہی کلمات پر اِکتفا کرتا ہوں۔ وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دست وبازو بنیں“

حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(بانی معہد الخلیل الاسلامی، بہادر آباد)

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

میرے محترم بزرگو، بھائیو اور دوستو!

ختم نبوت کی حفاظت کے لئے حیثیت سے بڑھ کر کام کریں

اِس مقصد کے لیے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبی آخر الزماں ہونا اور قیامت تک کے لیے خَاتَمُ النَّبِیّٖن بنا کر بھیجا جانا ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کی حفاظت کے لیے جانوں کی قربانیوں سے اِبتدا ہوئی۔ آج چلتے چلتے مختلف شکلوں کے اندر جو فتنے رونما ہوئے اور سب سے آخری زمانے کے اندر جس میں ہم لوگ چل رہے ہیں یہ فتنے ہیں، اِس میں تو بہت ہی آسان طریقہ ہے کہ یہ نکات جو پڑھے گئے اور جتنی باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی اگر ہم سارے اپنی اپنی حیثیت سے بلکہ اپنی حیثیت سے آگے بڑھ کر اِن ساری چیزوں کے اندر شریک ہوں، جس کے لیے جو آسان ہو، جو سہل ہو، جس طرح ممکن ہو کر سکتا ہو، جس طرح اُس کو پھیلا سکتا ہو، جس طرح تعاون کر سکتا ہو جان سے یا مال سے، جو اللہ کی ذات سے مل جائے تو اللہ ہم کمزوروں پر ضرور رحم فرمائیں گے اور ہمیں بھی اِس جماعت کے اندر شمار فرمالیں گے چاہے کچھ بھی ہماری حیثیت نہ ہو، جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والا گروہ ہو۔ یہ بہت بڑی بات ہے، معمولی بات نہیں ہے۔

درود شریف پڑھنے پر ایک نکتہ

دورد شریف کے پڑھنے پر ایک نکتہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ پاک اُس کی بہت ساری پریشانیوں کو دُور کر دیتے ہیں اور مہمات میں اُس کو کامیابی نصیب فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اُس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ بجائے اپنی حاجت پیش کرنے کے اللہ جل شانہ سے اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُوپر رحمتوں کے سوال

میں اپنے آپ کو لگا لیتا ہے۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: میں چاہتا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر دُرود زیادہ بھیجا کروں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے بتا دیجیے کہ اپنی دعا میں سے کتنا حصہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر دُرود کے لیے مخصوص کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جتنا چاہو۔ میں نے عرض کی: (دعا کے وقت کا) چوتھائی حصہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جتنا تم چاہو، اگر اور زیادہ کر دو گے تو تمہارے لیے بہتر ہی ہوگا۔ میں نے عرض کی: نصف؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جتنا چاہو کر دو، اگر اور زیادہ کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی: تو پھر اُس میں سے دو تہائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جتنا تم چاہو کر دو، اگر اور زیادہ کر دو گے تو تمہارے لیے خیر ہی کا باعث ہوگا۔ میں نے عرض کی: پھر تو میں اپنی دعا کا سارا ہی وقت آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر دُرود کے لیے مخصوص کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ”اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری ساری فکروں اور ضرورتوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفایت کی جائے گی اور تمہارے گناہ وقصور ختم کر دیے جائیں گے“۔ (جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب بلا ترجمہ، ج ۲، ص ۷۲، طبع قدیمی، کراچی)

خدا ختم نبوت کی جماعت سے محروم نہ کرے

میرے دوستو! حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے اِس کام میں کسی طریقے سے بھی شرکت کرنا ہے، اور خدا کرے! وہ قبول ہو جائے، ہمارا یہ اِجتماع بھی قبول ہو جائے، آئندہ کا اِجتماع اِس سے بہت زیادہ بھرپور ہو، ہر آدمی یہاں سے یہ طے کر کے جائے کہ میں دس دس آدمیوں کو ساتھ ضرور لاؤں گا۔ دس دس آدمیوں کی ذہن سازی ضرور کروں گا۔ اب سے لے کر ایک بجے تک جو مجھے وقت ملے گا دس دس آدمیوں کی ذہن سازی کروں گا تو دس گنا مجمع زیادہ ہوگا۔ گویا کہ آپ ایک جماعت کے داعی بن کے یہاں سے اُٹھیں، ایک جماعت بلانے والی بن کر یہاں سے اُٹھیں۔ جس طریقے پر جمع ہوتے ہیں تو اَکابرین پوچھتے ہیں کہ بھئی! کیا کیا کام کیا؟ میں نے اِتنے لوگوں کی ذہن سازی کی، میں نے اِتنے رسالے جاری کروائے اور میں نے اِتنی محنتوں میں حصہ لیا اور میں نے اِتنے لوگوں کو اِس

دجل سے نکال کر صراط مستقیم کی جانب کھینچا اور بلایا ہے، ذہن سازی کی ہے اور اِتنے لوگوں کو تیار کیا تو اللہ کی طرف سے کتنا خوشی کا اظہار ہوگا؟! اللہ تعالیٰ، جس نے بغیر محنت اور بغیر کوشش اور بغیر قربانی کے اِس جماعت کے ساتھ ہمیں لگا دیا ہے اب اللہ ہمیں اس سے محروم نہ کرے۔ بس! ہماری دلی خواہش یہ ہے کہ قیامت میں ہمارا بھی نام آ جائے۔

اس جماعت کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرشتوں کی ایک جماعت بنا رکھی ہے۔ وہ دُنیا میں چلتی پھرتی ہے اور جہاں کہیں بھی اللہ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے تو وہاں پہنچتی ہے اور اپنے ساتھیوں کو بلاتی ہے کہ اپنی حاجت کی طرف آ جاؤ۔ پھر وہ اُس میں شریک ہوتے ہیں اور وہ واپس اللہ پاک کی بارگاہ میں جاتے ہیں، اللہ جل شانہ عَلِیْم و خَبِیْر سب کچھ جاننے والے ہیں لیکن وہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ کہتے ہیں: فلاں جگہ سے آ رہے ہیں۔ وہ لوگ کیا کر رہے تھے؟ وہ لوگ آپ کو یاد کر رہے تھے۔ اور کس چیز کی طلب کر رہے تھے؟ جنّت کی طلب کر رہے تھے۔ اور کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ تو فرمایا: اچھا! کیا اُنہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کیا میری جنّت کو دیکھا ہے؟ کیا اُنہوں نے دوزخ کے عذاب کو دیکھا ہے؟ کہا کہ: نہیں! ایسا تو کچھ نہیں ہوا۔ کہا کہ اگر دیکھ لیتے تو اور زیادہ تیری حمد و ثناء میں لگتے، اور زیادہ تیری جنّت کی رغبت رکھتے، اور زیادہ تیری دوزخ سے پناہ چاہتے۔ تو کہا کہ اچھا جاؤ! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اُن سب کی مغفرت کر دی۔ تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا اللہ! اُن میں ایک شخص ایسا تھا جو اُس جماعت میں سے نہیں تھا، وہ تو ایسے ہی اپنی کسی غرض کے لیے جا رہا تھا، راستے میں اُس نے کہیں ذکر سنا تو ٹھہر گیا۔ تو فرمایا کہ وہ ایسی جماعت ہے کہ اُن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا باب فضل مجالس الذکر رقم الحدیث ۲۶۸۹) تو خدا کرے! ہم اُن میں شریک ہو جائیں باوجود نہ کچھ کرنے کے، باوجود بے حیثیت ہونے کے، اُن لوگوں کے ساتھ محبت کرنے والا، اُن لوگوں کے ساتھ کام کرنے والا، اُن لوگوں کے ساتھ بیٹھنے والا۔ اے اللہ! اُن میں ہمیں شمار فرما دے، اِسی غرض سے آنا ہوتا ہے۔ تو

بھائی! آپ سب حضرات اِرادہ کر کے جائیں کہ اِنْ شَآءَ اللہ! اگلا جو ہمارا یہاں سیمینار ہوگا وہ اِس سے کئی گنا زیادہ ہوگا۔ کیوں بھئی! کریں گے کوشش؟ ہر آدمی دعوت دے اپنے اپنے حلقے میں دوستوں کو، اَحباب کو، مستورات کو، سب کو۔ کیوں بھائی! اِرادہ ہے سب کا؟ اِنْ شَآءَ اللہ! اِس اِرادہ کے اُوپر اب ہم اللہ سے دعا مانگیں تو اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ! توفیق نصیب ہوگی۔

وَ آخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام

سوال:......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی عالم یا مبلغ یا کوئی عام آدمی کسی قادیانی کو اسلام کی تبلیغ کرسکتا ہے، حالانکہ دعوت عام و خاص سب قادیانیوں کو پہنچ چکی ہے، برائے مہربانی شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ اس تبلیغ کا کیا حکم ہے اور قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دینے کا کیا معیار ہے؟

(سائل: ابوہارون جالندھری، کراچی)

جواب:......دین اسلام کی دعوت وتبلیغ غیر مسلموں کو بھی کی جاسکتی ہے، اگر دعوت وتبلیغ سے قادیانیوں کے راہِ راست پر آنے کی امید ہو تو انہیں اسلام کی دعوت ضرور دی جائے۔

نظرِ ثانی	کتبہ
مفتی ابوبکر سعید الرحمن	محمد زکریا
دارالافتاء، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن	دارالافتاء ختم نبوت

"مدعیان نبوت کا تعاقب"

حضرت مولانا فضل محمد دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ اَوْفَوْا عَهْدَهٗ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سُوْرَةُ الحِجر،۹)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ (سُوْرَةُ الاَحزاب،۴۰)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَكُمْ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ

معزز علماء کرام اور اِس مجلس میں شریک معزز مرد و خواتین!

میں سب سے پہلے آپ حضرات کا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں، مجھے آپ کے سامنے کچھ وقت کے لیے بولنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں سیدھے سادے انداز میں آپ کے سامنے کچھ حقائق رکھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ حضرات اپنے دل و دماغ میں کچھ بٹھا کر چلے جائیں۔ چند باتیں عرض کروں گا۔

قرآن کریم کیوں محفوظ؟

سب سے پہلے تو ایک پس منظر ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنے انبیاء کرام ﷩ کو بھیجا ہے اور اُن پر کتابیں نازل فرمائی ہیں، کسی کتاب کے بارہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ: اِس کی حفاظت میرے ذمہ ہے۔ سوائے قرآن پاک کے، تورات ایک بہت بڑی شان والی کتاب ہے اور انبیاء کرام ﷩ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دورانیہ طویل

دورانیہ ہے۔ لیکن تورات کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود نہیں لی، اُس کی حفاظت کی ذمہ داری وقت کے علماء پر ڈال دی، زبور کے ساتھ بھی یہ معاملہ رہا، انجیل کے بارہ میں بھی یہی ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے ذمہ نہیں لی بلکہ وقت کے علماء کے ذمہ اِس کی حفاظت کو لازم قرار دیا۔

آپ جانتے ہیں کہ علماء معاشرہ کا ایک حصہ ہوتے ہیں، چاہے وہ عیسائی علماء میں سے ہوں، چاہے وہ یہود میں سے ہوں، احبار ورہبان ہوں یا لاٹ پادری ہوں وہ معاشرہ کا حصہ ہوتے ہیں۔ تو معاشرہ کے دباؤ سے یہ دب جاتے ہیں، انسان ہیں، جان کے خطرہ سے کبھی دب جاتے ہیں، اموال کی لالچ میں آکر کبھی دب جاتے ہیں۔ یہود کے علماء احبار کے ساتھ یہی ہوا، کچھ وقت کے حکمرانوں نے اُن کو دبایا، کچھ لالچ نے اُن کو اپنے گھیرے میں لیا اور انہوں نے خود اپنی ہی کتاب میں تحریف شروع کی، تورات میں خود وقت کے علماء نے حکمرانوں کے دباؤ پر تحریف کی، کیوں کہ حفاظت کی ذمہ داری اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہیں لی تھی اور آگے جانے سے پہلے آپ کو بتادوں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی چیز کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے وہ قیامت تک محفوظ رہتی ہے، وہ اپنی جگہ سے ہٹ نہیں سکتی، تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم کامل میں جب تورات کو قیامت تک رہنا نہیں تھا اور مذہب یہود کو قیامت تک باقی رہنا نہیں تھا تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اُس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی، انجیل اور زبور کے نظام کو قیامت تک باقی رکھنا نہیں تھا تو اُن کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تبارک تعالیٰ نے نہیں لی، لیکن قرآن کریم کو قیامت تک باقی رکھنا تھا، یہی نظام تھا، یہی شریعت تھی، یہی دین تھا، اِس لیے اِس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تبارک تعالیٰ نے خود لی، علماء پر نہیں ڈالی اور فرمایا: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ

○ (سُوْرَۃُ الحِجر ۹)

دینِ اِسلام تا قیامت روشن رہے گا

یہ دینِ اسلام تا روزِ قیامت ہے بلکہ بعد القیامہ بھی ہے۔ جنّت میں بھی قرآن کریم اپنی آب وتاب کے ساتھ موجود ہوگا اور اللہ تبارک تعالیٰ حضرت داود علیہ السلام سے

فرمائیں گے کہ جنتی کے سامنے اپنی خوبصورت آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ جب وہ تلاوت کریں گے وہ مزہ کیا ہوگا؟ اُس کے بعد اللہ تبارک تعالیٰ خود فرمائیں گے کہ: تم سنو! میں اپنی اِس کتاب خود تلاوت کر کے تمہیں سناتا ہوں۔ تو جنت میں بھی زندہ تابندہ یہ کتاب ہے۔ اِس کو باقی رکھنا تھا اور باقی رکھنے کے لیے اس کو آسمان سے اُتارا ہے اور یہ سب اِس طرف اِشارہ ہے کہ یہ دِین رہنے کے لیے آیا ہے اور یہ شریعت رہنے کے لیے آئی ہے، یہ قرآن رہنے کے لیے آیا ہے اور نبی آخرالزمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، تا قیامِ قیامت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دِین روشن رہے گا اور رُوشن رہنے کے لیے آیا ہے، ورنہ اِس کا متبادل انتظام اللہ تبارک تعالیٰ پہلے سے کردیتے۔

بائبل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر

تورات کے بارہ میں یہ نہیں فرمایا کہ: اِس کی حفاظت میرے ذمہ ہے۔ علماء سے کہا کہ تم اِس کی حفاظت کرو۔ اللہ کو معلوم تھا کہ علماء معاشرے کے دباؤ میں آکر دب جائیں گے اور ایک وقت ایسا آجائے گا کہ یہ خود اپنی اِس کتاب کو بگاڑ دیں گے۔ پھر میں اِس کتاب کو منسوخ کر کے ختم کردوں گا اور ایسے ہی ہوا کہ اُنہوں نے اپنی کتاب میں لالچ اور دباؤ کی بنیاد پر تورات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق پیشین گوئیاں تھیں ان میں تحریف کردی، تورات میں ایک پیشین گوئی یہ تھی کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کی آنکھیں موٹی موٹی ہوں گی، اِنتہائی خوبصورت، سفیدی میں اِنتہائی سفید اور سیاہی میں اِنتہائی سیاہ اور سرخ ڈوریاں ہوں گی۔ اُنہوں نے وہاں لکھا کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھیں نیلی نیلی اور چھوٹی چھوٹی ہوں گی تاکہ نشانی غلط ہوجائے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئے تو اِس پیشین گوئی کے موافق تو نہیں تھے۔ اِسی طرح تورات وانجیل میں لکھا تھا کہ: نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدوقامت نہ زیادہ لمبا ہوگا اور نہ آپ کا قدوقامت زیادہ چھوٹا ہوگا بلکہ اِعتدال کے ساتھ درمیانے قد کے مالک ہوں گے۔ اُنہوں نے لکھا کہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لمبے قد والے ہوں گے۔ تاکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارہ میں پیشین گوئی کو غلط قرار دیں۔ لیکن بے وقوفوں نے یہ نہیں دیکھا اور سوچا

کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں غلط رنگ دینے سے کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں ہوگا؟ لیکن اپنی کتاب میں اپنے ہاتھ سے تحریف کر رہے ہیں اور کتاب کو بگاڑ رہے ہیں۔ تورات میں یہ بھی لکھا تھا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کے بال نہ گھنگریالے ہوں گے اور نہ بالکل کھلے ہوں گے بلکہ خوبصورتی کے ساتھ بال ہوں گے۔ اُنہوں نے لکھا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال کھلے کھلے ہوں گے اور لمبے لمبے بال ہوں گے جیسے آج کل انگریز کے بالوں کا ایک نقشہ ہے۔ یہ بھی اِسی غرض کے لیے تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جو پیشین گوئیاں تھیں اُن کو غلط رنگ دیں لیکن جب اُنہوں نے تحریف کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کتاب کو موقوف کر دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا نظام ہے کہ جب اللہ کسی چیز کو موقوف کر دیتا ہے تو نہ اُس کی زبان رہتی ہے اور نہ اُس کی عبارتوں کے نشانات رہتے ہیں اور نہ اُس کا خدوخال رہتا ہے۔

دُنیا میں تورات جس حالت میں آسمانوں سے اُتری تھی اُس حالت میں دُنیا میں کہیں ایک نسخہ بھی نہیں ہے اور جو اصل زبان اُس کی عبرانی تھی، اس عبرانی زبان کا وجود بھی نہیں ہے۔ یہ اسرائیلی کوشش کر رہے ہیں کہ عبرانی کو اِسکول میں اور کالجوں میں زندہ کریں لیکن وہ کتاب جس زبان میں اُتری وہ زبان آج اُن کے ہاتھ میں نہیں ہے، زبان بھی گئی، اَحکامات بھی گئے، نشانات بھی گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کو قیامت تک باقی رکھنا نہیں تھا تو اُس کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں نہیں لی بلکہ علماء پر ڈالی۔

یہی قصہ انجیل کے ساتھ ہوا، مذہب عیسائیت اور مذہب یہودیت کی حفاظت کی ذمہ داری کا اِعلان اللہ تعالیٰ نے اِس لیے نہیں کیا کیوں کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنا تھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب کے بارہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعلان فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (سُوْرَۃُ الحجر۔۹) چناں چہ یہ چودہ سو سال سے کچھ زیادہ عرصہ گزرا کافروں کے جتنے بھی دانشور ہیں وہ بھی اِقرار کر رہے ہیں کہ آسمان سے قرآن جس حالت میں اُترا آج اُسی حالت میں موجود ہے۔ ایک زبر، زیر کا فرق نہیں ہوا۔

دو چیزوں کو مضبوطی سے پکڑو

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وفات سے کچھ پہلے اعلان فرمایا کہ میں دُنیا سے جا رہا ہوں:

تَرَكْتُ فِيكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ۔ (موطا امام مالک حدیث ۳۸۵۱)

تمہارے پاس میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ اِن دو چیزوں کو جب تک تم مضبوط ہاتھوں سے پکڑے رکھو گے تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

ایک طرف کتاب اللہ کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی، علماء وقت پر نہیں ڈالی اور یہ ایسی معمولی ذمہ داری نہیں ہے۔ آپ کو ذرا صاف الفاظ میں بتا دوں کہ: ظاہری الفاظ میں ہے کہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری میری ہے، ہم نے اِس کو اُتارا اور ہم ہی اِس کے محافظ ہیں اور یہ صرف کتاب اللہ کی بات نہیں ہے، کتاب اللہ تو صرف ایک مضبوط ہاتھ ہے اور اُس کے گھیرے میں یہ پوری کائنات ہے، اِنسان کی اِنسانیت اور اِنسان کی رُوحانیت اور اِنسانی اِقتصادیات اور معاشیات اور حیات اور ممات یہ ساری کی ساری چیزیں قرآنِ کریم کے طفیل ہیں، قرآن عظیم کی برکت سے مسلمان ہیں، قرآن کی برکت سے مساجد ہیں، قرآن کی برکت سے اَحکامات ہیں، اذان ہے، نماز ہے، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہے اور بیت اللہ ہے اور اِن چیزوں کا تعارف بھی قرآن کراتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف قرآن کراتا ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْفَتْح ۲۹) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ اعلان قرآن کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارہ میں، عظمتوں کے بارہ میں بھی اعلان قرآن کرتا ہے اور وہ اعلان یہ ہے:

هُوَ اللهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ٥ هُوَ اللهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥ هُوَ اللهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ

الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (سورۃ الحشر، ۲۲تا۲۴)

یہ قرآن کریم ہے جو اللہ تعالیٰ کا تعارف بھی کھل کر کراتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں بھی کھل کر اعلان کرتا ہے۔

تو جن چیزوں اور اَحکامات کا قرآن اعلان کرتا ہے چاہے وہ بیوعات کے قبیل سے ہوں، اِقتصادیات اور معاشیات کے قبیل سے ہوں، اِنسان کی حیات اور ممات کے قبیل سے ہوں، اِنسان کی عبادات اور اَخلاقیات کے قبیل سے ہوں، یہ ساری کی ساری چیزیں قرآن کی حفاظت کی برکت سے محفوظ ہوگئی ہیں۔ عام لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری کے ضمن میں یہ تمام چیزیں محفوظ ہوگئیں۔ اب قرآن ہو، عالم نہ ہو، ناممکن ہے۔ قرآن ہو اور حافظ قرآن نہ ہو، ناممکن ہے۔ قرآن ہو، مسجد نہ ہو، ناممکن ہے۔ قرآن ہو اور مدرسہ نہ ہو، ناممکن ہے۔ جہاں قرآن ہے تو اُس کے پڑھنے پڑھانے والے، سمجھنے اور سمجھانے والے اور اُس پر عمل کرنے والے ہوں گے، تو اِس کے ضمن میں ہماری حفاظت ہوگئی، ہماری مساجد کی حفاظت ہوگئی اور ہمارے دِین کی حفاظت ہوگئی۔

علماء آج سر اُٹھانے کے قابل نہ ہوتے

اگر یہ دِین زندہ تابندہ نہ ہوتا اور اِس کے سارے شعبہ زندہ نہ ہوتے تو آج یہ علماء کرام اس معاشرہ میں بڑے بڑے فلاسفروں کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہ ہوتے۔ وہ کہتے کہ دیکھو! ماڈرن دَور ہے، اِس ماڈرن دَور میں ہمارے فلاں مسئلہ کا حل بتاؤ۔ آج تک کسی نے یہ نہیں کہا اور نہ کہہ سکتا ہے، اِس لیے کہ قرآن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس منہج پر اُتارا ہے کہ آپ کا معاشرہ جتنا بھی جدید سے جدید تر ہوجائے قرآنِ کریم اُس کا حل پیش کرتا ہے۔ لہٰذا علماء بہت ڈٹ کے سر اُٹھا کر میدان میں آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاں! ہمارا دِین ہے اور اِس کے پیچھے یہ دلائل ہیں اور یہ قرآن ہے یہ اس کے اَحکامات ہیں۔

عیسائی ریاست اور مذہب جدا جدا

عیسائیوں پر یہ دَور آیا اور ایک لمبا چوڑا جھگڑا چلا ہے کہ چرچ اور اُن کے مذہبی پیشواؤں کے نظام کو ایک ساتھ چلایا جائے، ریاست کے ساتھ چلایا جائے یا الگ کیا جائے؟ لوگوں نے کہا: الگ کرو! لیکن یہ عیسائی جواب نہ دے سکے اور وہ عاجز آ گئے تو کلیسا الگ ہو گیا، ریاست الگ ہو گئی، اِس وقت ریاست اپنے انداز سے چل رہی ہے، اُس میں کلیسا مداخلت نہیں کرسکتا اور کلیسا کے پاس اگر کچھ ہے تو اُس میں ریاست کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ بھی ایسا ہو لیکن یہ غلط خیال ہے، اِس لیے کہ مسلمانوں کے پاس زندہ تابندہ کتاب ہے، ڈیڑھ ہزار سال پہلے جو مسائل تھے اور آج جو مسائل ہیں یکساں طور پر قرآن عظیم اُس کا حل پیش کرتا ہے۔ آج بھی کراچی میں ایک آدمی ایسا نہیں ہے جو یہ کہے میں دار الافتاء میں گیا ہوں اور فلاں مسئلہ کا جواب مجھے نہیں ملا۔ یہ محفوظ دِین ہے اور اِس محفوظ دِین کی حفاظت کے لیے گویا ضمناً یہ اعلان ہے کہ یہ دِین قیامت تک رہے گا، یہ نظام برقرار رہے گا اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام اور اُنہی کی نبوت رہے گی۔

نالائق حکمران

عیسائیت اور یہودیت جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی جڑیں کاٹ دیں، آج جو آدمی اُن کی طرف مڑ کر دیکھتا ہے وہ اَحمق ہے، وہ ایک مُردہ گھوڑے میں جان ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے، وہ مُردہ گھوڑا ہے جو صدیوں سے مَر چکا ہے۔ البتہ اتنی بات ہے کہ اُن کے حکمرانوں میں لیاقت ہمارے حکمرانوں سے زیادہ ہے، آج کے دَور میں وہ مُردہ دِین کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم زندہ اور تابندہ دِین کو آگے نہیں بڑھا سکے۔ یہ ہمارے حکمرانوں کی نالائقی ہے کہ اُنہوں نے اِس دِین کی سَرپرستی نہیں کی، اگر یہ سَرپرستی کرتے تو یہ چند مہینوں میں اور چند سالوں میں پوری دُنیا کے مالک ہو جاتے۔ وہ

ملک میں دِین کے لیے جان کی بازی لگاتے ہیں، یہ افغانستان میں جو آئے ہیں آخر اپنے دِین کی بقا کے لیے آئے ہیں، بچاؤ کے لیے آئے ہیں۔ خدا کی قسم! اپنے عقیدے کے تحت آئے ہیں اور اُن کے گلے میں صلیب لٹک رہی ہے جسے لے کر وہ میدان میں اُترتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہاں سے اِسلامی خلافت قائم ہوگئی تو ہماری ریاستوں کے لیے اور ہماری حکومتوں کے لیے خطرہ پیدا ہوجائے گا۔ وہ پچاس سال بعد کے خطرہ کو محسوس کررہے ہیں تو آج اُس کے مقابلہ کے لیے میدان میں آئے ہیں اور ہمارے حکمران بہرحال نالائق تو نالائق ہوتا ہے، یہ زندہ دِین نہیں سنبھال سکے اور وہ مُردہ دِین میں بھی پھونک مار مار کے جان ڈال رہے ہیں۔ بہرحال! نبی کریم ﷺ کا اِنتقال ہوا اور اِنتقال سے کچھ پہلے جھوٹے نبیوں نے سر اُٹھایا، میں اُس کے متعلق تھوڑا کلام کرتا ہوں پھر اپنے برصغیر میں جو فتنۂ قادیانیت کھڑا ہوا اُس کے متعلق آپ کے سامنے کچھ تفصیلات عرض کرتا ہوں۔

ہمارا دِین معروضی نہیں

ہمارا دِین معروضی دِین نہیں ہے، معروضی اَوقات کے لیے جو دِین آئے اُس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہیں لی۔ اگر یہ معروضی ہوتا تو اللہ اِس کی حفاظت کی ذمہ داری نہ لیتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو اِس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے تو اِس کے ایک ایک شوشہ کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اور ایک ایک شوشہ قیامت تک محفوظ رہے گا۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس دین کی معمولی سے معمولی بات کو محفوظ رکھا ہے مثلاً آپ نے کھانا کھایا اور کھانے کے بعد آپ کے دانتوں کے درمیان گوشت کا ریشہ پھنس گیا تو اُس گوشت کے ریشہ کے لیے اِسلام میں تعلیم موجود ہے اور نبی پاک ﷺ نے اِرشاد فرمایا: اگر خلال کے ذریعہ سے یہ ریشہ نکالا تو اُس کو آپ نگل نہیں سکتے لیکن اگر آپ نے زبان سے یہ ریشہ نکالا تو آپ کی مرضی ہے کہ آپ باہر پھینکیں یا نگل لیں۔ تو جب ایک ریشہ کے لیے قانون موجود ہے اور یہ ایسا قانون ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کے ضمن میں اللہ پاک نے اِس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے تو نبی

پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ۔ جب تک تم اِس کو پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے اور اسی کو علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِيْ حَرْزِ مِلَّتِهٖ۔۔۔ كَاللَّيْثِ حَلَّ مَا اَشْبَارَ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا سے جب تشریف لے جارہے تھے تو اپنی اُمت کو ایک ایسے مضبوط حصہ اور مضبوط باڑ میں اُتارا جیسے شیر اپنے بچوں کو محفوظ مقام میں اُتارتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جہاں بھی پھروں اور جہاں بھی ہوں تم یہاں رہو تو تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

مدعیان نبوت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں کچھ جھوٹے لوگوں نے سر اُٹھایا اور ظاہر ہے کہ ہر آدمی سوچتا ہے کہ یہ جب جائے گا تو یہ تو بہت بڑا میدان قائم کر گیا ہے اِس میدان میں ہمارے لیے بھی کوئی کام کا موقع مل جائے اور ہم اپنی اَغراض ومقاصد کے لیے اِس بڑے کام کو اِستعمال کریں۔ یہ طالع آزما قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ یہ جو مفسد اَغراض والے ہوتے ہیں یہ ہر زمانے میں ہوتے ہیں، اُس زمانے میں مسیلمہ کذاب تھا اور اسود عنسی کے نام سے، سجاح کے نام سے ایک عورت تھی، اُن جھوٹے نبیوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔

مسیلمہ کذاب کا تفصیلی واقعہ

مسیلمہ کذاب (حقیقی نام: مسیلمہ بن حبیب) عرب میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہی میں نبوت کے مدعی کے طور پر سامنے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں یہ معاملہ جیسے تیسے چلتا رہا، مسیلمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکتوب بھی لکھا اور اپنی نبوت میں شریک کرنے کو کہا، روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی، معمولی سی کھجور کی ٹہنی تھی۔ فرمایا: دُنیا و آخرت اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہیں، اگر تم چاہتے ہو کہ میرے ساتھ نبوت میں شراکت کرلو تو اِس ٹہنی کی ایک شاخ بھی تمہیں نہیں دوں گا، ایک پتہ بھی تمہیں نہیں دوں گا او

رتمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا ذلیل کرے گا کہ تم یاد رکھو گے۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب مسلمان دیگر مرتدین کے خاتمے میں مصروف تھے اس دوران مسیلمہ اپنا دعویٰ نبوت عام کرنے میں مصروف رہا اور اس نے اتنی طاقت حاصل کر لی کہ اس کا چالیس ہزار کا لشکر یمامہ کی وادیوں میں پھیل گیا۔ اس نے باقاعدہ خلافت کی عملداری کو چیلنج کیا اور بغاوت پر اتر آیا اور اپنی نبوت نہ ماننے والوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ چناں چہ اس کی سرکوبی ناگزیر ہوگئی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کے مقابلے کے لیے حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو یمامہ کی طرف روانہ کیا اور حضرت عکرمہ کی مدد کے لیے حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے پہنچنے سے قبل ہی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے لڑائی کا آغاز کر دیا لیکن انہیں شکست ہوئی۔ اس عرصے میں حضرت شرحبیل ؓ بھی مدد کو آ پہنچے لیکن دشمن کی قوت بہت بڑھ چکی تھی۔ مسیلمہ کی نبوت کی تائید بنی حنیفہ نے بھی کی، اس وقت ان کا بہت زور تھا۔ حضرت شرحبیل نے بھی پہنچتے ہی دشمن سے مقابلہ شروع کر دیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس عرصے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دیگر مرتدین سے نمٹ چکے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عکرمہ اور حضرت شرحبیل کی مدد کے لیے یمامہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر یمامہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مسیلمہ بھی حضرت خالد ؓ کی روانگی کی اطلاع سن کر مقابلے کی تیاریوں میں مصروف ہوا اور یمامہ سے باہر صف آرائی کی۔ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تیرہ ہزار تھی۔ فریقین میں نہایت سخت مقابلہ ہوا۔ پہلا مقابلہ بنوحنیفہ سے ہوا۔ اسلامی لشکر نے اس دلیری سے مقابلہ کیا کہ بنوحنیفہ بد حواس ہوکر بھاگ نکلے اور مسیلمہ کے باقی آدمی ایک ایک کر کے حضرت خالد ؓ کی فوجوں کا نشانہ بنتے رہے۔ جب مسیلمہ نے لڑائی کی یہ صورت حال دیکھی تو وہ اپنے فوجیوں کے ساتھ جان بچا کر بھاگ نکلا اور میدان جنگ سے کچھ دور ایک باغ میں پناہ لی لیکن مسلمانوں کو تو اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑنا تھا، اس لیے حضرت خالد بن ولید ؓ نے باغ کا محاصرہ کرلیا۔ باغ

کی دیوار اتنی اونچی تھی کہ اس کو کوئی بھی پار نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت ایک صحابی حضرت زید بن قیسؓ نے حضرت خالد بن ولید کو فرمایا: میں یہ دیوار پار کر کے تمہارے لیے دروازہ کھول دوں گا اگر تم میرے لیے ایک اونچی سیڑھی بنا دو، حضرت خالد بن ولیدؓ راضی ہو گئے۔ اگلے دن حضرت زید بن قیسؓ سیڑھی کے ساتھ باغ میں اتر گئے۔ مسیلمہ کذاب نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو۔ اس کے فوجیوں نے حضرت زید بن قیس کے ساتھ لڑائی شروع کر دی۔ لڑائی میں حضرت زید بن قیسؓ کا کندھا کٹ گیا۔ پھر بھی انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ ادھر مسلمان صف بندی کر چکے تھے۔ مسلمان اندر داخل ہونا شروع ہو گئے اور ایک دفعہ پھر گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ اچانک حضرت خالد بن ولیدؓ نیزہ لے کر مسیلمہ کو پکارنے لگے، یا عدو اللہ! اور مسیلمہ پر پھینک دیا، مگر اس کے محافظوں نے ڈھال بن کر اس کو بچا لیا۔ اس وقت اس کے محافظ غیر حتمی طور پر اسے چھوڑ کے چلے گئے۔ پھر اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی بن حرب (جو مسلمان ہو چکے تھے) نے ایسا نیزہ مارا کہ مسیلمہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس طرح اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا کفارہ ادا کیا۔ اس کے لشکر کے نصف آدمی مارے گئے۔ تقریباً یمامہ کے ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ جنگ کے خاتمے کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ سے صلح کر لی۔ یہ جنگ ''جنگ یمامہ'' کے نام سے جانی جاتی ہے۔

مدعیۂ نبوت سجاح

ادھر سے سجاح نامی عورت نے نبوت کا دعویٰ کیا، یہ عیسائی تھی لیکن چوں کہ اس نے دیکھا کہ میدان گرم ہے اور بنو تمیم کے ساتھ اِس کا تعلق تھا تو اِس نے فوجوں کو عراق سے لا کر بنو تمیم کے ساتھ ملا یا اور کہا کہ: میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں نبیہ ہوں۔ کسی نے اُس عورت سے کہا: تم کیسے نبی بن سکتی ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ کہنے لگی: مَرد نبی کا اِنکار کیا ہے، عورت نبیہ بن کر آسکتی ہے۔ دیکھو! کہتی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا نَبِيَّةَ بَعْدِيْ نہیں کہا۔ ایسے لوگوں کے لیے ڈنڈے کی ضرورت ہے، یہ سمجھانے کی بات نہیں ہے۔

نوجوان قادیانی کیوں بنتے ہیں؟

آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پاکستان میں ایک قادیانی ایسا نہیں جو اُلجھن میں پڑا ہوا ہو کہ دین سمجھ نہ پا رہا ہو اور نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ قادیانی ہو۔ شریعت کی کسی نص میں اُس کو الجھن پیدا ہو، کسی حدیث میں اُس کو الجھن پیدا ہوتی ہو اور بے چینی کی وجہ سے قادیانی بن گیا ہو، ایسا نہیں ہے۔ دِین اِسلام تو شاہراہ اعظم ہے صرف اپنی اَغراض کے لیے قادیانی بنتے ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم سے پوچھا: ڈاکٹر صاحب! یہ بتاؤ کہ ہمارے نوجوان کیوں قادیانی بنتے ہیں؟ تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ نوجوان کو دو چیزیں چاہئیں: ایک نوکری اور ایک چھوکری۔ یہ قادیانی نوکری اور چھوکری دونوں دیتے ہیں۔ کوئی قادیانی آج تک شرافت کے لیے قادیانی نہیں بنا۔ شریعت مطہرہ، قرآن وحدیث کے کسی مسئلہ کی وجہ سے پریشان ہو کر قادیانی نہیں بنا۔ یہ اپنی اَغراض ومقاصد کے لیے، اپنے دنیوی مستقبل کو بنانے کے لیے اپنی عزت کو فروخت کر کے اِیمان کو ضائع کرتے ہیں اور وہاں چلے جاتے ہیں۔

ہاں! اگر یہ کسی اَچھے کام کے لیے گئے ہوتے تو مطلب یہ ہے کہ ہم اچھے نہیں ہیں۔ یہاں مولانا شمس الرحمٰن عباسی صاحب تشریف فرما ہیں، اُن کا چہرہ چمک رہا ہے، مولانا شفیق احمد بستوی صاحب بیٹھے ہیں، چہرہ چمک رہا ہے تو کم اَز کم ایسا چہرہ تو لاؤ نا!! داڑھی منڈے، بوٹ سوٹ، شرابی کبابی، نہ نماز ہے، نہ روزہ ہے، نہ شرافت ہے اور کہتا ہے کہ میں نئی نبوت کو تلاش کر رہا ہوں۔ اب آپ بتائیں! ایسے شخص کے لیے ڈنڈے کے سوا اور کیا چیز ہے؟

اسود عنسی کا تفصیلی واقعہ

ایک اور خبیث تھا اسود عنسی۔ اُس نے بڑا جتھا جمع کیا شعبدہ باز قسم کا تھا۔ اُس کے پاس ایسی شعبدہ بازی تھی اگر دُور بیٹھے کوئی اُس کے بارہ میں بات کرتا تو اُس کو معلوم ہو جاتا اور کہتا: اچھا! میرے بارہ میں تم نے یہ کہا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے گورنر تھے اُن کو اُس نے نکالا۔ یمن کا علاقہ تھا سارے گورنروں کو نکالا مثلاً حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ،

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ۔ اور اسود عنسی نے اعلان کیا: او سرکشو! پیچھے ہٹو زمین ہمارے لیے چھوڑ دو۔ نَحۡنُ اَوۡلٰی بِھَا۔ ہم زیادہ حق دار ہیں۔ (فتنہ ارتداد ص ۱۹۷)

ایک فارسی مسلمان گورنر تھا، اُس کی بیوی سے اس نے زبردستی نکاح کیا لیکن ایک فارسی گروپ وہیں رہ گیا، حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں نے ظاہر یہ کیا کہ ہم نے تم کو مانا ہے اور پیچھے اُس کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ اسود عنسی نے اذانوں، نمازوں، دِین کا نام لینے پر پابندی لگادی، مسلمانوں کو بھگایا۔ اِسود عنسی سویا رہتا لیکن پھر بھی اُس کو معلوم ہوجاتا کہ میرے پیچھے کوئی آرہا ہے، اُس کے دو شیطان تھے: ایک کا نام شقیق تھا اور دوسرے کا نام سحیق تھا۔ دونوں دوزخیوں کے نام ہیں۔ یہ دونوں شیطان اُس کو اطلاع کرتے تھے۔ بیوی نے یہ کہہ دیا کہ دروازہ کے پیچھے ایک دیوار ہے وہاں چوکیدار نہیں ہے وہاں سے تم داخل ہوسکتے ہو۔ میں اُس کے کمرے میں چراغ جلاؤں گی، تم اُس پر حملہ کردینا۔ چناں چہ اُس صحابی نے وہاں سے نقب ماری اور اندر داخل ہوئے جیسے ہی صحابی داخل ہوئے تو کہنے لگا: اچھا! مجھے مارنے کے لیے آرہے ہو؟ وہ صحابی آئے اور اُس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔ ایک آدمی کے لیے اُس کو مارنا مشکل تھا، تین چار اور آگئے اُس کو ذبح کردیا۔ سر اُس کا الگ کردیا، پھر بھی بول رہا تھا۔ شور جب ہوا تو چوکیداروں نے کہا مَا ذَا فِی الۡبَیۡتِ ؟ کیا ہو رہا ہے؟ تو اُس کی بیوی نے کہا: نَبِیٌّ یُوۡحٰی اِلَیۡہِ۔ تمہارے نبی کو وحی ہو رہی ہے۔ اُس کا شور ہے بہرحال اُس کو ٹھنڈا کردیا۔

سر کاٹ کر میدان میں

اگلے دن فجر کی نماز کے لیے جب اذان کا وقت ہوا، تو ایک صحابی اذان کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا: اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ'' اُس کے بعد کہا: اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللہِ۔ لوگ حیران ہوگئے کہ یہ کیسی آواز ہے؟ وَاَنَّ عَبۡھَلَۃَ کَذَّابٌ۔ اسود عنسی کذاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں اور پھر اُس کا سر میدان میں پھینکا۔ جب سر میدان میں

پھینکا تو سب بھاگ گئے پھر کون ٹھہرتا؟ (البدایۃ والنہایۃ، ج ٦ ص ۳۱۲)

برصغیر کا نمونہ

ہمارے برصغیر میں ایک مسخرہ آیا جس کا نام غلام احمد قادیانی ہے۔ قادیانی اِس لیے کہتے ہیں کہ یہ قادیان کا رہنے والا ہے۔ یہ ایسا مالی خولیا قسم کا آدمی تھا۔ یہ ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا، ۱۸۸۰ء میں مسیح موعود کا دعویٰ کیا، اُس کو اَندازہ تھا کہ مسیح موعود نے آنا ہے۔ آگے چلتے چلتے ۱۹۰۱ء میں اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک اُس کے جتنے دعوے ہیں وہ نبوت کے ہیں۔ دھوکا دینے والے کہتے ہیں کہ اِس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ خود مرزا لکھتا ہے: سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں مجھے نبی بنا کر بھیجا۔ (دافع البلاء ص ۱۱) میں نبی بھی ہوں اور رسول بھی ہوں۔ میں کبھی موسیٰ کبھی عیسیٰ کبھی ادریس ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار۔ (حقیقت الوحی ص ۷۳)

علماء سے تعلق مضبوط رکھیں

یہ دعوے مرزا نے کیے ہیں، لیکن چوں کہ ابتدا میں نہیں کیے تو اُس کے چیلے کہتے ہیں کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ جو بڑی فیملی کے لوگ ہیں، علماء سے ملنے بیٹھنے کا موقع اُن کو نہیں ملتا اور اُن کو صحیح دِین کم پہنچتا ہے اِس لیے یہ فتنوں کا شکار ہوتے ہیں، کوئی پرویزی ہو جاتا ہے، کوئی قادیانی ہو جاتا ہے، قادیانی سب سے پہلے علماء سے نفرت دلاتے ہیں۔ پھر یہ فارم دے کر مُرید بناتے ہیں، جب آدمی مُرید بن جاتا ہے تو پھر بے بس ہو جاتا ہے۔ پھر یہی کہتا ہے کہ میں مُرید ہوں۔ سوچتا نہیں ہے کہ صحیح غلط کیا ہے؟ پھر قادیانی دنیوی اغراض سے مالا مال کرتے ہیں۔

ایٹمی پلان اور قادیانیت دشمنی

ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا ہے کہ قادیانی ایٹمی پلان کے سخت مخالف ہیں۔ یہ بات چنیوٹ کی ایک کانفرنس سے ٹیلی فونک خطاب میں کہی اور یہ کل کے اِسلام اخبار میں آیا ہے۔ بڑی سُرخی ہے، اَخبار کا تراشہ میرے ہاتھ میں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی

نے اکھنڈ بھارت کی پیشین گوئیاں کی ہیں اور قادیانی چاہتے ہیں کہ دوبارہ پاکستان انڈیا سے مل جائے۔ تو بہر حال یہ قادیانی سازشی قسم کے لوگ ہیں۔ غلام احمد قادیانی نے بہت گندی باتیں کی ہیں۔ میں یہاں شرافت کی وجہ سے زبان پر نہیں لاسکتا۔ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کے بارہ میں کہا: جو مجھے نہیں مانتا اُن کے مَرد جنگل کے خنزیر اور اُن کی عورتیں کتیاں ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷) جب یہ باتیں اسمبلی میں آئیں اور علمائے کرام نے کھول کھول کر بیان کیں تو مسلمانوں نے کانوں کو ہاتھ لگایا کہ یہ کیا قصہ ہے!

ہم بھٹو صاحب کے دستخط کی قدر کرتے ہیں

اُس اسمبلی میں بھٹو صاحب بھی تھے۔ ہم بھٹو صاحب کے دستخط کی قدر کرتے ہیں۔ اگر بھٹو صاحب دستخط نہ کرتے تو لاکھوں انسان شہید ہو جاتے۔ ۱۹۵۳ء میں ایسا ہوا کہ دس ہزار مسلمان شہید ہو گئے۔ جب حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک چلائی بھٹو صاحب سے مطالبہ کیا گیا کہ: دستخط کرو تو بھٹو صاحب نے کہا: یہ نوے سالہ پرانا مسئلہ ہے۔ بہر حال ہمارے بزرگوں نے اسمبلی اور اسمبلی کے باہر خوب تحریک چلائی اور آخر کار قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

قادیانیوں سے ایک سوال پوچھیں

قانون تو بن گیا لیکن اُس کو موثر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے بنایا۔ اُس نے آرڈیننس نافذ کیا، یہ اِتنا بڑا آرڈیننس ہے کہ قادیانی آج تک سر اُٹھانے کے قابل نہیں ہیں۔ بس! میں بات ختم کرتا ہوں۔ آپ اُن قادیانوں سے صرف ایک بات پوچھیں اور باقی سب چھوڑیں۔ اُس نے بہت کچھ کہا، کہتا ہے میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں، جہاد کا مخالف ہوں اس کے اشعار ہیں ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستوں خیال
دِین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دِین کا امام ہے

دِین کے لیے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اِعتقاد
(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص ۴۲)

مرزا کہتا ہے کہ میں نے اتنا لکھا کہ: پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں، اُن کتابوں کو میں نے شام، عراق، ترکی اور دیگر ممالک میں بھیجا۔ آپ اُن قادیانیوں سے بس ایک سوال کریں کہ تو نبی بن کر آیا تو کیا لایا؟ بس! یہ ایک سوال ہے۔ جو آپ بھی کر سکتے ہیں۔ اگر یہ کہتا ہے کہ: میں توحید لایا۔ تو توحید پہلے سے تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پہلا اعلان ہے: یَآ اَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا"۔ اگر نماز کا کہتا ہے تو نماز پہلے سے موجود ہے، زکوٰۃ پہلے سے موجود ہے، روزہ، حج، قبلہ، کتاب یہ سب چیزیں پہلے سے موجود ہیں۔

قادیانی بدنما داغ

قادیانی بتائیں کہ مرزا آیا تو کیا لایا؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میری اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور بہت خوبصورت اور عمدہ بنایا لیکن اِس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، فرمایا: وہ اینٹ میں ہوں اللہ ربّ العزت نے مجھے بھیج کر قصر نبوت کو مکمل کر دیا۔ (صحیح بخاری، کتاب المناقب ج ۱ ص ۵۰۱)

اِس عمارت کو مکمل کر دیا۔ اب اگر کوئی اِس اینٹ کو نکالے تب بھی بدنما لگے گا اِس کے اُوپر دوسری اینٹ لگائے تب بھی بدنما داغ لگے گا۔ میں آپ دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اِس فتنہ سے متعلق مطالعہ کریں۔ ہمارے ختم نبوت والے احباب سے کتابیں حاصل کریں تا کہ کوئی قادیانی آپ کے اِیمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکے۔ کوئی بھی شخص قادیانی عبادت کے لیے نہیں بنتا اور نہ ہی شرافت کے لیے، بس یہ ایک شیطانی چکر ہے۔

مسیلمہ کے جانشین گرگٹوں سے کم نہیں
کُتر کے جیب لے گئے پیغمبری کے نام سے

اللہ تعالیٰ ہمیں اِس راستہ پر چلائے جو اِیمان کا راستہ ہے، حق کا راستہ ہے اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ ہے۔ (آمِین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

”قادیانیوں کا طریقہ واردات“

حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی دامت برکاتہم

(خلیفہ مجاز شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ)

مہتمم مدرسہ مصباح العلوم محمودیہ منظور کالونی

ہمالان، دہلی کالونی، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

فرما گئے یہ ختم نبوت کے تاجدار
تا حشر میرے بعد نبوت نہ آئے گی
قرآن ہی وہ کتاب ہدایت ہے جس کے بعد
اب اِس سے بڑھ کر کوئی اور ہدایت نہ آئے گی

حضرات علما کرام اور اِس بستی میں رہنے والے مسلمانو! آپ حضرات خوش نصیب ہیں کہ آپ کے سامنے آنے والے حضرات علماء کرام آپ کو آپ کا فرض یاد دلاتے رہتے ہیں۔

باوفا نبی سے وفا کرنی چاہیے!

آج دُنیا دِین کی پیاسی اور دِین کی طلب گار نظر آتی ہے لیکن وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اُن تک یہ معلومات نہیں پہنچتی۔ آپ حضرات خوش نصیب ہیں کہ آپ کو ہمہ وقت اپنے فرائض کی ذمہ داری کا اِحساس دلایا جاتا ہے۔ میرے دوستو! جب کلمہ پڑھ لیا ہے تو اِس کلمے کی لاج بھی رکھنی ہے، جب ہم مسلمان ہیں تو اِسلام کی پاس داری کرنی ہے، جب ہم محمدی ہیں تو جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف داری کرنی ہے اور ہم پر یہ فرض ہے۔ انگریز اِس فتنہ کو جیسے کل پالتا تھا آج بھی پال رہا ہے۔ پہلے برطانیہ نے ماں بن کر پالا تھا آج امریکا باپ بن کر اِس فتنہ کو پال رہا ہے۔ مسلمان کل بھی اِس کے سامنے سینہ سپر تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! حضرات علماء کرام کل بھی باخبر تھے اور آج بھی ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت صرف آپ کی اِس بستی میں نہیں بلکہ پورے عالم میں اِس کام کی ذمہ داری اُٹھائے ہوئے ہے۔ جہاں مرزائی قادیانی برطانیہ میں اپنے اِس کام کی آبیاری کر رہے ہے، وہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ہمارے اکابر باوجود وسائل نہ ہونے کے یورپ ولندن میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کر کے اپنی ذمہ داری کو نبھا رہے ہیں۔ وہاں اُن کے

سینہ پر بیٹھ کر اُن کو چیلنج کر رہے ہیں۔ جب وہ اپنے جھوٹے نبی مرزا کی دعوت دیتے ہیں تو وہیں امیرِ شریعت (سید عطاء اللہ شاہ بخاری) رحمۃ اللہ علیہ کے یہ رضا کار پہنچتے ہیں، جہاں قادیانی مرزا کی بدبو پھیلاتے ہیں وہیں ہمارے یہ مبلغین محمدی خوشبو لے کر جاتے ہیں، لوگوں کے اِیمان کا تحفظ کرتے ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے آپ کو اُن حضرات سے وابستہ رکھیں اور وہ ذمہ داری نبھائیں جو ہم پر عائد ہوتی ہے۔

فتنہ قادیانیت کا سر دلائل سے کچلیں

ہمارے بزرگوں نے اپنے مکاشفوں میں یہ بات بتائی ہے کہ جس نے زندگی میں کبھی بھی ختم نبوت کے سلسلہ میں کوئی کام کیا اللہ کے ہاں اُس کی بخشش ہوگی۔ میرے بھائیو! جہاں ہمارے ذمے اپنے اِیمان کی حفاظت کی ذمہ داری ہے وہیں پورے عالم اِسلام کے مسلمانوں کے اِیمان کی فکر بھی ضروری ہے۔ اللہ جل شانہ نے ہمیں اُس جماعت اور طبقے سے وابستہ کر رکھا ہے جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت میں سب سے آگے ہے۔ میرے محترم دوستو! عجیب بات یہ ہے کہ ہم دُنیا کے تمام معاملات میں اپنی معلومات ہر ذریعے سے حاصل کرنے کے لئے دن رات محنت کرتے ہیں، جیسے ہمارے نوجوان کمپیوٹر کے سسٹم سے واقفیت رکھتے ہیں، ہمارے بچے موبائل گیم سے خوب واقفیت رکھتے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ ہمارا بوڑھا و جوان پڑھا لکھا طبقہ دِین کے معاملات میں پیچھے نظر آتا ہے؟ وہ اِس لیے ہے کہ ہماری توجہ نہیں دلائی گئی یا ہم نے توجہ نہیں کی۔ لیکن جن حضرات نے توجہ کی اور اِس کام کو کام سمجھا ہے، اللہ ربّ العزت اُن سے خوب کام لے رہے ہیں۔ فتنۂ قادیانیت جہاں سر اُٹھائے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ دلائل کے ساتھ اور اپنی دِینی معلومات کے ساتھ اُس کا سر کچلے اور جہاں کمزوری پائے وہاں مسلمانوں کو اُس سے آگاہ کرے۔ میرے دوستو! یہ مسئلہ اسمبلی کے فورم پر حل ہو چکا ہے، پاکستان کے آئین میں یہ بات طے ہے۔ مجھ سے پہلے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دامت برکاتہم نے آپ کو معلومات فراہم کیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ مرزا کو کافر کہنا مشکل تھا،

مقدمہ ہو جاتا تھا، ایف آئی آر کٹتی تھی۔ ایک مرتبہ ہمارے بزرگ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تقریر میں مرزا غلام قادیانی کو الو کا پٹھا کہہ دیا، اُن پر مقدمہ درج ہو گیا، کیس چلا، عدالت میں پیشی ہوئی تو مرزائی وکیل نے کہا: اِس مولوی صاحب نے ہمارے پیشوا کو گالی دی ہے۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ کو تمام واقعہ سنا دیا اور اپنی پریشانی بھی بتائی اور مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ سے کہا:

آپ میری صفائی کے گواہ ہیں اگر آپ اسے اُلو کا پٹھا ثابت کر دیں تو میں آپ کو انعام دوں گا۔

مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ نے کہا:

''میں اسے اُلو کا پٹھا ثابت کر دوں گا مگر پچیس روپے لوں گا۔''

بہر حال! بحث و تمحیص کے بعد بات دس روپے پر ختم ہوئی، انہوں نے تاریخ اور دن نوٹ کیا اور مقررہ روز شیخوپورہ پہنچ گئے، عدالت میں پیش ہوئے جہاں دو مجسٹریٹ مقدمہ سن رہے تھے، مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ نے آنجہانی مرزا غلام قادیانی کی کتاب سے دو حوالے پیش کیے اور کہا:

مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتا ہے!

''جب نئی نئی گرگابیاں بازار میں آئیں تو میری ماں نے مجھے گرگابی لے کر دی اِس سے پہلے میں دیسی جوتی پہنا کرتا تھا، جب بھی گرگابی پہن کر چلتا تھا تو میرے گھٹنے آپس میں ٹکراتے تھے اور کبھی کبھی تو خون بہہ نکلتا تھا میں نے ماں سے کہا: ''ماں! یہ مجھے کیا لے دیا ہے؟ میری ماں نے جب میرے پاؤں کی طرف دیکھا تو دایاں جوتا بائیں اور بایاں دائیں میں پہن رکھا تھا، اور کہنے لگا:

''ماں مجھے پتہ نہیں چلتا دایاں کون سا ہے اور بایاں کون سا؟''

ماں نے اِس کے جوتے پر دو پھول لگا دیے، دائیں پر سرخ اور بائیں پر سبز،

مرزا کہتے ہیں کہ اس کے باوجود بھی میں الٹا پہن لیا کرتا تھا۔ (سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 67)

مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ نے دوسرا حوالہ دیا:

مرزا کہتے ہیں: ''مجھے گڑ کھانے کا بہت شوق ہے اور گھر سے چوری گڑ لے کر اپنی جیب بھر لیتا تھا اور مجھے پیشاب کی بھی بیماری تھی اور مجھے بار بار پیشاب آتا تھا، اچکن کی جیب میں ایک طرف مٹی کے ڈھیلے اور دوسری طرف گڑ کے ڈھیلے رکھتا تھا، اکثر میرے ساتھ یہ ہوتا کہ استنجا کی جگہ گڑ استعمال کر لیا کرتا تھا اور گڑ کی جگہ مٹی کا ڈھیلا کھا لیا کرتا تھا۔''

وہ دونوں مجسٹریٹ مسکرانے لگے اور ایک مجسٹریٹ نے دوسرے سے کہا:

اِس کو اُلو کا پٹھانہ کہیں تو اور کیا کہیں؟

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ کٹہرے میں کھڑے تھے، فوراً بول اٹھے:

اِس کو بھی گرفتار کر لو، لگاؤ ہتھکڑی، میں نے جلسہ عام میں مرزا کو اُلو کا پٹھا کہا اور انہوں نے عدالت میں، اَب سیدھی سی بات ہے یا مجھے بھی چھوڑ دو یا مجسٹریٹ صاحب کو بھی گرفتار کرو۔

انہوں نے مسکرا کر مولانا جالندھری کو باعزت بری کر دیا۔

قادیانی مربی سے مناظرہ

میرے دوستو! آپ کے پاس معلومات ہوں اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آگ جل رہی ہو تو کوئی مرزائی نہیں ٹھہر سکتا۔ میرے پاس بھی لندن سے ایک مرزائی آیا تھا۔ کہنے لگا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات وفات کے موضوع پر مجھ سے کوئی مناظرہ نہیں کر سکتا حتیٰ کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی (شہید رحمۃ اللہ علیہ) بھی آ جائیں وہ بھی مناظرہ نہیں کر سکتے۔ میں اُس کے پاس پہنچ گیا، اُس کو پکڑا، بٹھایا۔ مولانا نذیر احمد تونسوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند کریں۔ (آمین) میں نے اُس مرزائی سے کہا! میرے والد مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے بعد میں بات کرنا، پہلے اُس کے بیٹے سے بات کر، میرے باپ کا نام بعد میں لینا، ورنہ میں تیرے باپ کا نام لوں گا۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی بھی آ جائے تو میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں اُس کی نبوت کو تار تار نہ کر کے دکھاؤں تو

پھر کہنا۔ میں نے اُس مرزائی سے کہا کہ تیرا کیا دعویٰ ہے؟ کہنے لگا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرا دعویٰ ہے کہ وہ زندہ ہیں، آسمانوں پر ان کا وجود ہے اور اُن کے وجودِ اقدس کو وجود دینے والے اللہ ربّ العزت کی ذات نے انہیں وہاں رکھا ہوا ہے۔ میں نے اُس مرزائی سے کہا پہلے یہ بتا! کون سا عیسیٰ؟ یہاں کراچی میں ایک عیسیٰ نگری ہے، درجنوں عیسیٰ ہیں تمہاری مُراد کون سا عیسیٰ ہے؟ کہنے لگا: مریم کا بیٹا عیسیٰ۔ میں نے کہا میرے پاس دو عیسیٰ ہیں، ایک ہے قرآن حکیم والا: وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْمَائِدَۃ ۱۱۶) اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن ۵۹) اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن ۵۵) ایک عیسیٰ تو یہ ہے اور دوسرا عیسیٰ وہ ہے جس کو مرزا قادیانی نے انجام آتھم میں لکھا ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) شراب پیا کرتے تھے۔ (کشتی نوح صفحہ ۷۳) نَعُوْذُ بِاللّٰہ! مرزا لکھتا ہے کہ مجھ سے میرے ایک اُمتی نے کہا کہ آپ کو شوگر ہے، آپ افیون کھایا کریں تو کنٹرول میں رہے گی۔ مرزا لکھتا ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی تین دادیاں، تین نانیاں زنا کار عورتیں تھیں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۲۹۱) عیسیٰ (علیہ السلام) کے سَر پر بازاری عورتیں تیل ملا کرتی تھیں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۸ ص ۲۲۰) نَعُوْذُ بِاللّٰہِ میں نے اُس کے سامنے کئی کتابوں کے حوالے رکھے۔ اب میں نے کہا: اگر اِس دوسرے عیسیٰ کے بارہ میں تو کہتا ہے کہ: وہ مَر گیا! میری بلا سے سو دفعہ مَرے اور جس عیسیٰ (علیہ السلام) کو ہم جانتے ہیں وہ قرآن والا ہے، پاک باز ہے، مطہر ہے، جو اللہ کا برگزیدہ بندہ اور نبی ہے، جس کو اللہ ربّ العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی نشانی بنا کر بھیجا ہے۔ پھر میں نے اُس سے کہا: کون سا عیسیٰ؟ قرآن والا یا مرزا والا؟ اب وہ خاموش۔ میں نے کہا: بول میاں! یہ عیسیٰ فوت ہو گیا یا قرآن والا؟ مرزائی کہنے لگا: قرآن والا۔ میں نے کہا: پہلے آپ کو مرزا پر لعنت بھیجنا ہو گی کہ مرزا نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارہ میں جو لکھا، یہ دجل کیا ہے، جھوٹ بولا ہے۔ پھر میں آپ کو جناب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی حیات پر لے جاؤں گا۔ ایمان دُرست ہو گا تو بات سمجھ میں آئے گی، قرآن کا مسئلہ وہی سمجھے گا جو قرآن کو مانتا ہے۔ مولانا نذیر احمد تونسوی

شہید رحمۃ اللہ علیہ گواہ تھے، وہ مرزائی لاجواب ہو گیا۔ کہنے لگا: اِس کا جواب میں کل دوں گا۔ میں نے کہا: لندن سے بھی جواب پوچھ لینا اور میں نے کہا کہ میں تیرے ساتھ لندن چلتا ہوں، تیرے وہ پیشوا بھی جواب نہیں دے سکیں گے۔ ایک دن میں گاڑی میں جا رہا تھا، وہ پیدل چل رہا تھا۔ میں نے ڈرائیور سے کہا: گاڑی روکو! میں نیچے اُترا، اُس کو ملا اور کہا کہ میاں! چار ماہ ہو گئے، آپ نے کہا تھا کہ: کل جواب دوں گا، میں تو تجھے ایسے تلاش کر رہا ہوں جیسے مجنوں لیلیٰ کو۔ چل میرے ساتھ میرے سوال کا جواب دے، پھر میرے باپ یوسف لدھیانوی کی طرف آنا، پہلے اُن کے فرزند کو جواب تو دے۔ تو نے کہا تھا کہ کائنات میں اِس مسئلہ پر مجھ سے کوئی بحث نہیں کر سکتا، تو تو ایسے بھاگا ہوا ہے جیسے مجنوں سے لیلیٰ بھاگی ہوئی ہے۔ اُس نے کہا: بس! کل آتا ہوں وہ کل آج تک نہیں آئی، نہ قیامت تک آئے گی۔

نواب آف قلات کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرے محترم دوستو! قلات کے جو ذمہ دار تھے سردار احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ، اُن سے سر ظفر اللہ قادیانی ملنے گیا تھا۔ ہماری بدقسمتی کہ قیامِ پاکستان کی اَوّلین کابینہ میں ایک قادیانی بھی تھا۔ سر ظفر اللہ قادیانی قلات کے امیر سے ملنے گیا اور کہنے لگا کہ: آپ کو دعوت دینے آیا ہوں۔ کافی دیر تک گفتگو کی۔ آخر میں کہنے لگا: مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھے، اُن پر اِیمان لانا ضروری ہے تو میں آپ کو اُن کی نبوت پر اِیمان لانے کی دعوت دینے آیا ہوں۔ سردار احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے تحمل سے اُس کی بات سنی پھر فرمایا کہ: میری ریاست میں مرزا کو ماننے والا داخل بھی نہیں ہو سکتا تو آپ کیسے آ گئے؟ سر ظفر اللہ قادیانی کہنے لگا: آپ کی ریاست میں ہماری جماعت احمدیہ کے لوگ رہتے ہیں۔ سردار احمد یار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: نہیں رہتے۔ اُس نے کہا کہ رہتے ہیں۔ سردار صاحب نے کہا: پھر بتاؤ! ثبوت دو! اُس نے کہا کہ قلات کے فلاں چوک پر جوتیاں گانٹھنے والا موچی بیٹھا ہے، یہ ہماری جماعت احمدیہ کا مبلغ ہے۔ اللہ تعالیٰ سردار صاحب پر رحمت فرمائے، اُنہوں نے اُس موچی کو فوراً گرفتار کروایا۔ گفتگو جاری تھی، ظفر اللہ خان نے پھر اپنی بات دہرائی کہ: میں آپ کو دعوت دینے آیا ہوں۔ سردار صاحب نے کہا کہ یہ تو آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ مرزا پر

ایمان لے آؤں، اگر خود امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس تشریف لے آئیں اور مجھ سے فرمائیں کہ مرزا کو مان لو یہ نبی ہے تو خدا کی قسم! نہیں مانوں گا۔ اُس نے کہا: کیوں؟ سردار صاحب نے کہا کہ میں سمجھوں گا کہ حضور ﷺ میرے اِیمان کا اِمتحان لے رہے ہیں، آپ ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں، مرزا نبی نہیں ہے۔ میں مرزا کی نبوت کا اِنکار کرتا ہوں اور قلات کے چوک پر بیٹھنے والے اُس موچی کو پھانسی دے دی کہ تو میری ریاست میں بیٹھ کر حضور خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کے خلاف پرچار کر رہا تھا۔

اِیمان پر بھی اُسترا پھیرتا

میرے محترم دوستو! میری بستی منظور کالونی جہاں میں رہتا ہوں، وہاں ایک نائی تھا۔ سارا دن مرزائیت کی تبلیغ کرتا تھا۔ ایک دن میرے پاس میرے علاقہ کے کونسلر چوہدری سعید صاحب آئے اور کہنے لگے: میں اِس نائی کے پاس جاتا ہوں، کافی وقت مجھ پر لگاتا ہے، چاپی کرتا ہے، تیل لگاتا ہے، کچھ ایسی باتیں بھی کرتا ہے جو میری سمجھ میں نہیں آتی ہیں، دو کیسٹیں بھی دی ہیں۔ میں نے وہ کیسٹیں اُس سے لیں اور سنیں، وہ نائی مرزائیت کی تبلیغ کرتا تھا۔ میں نے اُس کونسلر سے کہا کہ وہ مرزائیت کا مبلغ ہے اور پھر اِس کونسلر کو مرزا غلام احمد قادیانی کے بارہ میں بتایا، اُس کے دعوئ نبوت سے متعلق آگاہ کیا۔ کچھ دیر تک اُس سے بات ہوئی پھر اُس نے جانا چھوڑ دیا۔

مناظرہ جیت گئے

میرے دوستو! میں اصلاً ڈیرہ اسماعیل خان کا رہنے والا ہوں، وہاں ایک ڈاکٹر تھا۔ یہ ۱۹۶۴ء کی بات ہے، جب ہم مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ میرے اُستاد حضرت قاری عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اللہ اُن پر اپنی رحمت کا نزول فرمائے۔ (آمین) آنکھوں سے نابینا تھے لیکن بلا کا حافظہ تھا، سبعہ عشرہ کے قاری اور بہترین عالم و مناظر تھے۔ میری عمر اُس وقت ۱۶ سال تھی۔ رمضان میں ہم قرآن حکیم سنانے پشاور یونیورسٹی اُستاذ جی کے ساتھ گئے تھے۔ قادیانیوں سے مناظرہ کے دوران حضرت اُستاذ جی

رحمۃ اللہ علیہ حوالہ بتاتے، ہم کتاب کھول کر دکھاتے تھے۔ اُس وقت سے اِس عقیدۂ ختمِ نبوت کا اِستحضار بھی رہا۔ جتنے حوالے اِس زمانے میں اُستاد جی کے حکم پر دکھائے وہ آج بھی یاد ہیں۔ اُستاد جی نے کئی مناظرے کیے، اُن میں سے ایک مناظرہ پشاور یونیورسٹی میں ہوا۔ یونیورسٹی ہاسٹل کے وارڈن جن کا نام عاشق خان تھا، اُنہوں نے بلایا۔ کہنے لگا: ہمارے ہاسٹل میں مرزائیوں کا بڑا زور ہے۔ ایک بہترین خاندان مرزائی ہو چکا ہے۔ لہٰذا آپ تشریف لائیں، قرآن بھی سنائیں اور اُن سے بات بھی کریں۔ تو ہم نے صبح ۱۱ بجے سے نماز عصر تک اُن سے عقیدۂ ختمِ نبوت کے موضوع پر بات کی، اُن کے سوالات کے جوابات دیے، کتاب میں دکھاتا، حوالہ اُستاذ جی بتاتے۔ مرزا لکھتا ہے: تمام مسلمان میرے دعویٰ نبوت کو مانیں گے سوائے اُن کے جو کنجریوں کی اَولاد ہوں گے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷)

اِس پر کافی بحث ہوئی، مرزائیوں نے دو مناظر ربوہ سے بلوائے ہوئے تھے اب جو چناب نگر ہے۔ اُن کی طرف سے جو نگران تھا اُس کا نام غلام اللہ تھا جو سر ظفر اللہ کا بھائی تھا اور صوبہ خیبر پختون خوا میں مرزائیوں کا سربراہ تھا۔ اُس مناظرے میں مسلسل ۱۱ سے ۱۲ دن لگے۔ اللہ ربّ العزت کے فضل وکرم سے ربوہ سے آئے ہوئے مناظر ہار گئے، اُستاذ جی جیت گئے۔ اُس غلام اللہ نے کہا کہ: ایک بحث ہمارے مرکز میں ہونی چاہیے، ہم اُن کے پشاور مرکز گئے، وہاں مناظرہ ہوا۔ مرکز میں بھی قادیانی مناظرہ ہار گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! پھر سارا گھرانا واپس مسلمان ہو گیا۔ میرے دوستو! یاد رکھیں! میرا اِسلام سچا، میرا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سچا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قدم سچا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر اِرشاد سچا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوت سچی، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، یہ ہمارا ایمان اور پختہ عقیدہ ہے۔ اللہ ربّ العزت نے ہمیں اِس قافلہ حق کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے۔ ہر ہر قدم پر ہم اُن کے معاون ہیں۔ اللہ جل شانہ ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی خدمات کو اپنی بارگاہِ اَقدس میں اپنی شان کے مطابق قبول فرمائے اور ہم کو اُن کا سپاہی بنائے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

قادیانی ڈاکٹر سے علاج معالجہ کرانا

سوال:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی مرزائی دکاندار سے کوئی چیز خریدنا یا کسی مسلمان دکاندار کا کسی مرزائی کو کوئی چیز فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں، اسی طرح یہ بتلائیں کہ کسی قادیانی ہسپتال یا قادیانی ڈاکٹر سے علاج کرانا یا کسی قادیانی و مرزائی کا علاج کرنا کیسا ہے؟ (سائل: ابوسیّدہ خدیجہ، کراچی)

جواب:...... جو کافر مرتد اور باغی اسلام مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں، ان سے خرید و فروخت اور لین دین ناجائز ہے، جبکہ اس سے ان کو تقویت حاصل ہوتی ہو بلکہ ان کی اقتصادی ناکہ بندی کر کے ان کی جارحانہ قوت کو مفلوج کر دینا واجب ہے۔ مفسدوں سے اقتصادی مقاطعہ کرنا ظلم نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کا اہم ترین حکم اور اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(بحوالہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ص:۱۵، از حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ)

اسی طرح کسی قادیانی ہسپتال یا قادیانی ڈاکٹر سے علاج کرانا یا کسی قادیانی کا علاج کرنا بھی جائز نہیں۔ اس لئے کہ مرتد کو سخت سے سخت سزا دینا ضروری ہے، اس کی کوئی انسانی حرمت نہیں، یہاں تک کہ اگر پیاس سے جان بلب ہو کر تڑپ رہا ہو تب بھی اسے پانی نہ پلائے جائے۔ (بحوالہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ، ص:۱۵)

نظر ثانی
مفتی ابوبکر سعید الرحمن

کتبہ
محمد زکریا

''عشق رسول اور ہماری ذمہ داری''

حضرت مولانا عبدالستار دامت برکاتہم

امام و خطیب جامع مسجد بیت السلام ڈیفنس کراچی

شایان لان، بلوچ کالونی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۔ ۔ ۔ الآیة (سورۃ الفتح ۸،۹)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

میرے معزز مسلمان بزرگو! عزیز بھائیو! اور اُمّتِ مسلمہ کی مقدس ماؤں اور بہنو! تحفظِ ختم نبوت کی اس مبارک مجلس میں شرکت اور حاضری بہت بڑی سعادت ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میں تو یہ دعا کرتا آرہا تھا کہ اے اللہ! اِس مجلس کو ہماری نجات کا ذریعہ بنادے۔

یہ اَولیاء اللہ کی جماعت ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت یہ وہ مبارک سلسلہ ہے کہ ہر دَور میں، وقت کے اَولیاء اِس کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔ اِس سے یہ نسبت، اِس سے یہ تعلق، یہاں حاضری، سچی بات یہ ہے کہ یہ اللہ کا ہم پر بہت بڑا فضل و اِحسان ہے۔ تحفظِ ختم نبوت پورے دِین کے تحفظ کا نام ہے۔

دِین کا حسن اِس عقیدہ سے ہے

ختم نبوت دِین کی بنیادی اینٹ ہے، اگر یہ نکال دی جائے تو اِسلام کی ساری عمارت منہدم ہوجاتی ہے، ختم نبوت کا عقیدہ اگر اِس دِین میں نہ رہے تو اِسلام کی پوری

عمارت کھڑی نہیں رہ سکتی۔ ختم نبوت ہے تو بخاری شریف کا تقدس باقی ہے، مسلم شریف کا تقدس باقی ہے، اَحادیثِ مبارکہ کا تقدس باقی ہے، اَحادیثِ مبارکہ کی عظمت اور اہمیت ہے، نماز، رُوزہ، زکوۃ ہے، اِسلام کی شریعت ہے، مدارس ہیں، دِین ہے، دِینی جدوجہد ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہیں تو اِن ساری چیزوں کی اِہمیت ختم ہو جاتی ہے اس لیے کہ جہاں نبوت نئی آسکتی ہے، وہاں حدیث بھی نئی آسکتی ہے، وہاں شریعت بھی نئی آسکتی ہے، وہاں اَحکام بھی نئے آسکتے ہیں، منسوخ بھی ہو سکتے ہیں، تبدیل بھی ہو سکتے ہیں تو ختم نبوت اگر نہیں تو سارے دِین کی عمارت بھی باقی نہیں۔

تاریخ کی سب سے بڑی قربانی

یہ اللہ ربُّ العزت کی حکمتِ بالغہ ہے کہ مجھے اور آپ کو اِس عقیدہ کی حساسیت سمجھانی تھی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خون سب سے زیادہ اگر بہا اور قربانیاں ہوئیں تو اِسی عقیدہ کی خاطر ہوئیں۔ پوری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تاریخ میں اِتنی بڑی قربانی کہیں نہیں ہوئی جتنی جنگ یمامہ میں ہوئی، شہداء کی اِتنی بڑی تعداد کہیں نظر نہیں آتی۔

مسیلمہ کذاب یمامہ کا رہنے والا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سب سے پہلے اِسی جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف جہاد ہوا اور سات سو (۷۰۰) حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ اِتنی بڑی قربانی پوری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

میں عرض کر رہا ہوں کہ اِس عقیدہ کی حساسیت اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ ہے۔ ہمیں سمجھانے کے لیے کہ اِس عقیدہ کی عظمت اور اِہمیت کتنی ہے، اِس بنیاد کو مضبوط کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِتنا خون دیا کہ کہیں اور اِتنا خون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نظر نہیں آتا۔

ختم نبوت کا عقیدہ دِین کا وہ بنیادی عقیدہ ہے جو آغازِ انسانیت سے لے کر آج تک اِتفاقی چلا آرہا ہے۔ تمام آسمانی کتابوں میں، تمام اَدیانِ سماویہ میں، تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں جیسا عقیدۂ توحید اِتفاقی رہا ہے ایسے ہی عقیدۂ ختم نبوت بھی اِتفاقی رہا ہے۔ آغازِ اِنسانیت سے لے کر آج تک یہ عقیدہ اِتفاقی اور اِس پر اِجماع رہا ہے۔ اِس لیے جب یہ

عقیدہ نہ رہے تو اِسلام نہیں رہتا اور یہ اُمت بھی نہیں رہتی۔ اِس لیے اِس اُمت کا سب سے بڑا فتنہ یہی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے کا فتنہ ہے اور اِس انسانیت کا سب سے بڑا کفر بھی یہی کفر ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب مسیلمہ کذاب قتل ہوا تو قیامت تک آنے والی امت کو یہ سبق ملا کہ مسلمان اِس عقیدہ کے خلاف دعویٰ کرنے والے کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں۔ کبھی بھی آزادی کے ساتھ اِسلامی معاشرے میں، اِسلامی حکومت میں اِس کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔

اِس اُمّت کا عروج

میرے عزیزو! اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی محبت، یہی عقیدت، یہی اِحترام اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِین سے سچی وفاداری، یہی اِس اُمت کے عروج کا، عظمت کا، اور نصرت کا ذریعہ رہا ہے۔ یہ اُمت جس نے عروج پایا، عظمت پائی اور اللہ کی نُصرت ومدد کی مستحق بنی، یہ سب اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے صدقے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِطاعت کے صدقے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِین کی سچی نگہبانی کے صدقے میں یہ سب کچھ ملا ہے۔ جب اُمت اِس محبت میں اور اِس عقیدت میں اور اِس نصرت میں اعلیٰ درجہ پر تھی تو دُنیا میں غلبہ کے لحاظ سے، عظمت کے لحاظ سے، اِحترام کے لحاظ سے، مدد اور نصرت کے لحاظ سے بھی سب سے اعلیٰ مقام پر تھی۔

اگر مسلمان ہو گئے تو کیا ملے گا؟

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی پہلی مردم شماری ہوئی، تعداد پانچ سو تھی، دوسری مرتبہ مردم شماری ہوئی تعداد سات سو، تیسری مرتبہ مردم شماری ہوئی تعداد بارہ سو اور دُنیا دیکھتی چلی گئی کہ پورا جزیرۂ عرب اِسلام کی رُوشنی سے منور ہوتا چلا گیا اور دُنیا امن وسلامتی کی برکتوں سے بھرتی چلی گئی، تعداد پانچ سو، تعداد سات سو، تعداد بارہ سو اور دُنیا کیا دیکھتی ہے کہ جدھر قدم اُٹھاتے ہیں اللہ کی مدد اور نصرت اُن کے قدم چومتی ہے، قیصر وکسریٰ، رُوم اور

فارس، اُن کے پاؤں کی گرد بنتے ہیں، حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ حاتم طائی کے بیٹے، سخی باپ کے بیٹے۔ ایک دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے: عدی! مسلمان ہو جا۔ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر مسلمان ہو بھی گئے تو کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: غلبہ ایسا ملے گا کہ روم اور قیصر کے خزانے تمہارے قدموں میں آئیں گے۔ امن اور سلامتی ایسے ملے گی کہ صنعاء سے ایک عورت چلے گی حضرموت تک پہنچے گی، سوائے اللہ کے ڈر کے کوئی ڈر نہیں ہوگا اور دولت اِتنی ہوگی کہ تم ہاتھ میں زکوٰۃ لے کر چلو گے تو تم سے زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اللہ نے مجھے عمر دی، میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا، کسریٰ اور روم کی سلطنتیں بھی زیر وزبر ہوئیں، یہ امن اور سلامتی بھی دیکھی کہ عورت صنعاء سے چلتی اور مدینہ تک امن سے پہنچتی اور یہ بھی دیکھا کہ ہم سونے کی اَشرفیاں اُٹھا کر زکوٰۃ دینے کے لیے مدینہ کی گلیوں میں جاتے، اندر سے آواز آتی: ہم زکوٰۃ لینے والے نہیں، ہم زکوٰۃ دینے والے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے نبی سے محبت وعظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِین کی نگہبانی کا حق ادا کیا تو اللہ تعالیٰ نے عظمتوں کے عروج اور اِنتہاء تک پہنچایا اور قدم قدم پر اللہ کی مدد اور نُصرت کے مستحق بنے۔ اور سچ یہ ہے کہ اُنہوں نے محبت کی بھی وہ مثال قائم کی کہ اہلِ عشاق میں اور اہلِ محبت میں اِس کی مثال نہیں ملتی۔ جب عتبہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مارا اور چہرا کا زاویہ ہی بدل گیا، ناک اور آنکھیں سب برابر ہوگئیں، بنو تمیم والے آپ رضی اللہ عنہ کو اُٹھا کر لے کر آئے اور اِس خیال سے کہ ابھی سانس نکلتا ہے، ابھی سانس نکلتا ہے۔ جب سورج ڈھلنے لگا تو ہوش آیا اور جیسے ہی ہوش آیا تو فرمانے لگے: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟

بنو تمیم والے یہ سُن کر برا بھلا کہتے ہوئے نکل گئے کہ جس کی خاطر اِس کا یہ حال ہوا ہے، بولنا شروع کیا تو نام سب سے پہلے اُسی کا لیا؟ ماں اُمّ الخیل سے کہہ گئے کہ اِسے

کچھ کھلا پلا دینا۔ ماں کھانے کے لیے کچھ لے کر آئی تو فرمانے لگے کہ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال معلوم نہ ہو مجھ سے نہ کچھ کھایا جا سکتا ہے نہ کچھ پیا جا سکتا ہے۔ ماں نے کہا: مجھے کوئی خبر نہیں! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خطاب کی بیٹی اُمّ جمیل سے جا کے پوچھ لو! ماں گئی۔ اُمّ جمیل کو اپنے بیٹے کا حال بتایا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ معلوم کرنا چاہا تو وہ بھی خاموش ہوگئی۔ کہنے لگی: اگر تم کہتی ہو تو تمہارے بیٹے کے پاس آجاتی ہوں۔ سامنے آگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟ کہنے لگی: یہاں تمہاری اماں ہیں! کہا: آپ اِس کی فکر نہ کریں، بتادیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟ کہا: دار بنی اَرقم میں ہیں۔ اندھیرا چھانے لگا، راستے کی آمدورفت ختم ہوئی، ماں کے ساتھ چل پڑے، دار بنی ارقم پہنچے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ دیکھا تو یوں لگا کہ جان میں جان آگئی۔ محبت کی ایسی مثالیں تاریخ میں نہیں ملتیں، عشاق میں ایسی نظیریں کہیں نہیں ملتیں۔

خاتون کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غزوۂ اُحد میں ایک خاتون کا بھائی، باپ، شوہر، تینوں شہید ہوگئے، انصاری خاتون تھیں۔ پوچھا: اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ بتایا گیا: تمہارے شوہر شہید ہوگئے۔ پھر پوچھا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ خبر ملی: آپ کے بھائی کی بھی شہادت ہوگئی۔ پھر پوچھا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ کہا: آپ کے والد بھی شہید ہوگئے۔ (سُبحَانَ الله) کہنے لگی: اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ خبر ملی: وہ تو سلامت ہیں۔ فرمایا: چین نہیں آرہا۔ دیکھنا چاہتی ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو فرمایا: اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سلامت ہیں تو پھر ہر مصیبت ہیچ ہے۔

آپ اِس بستر کے لائق نہیں

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان (جو اُس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، فتح مکہ کے بعد حضرت سفیان رضی اللہ عنہ بنے۔) مدینہ منورہ آئے۔ جب گھر تشریف لائے تو بستر

بچھا ہوا تھا، بیٹی نے اُس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابو سفیان کہنے لگے: پتہ نہیں یہ بستر میرے لائق نہیں یا میں اِس کے لائق نہیں؟ فرمانے لگیں: ابا! اب تک آپ کے اندر شرک کی نجاست ہے، یہ بستر اللہ کے حبیب ﷺ کا ہے، آپ اِس بستر کے لائق نہیں ہیں۔ آپ ﷺ سے محبت ہر تعلق سے بڑھ کر ہے، آپ ﷺ سے محبت اور عشق ہر مفاد سے بالاتر ہونا چاہیے۔ (الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۱۱۰)

تیر پر تیر کھاتے رہے

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے سامنے پھانسی کا تختہ ہے، ایک مشرک قریب آیا، آپ رضی اللہ عنہ کی محبت کا اِمتحان لینا چاہا۔ کہنے لگا: خبیب! یہ بتاؤ کہ اگر تمہیں آزاد کر دیا جائے اور تمہارے بدلے تمہارے رسول (ﷺ) کو لا کر سزا دی جائے تو کیا خیال ہے؟ خبیب رضی اللہ عنہ تڑپ کر بولے: ظالم! میری محبت کا غلط اَندازہ لگایا ہے۔ مجھے آزاد کر دیا جائے اور میرے بدلے میرے نبی ﷺ کو، میرے محبوب ﷺ کو پاؤں میں کانٹا چبھ جائے، مجھے تو یہ بھی گوارہ نہیں ہے۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ میدان میں کھڑے ہیں، تیر برس رہے ہیں، ادب کا لحاظ بھی رکھنا ہے، دشمن کے سامنے چہرہ کرتے ہیں تو پشت اللہ کے حبیب ﷺ کی طرف ہوتی ہے، پشت دشمن کے سامنے کرتے ہیں تو ادب کا لحاظ باقی رہتا ہے، تو پشت کو ڈھال بناتے ہیں، تیر پر تیر کھاتے ہیں، لیکن میدانِ جہاد کے اندر بھی ادب کا دامن نہ چھوڑا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تلاش

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ غزوۂ اُحد میں اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے اِرشاد فرمایا: جاؤ! سعد کو تلاش کرو۔ پہلے میں شہداء میں تلاش کرتا رہا تو مجھے سعد رضی اللہ عنہ نہیں نظر آئے، پھر میں زخمیوں کی طرف گیا تو مجھے سعد رضی اللہ عنہ نظر آئے اور میں نے اُن کے جسم پر لگے تیروں، نیزوں اور تلواروں کے زخم گنے تو ستر (۷۰) سے زائد تھے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔ سعد فرمانے لگے: میرا بھی سلام کہنا۔ فرمایا: اللہ

کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ رہے تھے کہ کیا حال ہے؟ کہنے لگے: میرا پیغام دینا کہ جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ پھر آنے والے سے کہنے لگے: میری قوم انصار کو پیغام دینا کہ دیکھنا! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال رکھنا! تمہاری آنکھ ایک بھی حرکت کرتی ہو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ ہوگیا تو کل اللہ کے دربار میں کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔

یہ بات کہی اور روح پرواز کرگئی۔ ملتی ہے کہیں عشاق کی ایسی تاریخ؟ ملتی ہیں کہیں اہلِ محبت میں ایسی داستانیں؟

جب محبت اور عظمت کی یہ شان تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر بار قربان کرنا، عزتیں، جانیں قربان کرنا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہونے کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی سعادت سمجھا تو پھر اللہ کی مدد و نصرت بھی ایسی آئی۔

تو میرے عزیزو! عقیدۂ ختم نبوت کے پیچھے، اِس کے تحفظ کے پیچھے، یہی محبت اور عظمت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک جماعت کا جس عقیدہ کے لیے سب سے زیادہ خون بہا وہ عقیدہ ختم نبوت کا تھا۔

تو ہمیں اِس عقیدہ کی حساسیت کا سبق ملا کہ یہ عقیدہ کتنا حساس ہے! کتنا باعظمت ہے! اِسلام کی عمارت میں، دِین کی بنیادوں میں ایسی محبت کی داستانیں، ایسے عشاق کی قربانیاں اور اُن کا خون اِس عقیدہ کی خاطر لگ رہا۔ اِس لیے جہاں یہ عقیدہ نہیں رہتا تو سچ یہ ہے کہ پورے اِسلام کی عمارت نہیں رہتی، کوئی چیز قابلِ اِعتماد نہیں رہتی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے

مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے مہدویت کا دعویٰ کیا، پھر مسیح موعود کا دعویٰ کیا، پھر نبی بلا شریعت کا دعویٰ کیا اور پھر آہستہ آہستہ اُس نے تشریعی نبی یعنی صراحتاً شریعت کے ساتھ دعویٰ کیا اور کہا کہ اب نئے اَحکام بھی آسکتے ہیں، پُرانے اَحکام منسوخ بھی ہوسکتے ہیں، تو اِس دعویٰ نبوت کے پیچھے یہی چیز تھی کہ پورے اِسلام کی عمارت ہی نہ رہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ جتنی قطعیت یعنی جس مضبوطی کے ساتھ ختم نبوت کا عقیدہ قرآن کی آیتوں میں اور اَحادیثِ متواترہ میں مذکور ہے اُتنا متواتر اَحادیث کے اندر اور کسی

چیز کی مثال نہیں ملتی اور اتنی آیات قطعیت کے ساتھ کسی اور مضمون پر دلالت نہیں کرتی۔ یہ عقیدہ ایسا ہے کہ پورے دِین کی عمارت اس پر کھڑی ہے، یہ عقیدہ نہ رہتا تو یہ اُمت نہ رہتی، یہ شریعت اور دِین نہ رہتا، دِینِ اسلام کی عمارت نہ رہتی اور پھر خود اللہ تعالیٰ کی وہی حکمتِ بالغہ ہے کہ اُس مبارک دَور کے اندر بھی جب اِس عقیدہ کے خلاف جھوٹے کھڑے ہوئے تو اُن مقدس شخصیات نے اُن کے ساتھ کیا سلوک کیا اور کس غیرت کا اور کس حمیت کا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا اور وفا کا کیسا حق ادا کیا!! یہ بھی متواتر چلا آرہا ہے۔ پوری تاریخ اِسلام میں جب بھی اس عقیدہ کے مخالف لوگ کھڑے ہوئے، مسلمان معاشرہ نے اِس عقیدے کے مخالف لوگوں کو برداشت نہیں کیا۔

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل سرمایہ ہے

میرے عزیزو! اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِین سے سچی وفاداری اور نگہبانی ہر دَور میں اِس اُمت کے عروج وترقی اور عظمتوں کا اور اللہ کی مدد ونصرت کا باعث رہا۔ یہی وہ رُوح ہے کہ جب تک اِس اُمت میں یہ رُوح زندہ رہی، جیسے بیٹری ہے اُس میں اصل طاقت سیل کی ہوتی ہے، سیل جان دار ہے تو بیٹری روشنی بھی جان دار دے گی۔ بیٹری کتنی خوبصورت کیوں نہ ہو، سیل کمزور ہے تو اُس خوبصورت بیٹری سے بھی روشنی کوئی نہیں ملتی۔ تو اِس اُمت کی اصل طاقت، اصل قوت، اصل توانائی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت وعظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِین سے سچی وفاداری ہے، جتنا اِس میں قوت اور طاقت ہوگی اُتنا اُس کی ذات سے رُوشنی پھیلتی چلی جائے گی۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ. الآية (سورة الانعام. ۱۲۲) یہ جو روشنی ہے، اِس روشنی کے پیچھے یہی سیل ہیں۔ یہی سیلز ہیں محبت کے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقدس کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِین سے وفاداری کے۔ جب تک اِس اُمت میں یہ چیز موجود ہے یہ امت زوال سے محفوظ رہے گی۔

تین انعامات کا وعدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت وعقیدت پر اللہ تعالیٰ نے اس امت سے تین اِنعامات کا دُنیا میں وعدہ فرمایا ہے۔ وہ تین اِنعامات کیا ہیں؟

❶ ایک اِنعام تو یہ ہے کہ اُسے اللہ امن نصیب فرمائیں گے۔

❷ دوسرا اِنعام یہ ہے کہ اللہ دِین اور اہل دین کو غلبہ اسلام نصیب فرمائے گا۔

❸ تیسرا اِنعام یہ ہے کہ اُس جماعت کے ساتھ اللہ کی مدد ونصرت شامل حال ہوگی۔

اگر یہ چیزیں اجتماعی طور پر معاشرے میں زندہ ہوجائیں تو یہ تینوں چیزیں اللہ اُمّت کو اِجتماعی طور پر نصیب فرمائے گا اور نصیب فرمائی بھی ہیں کہ خوف ختم ہوگیا اور امن ملا، مشکلات ختم ہوئیں اور آسانیاں پیدا ہوئیں اور ایسی مدد ونصرت ہوئی کہ دُنیا دیکھتی رہ گئی۔

میرے عزیزو! اگر اُمت اِجتماعی طور پر اِس دولت سے محروم ہوگئی لیکن اُس کے باوجود کوئی گھرانا، کوئی قبیلہ، کوئی خاندان، کوئی فرد اپنی ذات میں بھی اِس سلیقے کے ساتھ، اِس محبت وعظمت اور وفاداری کے ساتھ دُنیا میں رہا تو اللہ تعالیٰ اُس فرد کو بھی یہ تینوں دولتیں نصیب فرمائے گا۔ بسا اَوقات آدمی کہتا ہے کہ: میں اکیلا کیا کرسکتا ہوں یا یہ چھوٹی سی جماعت کیا کرلے گی، یا یہ چھوٹا سا گروہ کیا کرلے گا؟ تو آپ دیکھیں گے کہ اِسلام کو ہمیشہ اکثریت تو نہیں ملی، تعداد میں تو یہ ہمیشہ کم رہے ہیں بلکہ وسائل میں بھی ہمیشہ کم ہی رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اِس جماعت کو وسائل بھی کفر سے زیادہ نہیں ملے، افرادی قوت بھی زیادہ نہیں ملی لیکن سُبْحَانَ اللہ !! جب وہی سیلز کی طاقت اِس میں رہے گی تو سب پر غلبہ نصیب ہوگا۔

سازشیں ختم نہیں ہوئیں

میرے عزیزو! وقت کا تقاضا یہی ہے کہ ختم نبوت کے رضا کاروں اور ختم نبوت کے خدام میں شامل ہوکر اپنا نام بھی محافظین ختم نبوت کی فہرست میں شامل کریں۔ (اللہ نے فضل فرمایا کہ ہمیں بھی اُنہیں کے ساتھ آج بیٹھنے کی توفیق نصیب فرمائی) اِس عقیدۂ ختم نبوت

کی جو حساسیت ہے اُس کو اُجاگر کریں۔ ہر شخص اپنے دائرۂ کار میں ایک زندگی رکھتا ہے۔ جہاں اُس کے پاس اختیارات بھی ہوتے ہیں، وسائل بھی ہوتے ہیں، جہاں اُس کی بات سنی بھی جاتی ہے، جہاں اُسے احترام وتقدس کی نظروں سے دیکھا بھی جاتا ہے، تو وہ اپنے دائرۂ کار کے اندر جہاں اپنی ذات سے اللہ کے نبی ﷺ سے محبت کا، اللہ کے نبی ﷺ کی عظمت کا اور دین کی سچی وفاداری کا خود ایک نمونہ ہو، وہاں وہ اپنے عمل سے، اپنے کردار سے، اپنی زبان کے بول سے اور اپنے وسائل سے اس محبت وعظمت کو فروغ بھی دے اور اس عقیدۂ ختم نبوت کی حساسیت کو اُجاگر بھی کرے۔ یہ وقت کی ضرورت ہے۔

اس لیے کہ میرے عزیزو! چوں کہ اسلام دشمن قوتیں ہمیشہ دُنیا میں اسلام کے خلاف سازشیں کرتی ہیں، اُن کی سازشیں کسی وقتی دباؤ پر دب ضرور جاتی ہیں، مؤخر ضرور ہو جاتی ہیں، آگے پیچھے ضرور ہو جاتی ہیں لیکن وہ موقع کی تلاش میں رہتی ہیں۔ یاد رکھیں! یہ سازشیں ختم نہیں ہوتیں۔

دین کا چوکیدار چوکنا رہے

اگر یہ رائے عامہ ہموار نہ ہوئی تو خطرات موجود ہیں اور جمہوری حکومتوں میں رائے عامہ کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ تو ہماری ذمہ داری اس تحفظِ ختم نبوت کے سلسلے میں یہ ہے کہ ہم رائے عامہ کو ہموار کرتے رہیں، ہر شخص تک اس عقیدہ کی حساسیت کا تذکرہ اور اس کی اہمیت کو پہنچائیں اور ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی محبت وعظمت کو اُجاگر کرتے رہیں۔ ورنہ یہ سازش ختم نہیں ہوتی، جب تک کفر کو غلبہ ہے اس قسم کی سازشیں اسلام کے خلاف اُٹھتی رہیں گی، دین کی چوکیداری کے لیے چھٹی کوئی نہیں ہے، اُسے تو ہر وقت چوکنا رہنا ہے ہوشیار رہنا ہے کہ دشمن کسی نئے طریقے سے، کسی اور مکر وفریب سے، کسی نئی چال کے ذریعے اس عقیدے کو نقصان نہ پہنچائے۔ ہمارے بزرگوں نے بہت بڑی قربانی دے کر ایک بہت بڑی محنت کے ساتھ وطن عزیز کے آئین میں بہت ساری چیزیں داخل کروائیں، لیکن میرے عزیزو! اب یہ آئین چلتا رہے، اب یہ سارے قوانین بحال رہیں، اُن پر عمل درآمد

ہو اُس کے لیے ضروری ہے کہ تحفظ ختم نبوت کی یہ محنت مسلسل جاری رہے اور رائے عامہ ہموار ہوتی رہے، ورنہ اللہ نہ کرے! اِس کی محنت مٹ گئی اور ہم غافل ہو گئے تو عام طبقہ یہی سمجھتا ہے کہ جہاں اور بہت سارے فرقے ہیں وہاں قادیانیت کا فرقہ بھی ہے، اُنہیں اِس کے کفر کا اور اِس فتنہ کی حساسیت کا اندازہ نہیں رہے گا اور وہ اِسے عام فتنوں کی طرح ایک فتنہ سمجھنے لگیں گے۔

ہمارے بزرگوں کی محنت

ہمارے بزرگوں نے آج تک جو کامیابیاں حاصل کی ہیں اس کے پس پردہ محبت نبوی کارفرما رہی ہے۔ صبح وشام، رات دن ایک کر کے اس عقیدہ کا تحفظ کیا ہے، تب ہی تو اللہ کی مدد و نصرت اُن کے ساتھ رہی ہے، ورنہ وطن عزیز کے جن حالات میں یہ قانون پاس ہوا، مرزائیت کو کافر قرار دیا گیا، اُس کا کوئی تصور کر سکتا ہے؟ کہ کس ماحول میں؟ کیسے ایوان میں؟ کیسی اسمبلی میں؟ میں نے ایک جگہ پڑھا کہ حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اُس زمانے میں اسمبلی میں موجود تھے، اُس زمانے میں جو لوگ اسمبلی میں تھے ہم اُن کا تصور نہیں کر سکتے، اُن کے مقابلے میں آج سارے بزرگ ہیں۔ اسمبلی کے اندر دہریت کا ذہن رکھنے والے لوگ موجود تھے، لیکن ہمارے بزرگوں کی دن رات کی محنت تھی کہ مرزا کا چیلا جب اسمبلی میں داخل ہوا تو ایک رکن اسمبلی کہنے لگا: ہاتھ میں لاٹھی سر پر پگڑی، سفید کپڑے، اگر یہ مسلمان نہیں تو پھر مسلمان کون ہے؟ اَلْحَمْدُ للہ! ہمارے بزرگوں نے دن رات محنت کی، اور آخر وہ دن آیا جب تمام اراکین اسمبلی نے کہا کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے مسلمان نہیں ہیں۔

میرے عزیزو! اس عقیدے کے تحفظ کے پیچھے ہمارے بڑوں کی بڑی قربانیاں ہیں، محنتیں ہیں لیکن ہمارے بڑوں کی یہ محنتیں اور اُن کا ثمر ہمیشہ باقی رہے اُس کے لیے ہمیں رائے عامہ ہموار کرنی ہوگی۔

ہمارا کام ختم نہیں ہوا

میرے عزیزو! یہ نہیں کہ فیصلہ ہوگیا اور ہمارا کام بھی ختم ہے نہیں! بلکہ کفر تاک میں بیٹھا ہے، موقع کی تلاش میں ہے، اور دشمن موقع ملتے ہی وار ضرور کرتا ہے، لیکن الحمدللہ! ہمارے حضرات علماء کرام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ووفا کرنے والے عوام دشمن کے ہر منصوبے کو ناکام بناتے آئے ہیں۔ اِن جمہوری حکومتوں میں رائے عامہ کو ہموار کرنا بہت ضروری ہے، یہ خدمت اللہ ہم سے لے لے، ہم اِس میں اِستعمال ہوجائیں، ہماری زندگیاں لگ جائیں، ہمارے وسائل لگ جائیں، ہماری اَولادیں لگ جائیں۔

مبارک قافلہ

میرے عزیزو! میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ یہ مبارک قافلہ ہے، اس کے مبارک ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی سَرپرستی ہر زمانے میں وقت کے اَولیاء کرتے آئے ہیں، ہماری سعادت ہے کہ کہیں ہماری صلاحیتیں بھی لگ جائیں، یہ کسی پر اِحسان نہیں ہے بلکہ ہماری اپنی نجات کا مسئلہ ہے، عورتیں بھی، مَرد بھی، تاجر بھی، ملازم پیشہ بھی، اَمیر بھی، غریب بھی، جو بھی اپنا ایک دائرۂ زندگی رکھتے ہیں، اُس دائرے کے اندر اِس عقیدہ کی حساسیت کو زندہ کریں، لوگوں کو اِس عقیدہ سے آشنا کریں۔

اللہ ربّ العالمین مجھے بھی آپ کو بھی جو کچھ کہا سنا، اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں اور اِس مبارک قافلے کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ جڑ کر رہنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

قادیانی نواز مسلمان کا حکم

سوال:...... کیا فرماتے ہیں علماء اسلام دین حنیف کی روشنی میں کہ اس شخص کے بارے میں جو خود کو مسلمان کہتا ہے لیکن نشست و برخاست قادیانیوں سے رکھتا ہے اور مختلف مواقع پر ان کی حمایت بھی کرتا ہے یعنی اس قادیانی نواز مسلمان کا کیا حکم ہے، جو قادیانیت نوازی کرتا ہے؟ آیا اس کے ساتھ سلام وکلام کرنا جائز ہے؟ اس کی دعوت قبول کی جائے؟ اس سے تعلق رکھا جائے یا توڑ دیا جائے؟

(سائل: ابوزکریا جالندھری، کراچی)

جواب:...... قادیانیوں اور مرزائیوں سے میل جول، دوستی اور تعلق رکھنا حرام ہے، ان سے کسی بھی قسم کا تعلق جائز نہیں۔ اگر کوئی مسلمان ان سے میل جول رکھتا ہے اور تنبیہ کرنے کے بعد بھی باز نہیں آتا تو ایسے شخص سے دیگر مسلمانوں کا قطع تعلق کر لینا جائز ہے، جب تک کہ وہ اپنے فعل سے باز نہ آ جائے۔

نظر ثانی	کتبہ
مفتی ابوبکر سعید الرحمن	محمد زکریا
دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن	دارالافتاء ختم نبوت

”فتنوں کو کیسے پہچانیں“

حضرت مولانا عبدالستار دامت برکاتہم

امام وخطیب جامع مسجد بیت السلام ڈیفنس کراچی

ہمالان دھلی کالونی کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ . اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا --- الآیۃ (سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ ۳)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّ النُّبُوَّۃَ وَالرِّسَالَۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔ (ترمذی ص ۵۳ ج ۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ.

میرے معزز مسلمان بزرگو، عزیز بھائیو اور اُمت مسلمہ کی مقدس ماؤں اور بہنو! سچ یہ ہے کہ ہم سب کے لیے سعادت ہے کہ اللہ نے ہم پر فضل فرمایا اور ایسے مبارک حضرات، ایسے مبارک دِین کے خدام کے ساتھ ہماری مجلس ہے، جنہیں اللہ ربّ العزت نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے تحفظ کے لیے قبول فرما رکھا ہے اور سچ یہ ہے کہ اِس تحریک کی ہمیشہ سے یہ سعادت رہی ہے کہ وقت کے علماء وصلحاء اور اَولیاء کی سَرپرستی اِس کو حاصل رہی ہے۔ ہمیشہ اِن کے سَروں پر وقت کے اَکابر اَولیاء واقطاب کا محبت وشفقت والا ہاتھ رہا ہے۔

اِیمانی بصیرت کی ضرورت

حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب دجال آئے گا تو اُس کے ماتھے پر لکھا ہوگا ''کافر''۔ اب مؤمن پڑھا لکھا ہو یا اَن پڑھ لیکن اُسے پڑھ لے گا۔ حضرات علماء نے فرمایا کہ مؤمن دَرحقیقت سَر کی آنکھوں سے نہیں پڑھے گا بلکہ وہ اِیمان کی بصیرت سے اِس لفظ کو

پڑھے گا۔ تو جس قدر ولایت کے اعلیٰ درجے پر ہوگا اور جس کو جس درجے اللہ نے ایمان کا نور عطا کر رکھا ہوگا اُسے اس فتنہ کی سنگینی کا احساس ہوگا۔ اِس لیے کہ اُس وقت کا دجال آنکھوں کی طاقت سے نہیں پہچانا جائے گا۔ اُس کے لیے ایمان کی بصیرت چاہیے ہوگی۔

''اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ''۔ (جامع الترمذی، ابواب التفسیر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تفسیر سورۃ الحجر، ج ۲، ص ۱۴۵) مومن کی فراست اور دانش وعقل سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اِنْ تَتَّقُوا اللهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا۔۔۔الآية (سُوْرَةُ الْاَنْفَال ۲۹)

وہ دجال بھی اِسی بصیرت سے پہچانا جائے گا، اِس دھرتی کا سب سے بڑا دجالی فتنہ، فتنۂ قادیانیت ہے۔ اِس کی پہچان کے لئے بھی اُسی بصیرت کی ضرورت ہے، اِس لیے کہ یہ نماز بھی پڑھتا ہے، روزہ بھی رکھتا ہے، حج بھی کرتا ہے، بظاہر مسلمان کا لبادہ اُوڑھے ہوئے ہے۔ دوسری طرف کمزور ایمان والا جو نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، حج نہیں کرتا، اُسے کیسے پہچان ہوگی کہ یہ کوئی بڑا فتنہ ہے!!

فتنوں کو کیسے پہچانیں

میرے عزیزو! سچ یہ ہے کہ اِس کے لیے بھی بصیرت چاہیے یقیناً میری اِتنی بصیرت نہیں لیکن اللہ کرے کہ ہم بصیرت والوں کے ساتھ جڑ جائیں، تب بھی ہمارا ایمان بچ جائے گا۔ ہماری بصیرت تو نہیں لیکن دیکھا جائے کہ وقت کے اہلِ بصیرت کا رُخ کیا ہے؟ کس کو فتنہ کہہ رہے ہیں اور کس کے خلاف اُن کے دن رات گزر رہے ہیں؟ اُن کے دامن سے جڑ جائیں تو کام بن جائے گا۔ یہ اِس تحریک کی سعادت رہی کہ ہمیشہ اِس کو اولیاء اللہ کی سرپرستی حاصل رہی۔ میرے عزیزو! اللہ کرے مرتے دم تک اللہ تعالیٰ ہمیں اِس سعادت سے محروم نہ فرمائیں۔ (آمین) حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقولہ تو بہت معروف ہے کہ کچھ لوگ تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال محفوظ کرتے ہیں اور کچھ لوگ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تحفظ کرتے ہیں۔ اِس قول سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اِس کام کی اہمیت کیا ہے!

اِس اُمّت کا اعزاز

اللہ رب العزت نے اُمت مسلمہ کو یہ اعزاز و اِمتیاز بخشا ہے کہ: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ الآية (سُورَةُ المائدة: ۳) اُمّت کو کامل و مکمل دِین ملا ہے اور یہ نتیجہ ہے کامل و مکمل ختم نبوت کا، تکمیل دِین، تکمیل ختم نبوت ہے۔ یہ اِتنی بڑی دولت ہے کہ یہودی عالم جس کو اندازہ تھا کہ جب نئے لوگ نبوت کا دعویٰ کر رہے تھے تو کیسا اِنتشار تھا؟ جب اُس نے یہ آیت سنی تو رشک کرنے لگا کہ اللہ ربُ العزت نے مسلمانوں کو تکمیل دِین کی وجہ سے ایسی وحدت نصیب فرمائی ہے جس سے تمام مذاہب خالی ہیں۔ صدیاں گذر گئیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰه! ختم نبوت کی بدولت اِس اُمّت کو ایسی وحدت ملی ہے، عقیدے میں بھی وحدت، اَحکام میں بھی وحدت۔ وہ وحدت آج بھی موجود ہے، جب اُس یہودی نے دیکھا کہ مسلمانوں کو اِتنا بڑا اِعزاز ملا ہے تو کہنے لگا کہ اگر ہمارے مذہب کو یہ اِعزاز اور خصوصیت ملتی تو ہم اِس دن کو عید کا دن قرار دے دیتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اَلْحَمْدُ لِلّٰه! جس دن یہ آیت نازل ہوئی ویسے بھی مسلمانوں کی اُس دن دو عیدیں تھیں: ایک یومِ عرفہ تھا اور دوسرا جمعہ کا دن تھا۔ اِس اُمّت کا یہ بہت بڑا اِعزاز و اِمتیاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے تکمیل دِین اور تکمیل ختم نبوت عطا فرمائی ہے اور اِسی عقیدے کی بدولت اُمّت کی وحدت کی بقا ہے۔ میرے عزیزو! اگر عقیدۂ ختم نبوت نہ ہوتا تو اِس اُمّت کا وجود ختم ہو جاتا۔ یہ اُمّت قیامت تک نہ رہتی، ختم نبوت ہے تو یہ اُمّت مسلمہ ہے، ختم نبوت ہے تو عقائد اور اَحکام میں وحدت ہے اور اگر عقیدۂ ختم نبوت نہیں رہا تو اِس اُمّت میں اِنتشار ہی اِنتشار ہو جائے گا۔

انگریز کی چال

یہی وجہ ہے کہ جب ۱۸۳۰ء یا ۱۸۳۱ء میں سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز کے خلاف جہاد کا آغاز کیا، تحریک چلی۔ جب اُس تحریک نے قوت و شجاعت دکھائی تو برطانیہ کا

انگریز سوچنے پر مجبور ہوا کہ کون سا طریقہ اِختیار کیا جائے؟ جس کی وجہ سے اِن کی آپس کی وحدت پارہ پارہ ہوجائے؟ اِسے کیسے تقسیم کیا جائے؟ انگریز کو اُس وقت ایک شخص ملا، جس کا اِنتخاب پہلے ہو چکا تھا۔ ۱۸۸۰ء میں منصبِ تجدد کا دعویٰ کیا، پھر مہدی کا دعویٰ کیا، ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود کا دعویٰ کیا، ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴) اِس بات کا مرزا قادیانی نے اعتراف کیا کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودہ ہوں۔ یہ بھی اِعتراف کیا کہ مسلمانوں میں جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کے لیے مجھے کاشت کیا گیا، اِسی لیے مجھے پَروان چڑھایا گیا۔

دجالِ قادیان

میرے عزیزو! ویسے تو دُنیا میں بہت دجال آئے لیکن یہ جو دجال قادیان آیا اُس کے پیچھے مادی طاقت رہی ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ: جب بڑا دجال آئے گا اُس کے ایک ہاتھ میں پانی ہوگا اور ایک ہاتھ میں آگ ہوگی۔ (سنن ابوداود کتاب الفتن ح ۴۳۴۴) علماء نے لکھا ہے کہ: پانی سے مُراد زندگی اور آگ سے مُراد بربادی ہوگی۔ وہ کہے گا: جو میری مانے گا اُسے ترقی ملے گی، خوشحال ہوگا، معیشت اَچھی ہوجائے گی، اُس کی زندگی بڑی خوشحال ہوجائے گی۔ اور جو نہیں مانے گا اُس کے لیے آگ ہے۔ بڑا دجال یہ چیزیں لے کر آئے گا، مانو گے تو خوشحال ورنہ برباد۔ سچ یہ ہے کہ اُس بڑے دجال کے لیے ماحول و میدان اور فضا ہموار کرنے والا آج دُنیا میں فتنۂ قادیانیت ہے۔ آج اُس کے ہاتھ میں وہی مادیت ہے، وہی ڈالر و پونڈ ہے، فریب یہی دیتا ہے کہ جو اُسے اِختیار کرے گا اُسے جرمنی میں نوکری مل جائے گی، اُسے لندن میں نوکری مل جائے گی اور مادی طور پر تحفظ دینے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اور صاف ظاہر ہے کہ اِس وقت دُنیا میں بدقسمتی سے جس فضا و ماحول میں مسلمانوں کے بچے پڑھ رہے ہیں وہاں بھی اِسی قدر دجالی سبق ہے کہ دولت ہوگی، پیسہ ہوگا، اِسٹیٹس ہوگا، کاروبار ہوگا، عہدہ ہوگا، منصب ہوگا تو زندگی ہوگی اور اگر یہ دولت و منصب نہیں تو پھر تباہی ہے۔ یہ طبقہ اِس وقت دُنیا میں اِس فتنہ سے بہت متاثر ہو رہا ہے۔

نظامِ تعلیم کی بنیادوں میں یہ خامی اور کمزوری رکھی ہے اور جب اِس فتنہ سے آمنا سامنا ہوتا ہے تو پھر بہت متأثر ہوتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ میاں! یہ نماز تو پڑھتے ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں، حج کو بھی مانتے ہیں، سب کچھ یہ کرتے ہیں لیکن حقیقت میں وہی فریب ہے، اُس کے پیچھے مادیت کی طاقت ہے۔ میرے عزیزو! یہ فتنہ قادیانیت دجال کے لیے راہ ہموار کر رہا ہے اور پھیلتا چلا جارہا ہے اور جب یہ پھیلتا چلا جارہا ہے اور اِس کے پیچھے طاقت اور قوت ہے تو سچ کہہ رہا ہون کہ اِس کا مقابلہ بھی طاقت، قوت اور غیرتِ ایمانی وحمیتِ اِسلامی کے ساتھ کرنا ہوگا۔

اِس دور میں جذبۂ صدیقی کا ثواب

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بظاہر اتنا خطرناک فتنہ اُٹھا تھا، یوں لگتا تھا کہ بس! اِسلام سمٹتا چلا جائے گا، ہر طرف اِرتداد ہی اِرتداد تھا۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اَیَنْقُصُ الدِّیْنُ وَاَنَا حَیٌّ؟ (مشکوٰۃ ص ۵۵۶) دِین مٹے اور صدیق زندہ رہے، ایسا نہیں ہوسکتا! امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے، حضرت لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی تشریح میں لکھا ہے کہ آج کے اِس دَور میں اگر کوئی صدیقی جذبہ کے ساتھ زندہ رہے گا اللہ ربُّ العزت صدیقی جذبے کے مطابق ثواب عطا فرمائیں گے۔ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس خطرہ میں ہے اور میں آرام سے رہوں، ایسا نہیں ہوسکتا! میں زندگی میں اُسے برداشت نہیں کرسکتا۔ میرے عزیزو! آج بھی اُسی جذبے کی ضرورت ہے، غیرتِ اِیمانی حمیتِ اِسلامی بیدار ہو۔ حق تو حق ہے، اگر مسلمان اپنے کام کا اِحساس کرے بلکہ سچ یہ ہے کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اِس ذمہ داری کا اِحساس اِس اُمت کے افراد میں ہر وقت تازہ رہے۔

میرا نبی بھی تو میرا ہے

اگر واقعی ہمارے اندر عقیدۂ ختمِ نبوت کا نور میسر ہے تو پھر اِحساس بھی ہوگا کہ میری ذمہ داری کیا بنتی ہے؟ میں اِس کے لیے کیا کرسکتا ہوں؟ آج ہر شخص چند ٹکوں کو اپنا

سمجھ کر اُن کے تحفظ کے لیے نہ جانے کتنی کوششیں کرتا ہے!! میری گاڑی، میرا گھر، میری فیکٹری، میرے بچے، میرا خاندان، میرے دوست! کیسا تحفظ کرتا ہے؟ اور اگر معصوم بچہ چابی لے کر گاڑی پر خراش مار دے تو کتنی بے چینی ہوتی ہے؟ ارے میرے عزیزو! میرا حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی تو میرا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو میرے ہیں، اُس نبی کے لیے ہمیں کتنی بے چینی ہے؟!!

ہر مسلمان دو کام کرے

میرے عزیزو! ختم نبوت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داری کا اِحساس کرے اور اِس بات کو سمجھے کہ واقعی یہ فتنہ دجالی فتنہ ہے۔ جیسے میرے عزیز فرما رہے تھے کہ فتنۂ قادیانیت نے بڑے مکروفریب سے جال پھینک رکھے ہیں۔ آئندہ نئی نسل کو اِس فتنہ سے بچانے کے لیے دو کام بہت بنیادی کرنے کے ہیں:

❶۔ وقت کے علماء اور اَولیاء اللہ سے تعلق جڑ جائے۔ اِس لیے کہ اِس فتنہ سے حفاظت کی صورت یہی ہے کہ بصیرت ہو یا اِہلِ بصیرت کے ساتھ تعلق ہو، محبت وعظمت ہو۔ اگر ہم نے اِس کا خیال نہ کیا تو خطرہ ہے کہ (اللہ نہ کرے، ہزار بار نہ کرے) کہیں ہماری نسلوں میں یہ فتنہ پیدا نہ ہو جائے، اگر ذمہ داری کا اِحساس نہ کیا گیا اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ نہ کیا گیا تو اِیمان کا خطرہ ہے۔

پہلے تو کوئی گھر ایسا نہیں ہوتا تھا کہ جہاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ تک کے تذکرے نہ ہوتے ہوں اور والدین بچپن ہی میں بچوں کو علماء کی صحبت میں لایا کرتے تھے۔ ایک راستہ تو یہ ہے۔

❷۔ دوسرا راستہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! یہ تحفظِ ختم نبوت کی تحریک ہمارے ملک میں موجود ہے۔ ہر آدمی اپنے مقام پر اپنے دائرہ کار میں رہ کر چاہے وہ ڈاکٹر ہو، پروفیسر ہو، انجینئر ہو، طالب ہو، اُستاذ ہو، تاجر ہو، کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتا ہو، وہ کسی نہ کسی درجہ میں اِن اَکابر کی سَرپرستی میں تحفظِ ناموسِ رسالت کا کام ضرور کرے۔ میرے عزیزو! اللہ ربّ

العزت کی ذات سے اُمید ہے کہ اگر یہ کام شروع ہو جائے تو بہت جلد اِس کے خوبصورت نتائج سامنے آئیں گے۔ ہمارے اَکابر جنہیں اللہ نے بصیرت دے رکھی ہے یہ اپنے حصے کا کام کررہے ہیں اور سچ یہ ہے کہ یہ سُرخرو بھی ہیں اور یہ حضرات علماء اپنے حصہ کا کام کرتے کرتے آخری سانس بھی اِس راہ میں قربان کررہے ہیں۔ ایک فہرست ہے اُن حضرات کی جن کے نصیب جاگ گئے، اِقبال بلند ہوگئے، اُن کا تو کام بن گیا۔ اگر مسلمانوں نے اپنی ذمہ داری کا اِحساس نہ کیا تو بہت خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اِس وقت جو عمومی فضا ہے اِس دجالی فتنہ کے لیے بڑی سازگار ہے، اِس لیے کہ مادیت میں اِنسان پھنستا چلا جا رہا ہے، مادیت ایک بُت بنتا جارہا ہے۔ ہمارے نظامِ تعلیم سے لے کر بلکہ سارا معاشرہ اُسی سانچے میں ڈھل کر پَروان چڑھ رہا ہے اور قادیانیت کے پاس اپنے غلط عقیدے کے لیے سب سے بڑا ہتھیار یہی مادیت ہے۔ گزشتہ جمعہ مرزائی خلیفہ نے تقریر کی اور اپنے ماننے والوں کو بڑی اُمید دلائی، اِس لیے کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ مسلمان اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں اور کتنے ہی نام کے مسلمان ہیں کہ مادیت کے سامنے ایسے جھکے ہوتے ہیں کہ جنہیں آسانی سے خریدا جاسکتا ہے، بہت تھوڑی سی رَقم دے کر انہیں اپنا بنایا جاسکتا ہے، بہت تھوڑی سی چمک دمک دکھا کر اُمتِ مسلمہ کے خلاف بطورِ ہتھیار اِستعمال کیا جاسکتا ہے۔

قسم خدا کی سودا سستا ہے

میرے عزیزو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ! ہم مسلمان ہیں اور ہم دُنیا پر نظر نہیں رکھتے، ہماری زندگی کا اَصل مطمعِ نظر آخرت ہے۔ اگر سب کچھ ہم سے لے لیا جائے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعلق اور محبت نصیب ہوجائے تو قسم خدا کی، سودا سستا ہے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ اگر مجھے عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے اپنے مفادات کی قربانی دینی پڑے اور زندگی کے آرائش وآسائش قربان کرنے پڑیں، حتیٰ کہ اگر زندگی سے ہاتھ دھونا پڑیں تو سچ یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لیے یہ سب سے بڑی سعادت ہے۔ اور اگر آج تک اِس عظیم کام میں کوتاہی ہوتی رہی ہے تو ندامت کے ساتھ اِس پر اِستغفار کریں کہ آج تک

میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں غافل رہا!! اِس پر استغفار ہو اور آئندہ نئے عزم کے ساتھ ہر شخص نئی نسل کی فکر کرے اور ہر شخص اپنے دائرہ کار میں رہ کر اِس عقیدے کے تحفظ کے لیے کام کرے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ! ہمارے بعض نوجوان اکابر کے لٹریچر کو اپنی ویب سائٹس پر ڈال رہے ہیں اور ہمارے اکابر نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ! اِس فتنہ کے خلاف بہت تحریری کام کر رکھا ہے۔ بس ! اِس کی فکر کرنی ہے کہ یہ اُمت تک پہنچ جائے، جہاں تک ہمارے اکابر اِس کو پہنچانا چاہتے تھے اگر اِس کی فکر ہو جائے تو یہ فتنہ بہت جلد دب جائے گا۔ اِس فتنہ کو عالمِ کفر کی سپورٹ حاصل ہے، کھلے عام یہودیوں کا آنا ناممکن تھا تو اُنہوں نے اِنتشار کے لیے اور مسلمانوں کی قوت کو کمزور کرنے کے لیے اِنہیں میں سے اِس گروہ کو کھڑا کیا اور اِس وقت یہ گروہ کفار کا بہت بڑا ہتھیار ہے اور ہر لحاظ سے اُن کا تحفظ بھی کیا جا رہا ہے۔

اور آپ جانتے ہیں کہ آج مسلمانوں کا حال بھی بہت تکلیف دِہ ہے اور جس قدر مسلمان اِیمانی بصیرت سے ناآشنا ہوتے چلے جا رہے ہیں، بس اُن کے دلوں سے اِیمان کی قدر و قیمت نکلتی جا رہی ہے اُسی قدر یہ فتنہ تیزی کے ساتھ پھیلتا جا رہا ہے۔ میرے عزیزو! جنہیں اللہ ربُّ العزت نے دِین کا شعور نصیب کیا اور دِین کی فکر نصیب کر رکھی ہے اُنہیں تو اپنی ذمہ داری کا اِحساس پہلے سے زیادہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو وحدت کا بہت بڑا اعزاز بخشا ہے اور آپ دیکھیں گے کہ جہاں بھی مسلمانوں نے ذلت اُٹھائی، ہزیمت ونقصان اُٹھایا تو کفر نے پہلے وحدت کی دفاعی لائن کو توڑا ہے اور جب وحدت کی لائن نہیں رہے گی تو پھر مسلمانوں کے آنگن کو اُجاڑنا آسان ہوگا۔ وحدتِ اِسلامی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی وجہ سے محفوظ ہے اور اِسی عقیدے کے تحفظ کی وجہ سے اِس اُمّت کا رشتہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جڑا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارن پوری

''مرزا قادیانی کے دماغ وزبان کی مہار، شیطان نے تھام رکھی تھی اور وہ مرزا کو منہ زور گھوڑے کی طرح جھوٹ کی وادیوں میں دوڑاتا تھا۔ ہر قدم پر جھوٹ تیار کرنا اور پھر سب سے پہلے اس کا خود بے دریغ استعمال کرنا، اس کا وطیرہ تھا۔ ہمارے اکابرؒ نے اپنی ایمانی ووجدانی کیفیات سے سرشار ہو کر اس کا تعاقب کیا۔ حضرت گنگوہیؒ سے لے کر حضرت مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ تک اور پھر حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر آپ (مولانا محمد علی صاحب جالندھری) تک سب ہی حضرات نے امت کی اس فتنہ کے خلاف راہنمائی نہ فرمائی ہوتی تو اس فتنہ کے بڑھنے کے بہت اسباب تھے۔ آپ نے ان کے سامنے دیوار چین کھڑی کر دی ہے، لیکن مولانا (محمد علی جالندھری) دیکھیں یہ بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ حضور علیہ السلام کا ایک امتی قادیانی ہو گیا تو ہم سے پوچھا جائے گا کہ قادیانیوں نے اس کے ایمان پر ڈاکا ڈالا تھا، تم نے اس کا ایمان بچانے کی فکر کیوں نہ کی تھی؟''

(دار العلوم پیپلز کالونی فیصل آباد میں مولانا محمد علی جالندھری سے گفتگو)

’’قادیانیت کے تعاقب میں ہمارا کردار‘‘

حضرت مولانا عبدالستار دامت برکاتہم

امام وخطیب جامع مسجد بیت السلام ڈیفنس کراچی

گل بہار لان، بہادر آباد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ

وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ --- الآیۃ (سُوْرَۃُ الاحزاب)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ

بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

میرے معزز مسلمان بزرگو، عزیز بھائیو اور اُمت مسلمہ کی مقدس ماؤں، بہنو!

نئی نبوت کی ضرورت نہیں

اللہ رب العزت نے اِس اُمت پر بے شمار اِحسانات فرمائے ہیں اور ایک سے بڑھ کر ایک اِحسان ہے لیکن اِس اُمت کو بڑا امتیاز اور بڑھیا عظیم الشان جو نعمت ملی ہے وہ ختم نبوت کی صورت میں اللہ نے عطا کی ہے۔ کسی نئی وحی کی ضرورت نہیں، کسی نئی نبوت کی ضرورت نہیں۔ اِس دِین کے تمام خدوخال مکمل ہو گئے ہیں، اِس کی بنیاد پر عمارت بھی مکمل ہوگئی، ایک مکمل نظامِ زندگی ہمیں مل چکا ہے۔

قادیانیت محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کا نام ہے

میرے عزیزو! عام طور پر آج کا مسلمان دِین سے دوری کی وجہ سے دِینی معلومات سے اِتنی واقفیت نہیں رکھتا، بس ایک سرسری سا تعلق ہے، اس لئے اُسے بسا اَوقات غلط فہمی سی ہونے لگتی ہے کہ جیسے مسلمانوں میں دیگر بہت سے اِختلافات کی شکلیں

ہیں اور مسلمانوں میں کئی مکاتبِ فکر ہیں اور اِختلافِ رائے کی ہزاروں شکلیں موجود ہیں اُنہیں میں ایک اِختلافِ رائے کی شکل قادیانیت بھی ہے اور جب کسی قادیانی سے گفتگو ہوتی ہے تو وہ سامنے والوں کو بسا اَوقات اِس پیرائے میں مطمئن کر دیتا ہے کہ میاں! جس طرح کئی مکاتبِ فکر ہیں، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث وغیرہ، ویسے ہی ایک یہ بھی ہے، جیسے فلاں سے آپ اِختلافِ رائے رکھتے ہیں اور فلاں آپ سے اِختلاف رکھتا ہے ویسے ایک مکتبۂ فکر قادیانی بھی ہے۔ چوں کہ معلومات کی سطح بہت معمولی ہوتی ہے، کوئی گہرا علم نہیں ہوتا اور بدقسمتی یہ کہ علماء سے تعلق نہیں ہوتا بلکہ علماء کے خلاف جو عالمی پروپیگنڈے کی شکلیں ہیں، جن کا مقصد یہ ہے کہ اِن کی بات کا وزن ختم ہو جائے، مسلمانوں کا اِن پر اِعتماد بھی نہ رہے، ایک طرف یہ فتنہ بھی موجود ہے اور دوسری طرف دِین کی معلومات بھی بہت معمولی، تیسرا بدقسمتی سے مسلمانوں میں اِختلافِ رائے کا سلسلہ کثرت سے ہوتا چلا جا رہا ہے۔ تو اِن ساری شکلوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے قادیانی طبقہ اپنی پناہ ڈھونڈتا ہے کہ علماء کا اِعتماد ختم ہو جائے، لوگ علماء سے تعلق عقیدت و محبت کا رشتہ ختم کر دیں، اُن کی مجلس میں جانا چھوڑ دیں، اس طرح ایک مسلمان علماء کرام کی سالہا سال کی محنتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے اور اس فتنہ کا شکار ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک کم سو کتابیں جو رات دن کی محنت سے لکھیں، جب مسلمانوں کے دلوں سے عقیدت و محبت کا تعلق ہی ختم ہوگا تو وہ اِن کتابوں سے دُور خود بہ خود ہو جائیں گے اور اِس زبان سے ناشنائی ہو جائے گی بلکہ ایک وہ طبقہ جو سب سے زیادہ ان فتنوں سے متاثر ہو رہا ہے وہ عربی سے بھی گیا، فارسی سے بھی گیا اور بدقسمتی سے اُردو سے بھی گیا نہ اُردو پڑھنا آتی ہے اور نہ لکھنا آتی ہے۔

اب علماء پر اِعتماد نہیں، اُن کی کتابوں سے بھی تعلق نہیں جن پر زندگی کی ایک محنت لگی ہے۔ مسلمانوں کی ان کمزوریوں کی وجہ سے قادیانی فتنہ کو فائدہ ہوا اور اپنے کفریہ عقائد کی دعوت دینا ان کے لئے آسان ہو گیا۔ میرے عزیزو! اگر انصاف کے ساتھ اِس گروہ کا جائزہ لیا جائے اور اِس تحریک کی اِبتدا اور اِنتہا کو دیکھا جائے تو ایک منصف مزاج اور سلیم

الفطرت مسلمان خود اندازہ لگالے گا کہ مسلمانوں کے مکتبۂ فکر سے اِس گروہ کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ایک نئی اُمت اور گروہ ہے جس کی بنیاد الگ پڑی اور اِس پر کھڑی ہونے والی تحریک کی عمارت بھی الگ ہے۔

مرزا قادیانی کی کفریہ عبارات

مرزا نے بھی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہمارا پُرانے مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، ہم ایک الگ اُمت ہیں اور جو مسلمانوں کی مقدس شخصیات اور شعائر ہیں، قادیانیوں سے الگ ہیں، یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے اُفضل ہے، مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میرے صحابہ اور بیعت اولیٰ کے صحابہ کی فضیلت میں کوئی فرق نہیں۔ بس! اِتنا فرق ہے کہ وہ بیعت اُولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں اور یہ بیعت ثانیہ کے تربیت یافتہ ہیں اور پھر صرف یہ نہیں بلکہ اِس سے بڑھ کر قادیانی مرزا غلام قادیانی کے مدفن کو وہ مقام و مرتبہ دیتے ہیں جو گنبدِ خضرا کا ہے۔ (نَعُوْذُ بِاللهِ ثُمَّ نَعُوْذُ بِاللهِ) جو انوارات گنبدِ خضرا پر اُترتے ہیں وہی قادیان میں اُترتے ہیں۔ اور اُس مقام کو اِتنا مقدس قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جیسے مکہ و مدینہ کی فضیلت ہے ایسے ہی قادیان بھی فضیلت میں کم نہیں۔ (نَعُوْذُ بِاللهِ ثُمَّ نَعُوْذُ بِاللهِ) بلکہ اپنے پیروکاروں کو یہ کہہ رکھا ہے کہ جیسے صاحبِ حیثیت پر حج فرض ہے اِسی طرح قادیان میں حاضری بھی فرض ہے۔ (برکات خلافت ص ۵) (نَعُوْذُ بِاللهِ ثُمَّ نَعُوْذُ بِاللهِ) میرے عزیزو! یہ عقائد مسلمان مکاتبِ فکر کے نہیں بلکہ ایک الگ گروہ اور جماعت کے ہیں، اِس کا اُمت محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں اور یہ جو ختم نبوت کا اِعزاز اللہ ربُّ العزت نے اِس اُمت کو بخشا ہے کہ دِین مکمل ہوگیا، وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا، اُمت مسلمہ کو یہ اِمتیاز نصیب ہوا کہ یہ اِنسانی معاشرہ سن بلوغ کو پہنچ چکا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں جو شریعت دی ہے وہ کامل و مکمل ہے، اب کسی اِضافہ و کمی کی گنجائش نہیں اور اِس ختم نبوت کی بدولت یہ اُمت مسلمہ اور مسلمانوں کا دِین محمدی آج تک بنیاد سے لے کر عمارت تک اپنی شکل میں موجود ہے اور

اِس دِین کے تحفظ کی سب سے بڑی وجہ ختمِ نبوت کا اِعزاز ہے جو اِس اُمّت کو نصیب ہوا۔ اگر یہ وجہ نہ ہوتی تو جیسے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا دِین محفوظ نہیں رہا، اُن کے حصارِ نبوت کے لیے کوئی شکل موجود نہیں تھی، اس لیے آج اِسلام کے علاوہ باقی تمام مذاہب اپنا دین ضائع کر بیٹھے ہیں لیکن اِسلام کو اللہ نے تاجِ ختمِ نبوت کی بدولت قیامت تک باقی رکھنا تھا، 1400 سال گذرنے کے باوجود آج بھی دین ویسے ہی چمک رہا ہے۔ اب جو بھی جھوٹا مدّعی نبوت آئے گا تو یہ اُمّت اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِرشادات کی رُوشنی میں اُسے پہچان لے گی کہ یہ جھوٹا، کافر مُرتد تو ہو سکتا ہے لیکن اُمّتِ محمدیہ کا فرد نہیں ہو سکتا۔ اِس لیے کہ نبوت کا اِنتخاب تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے کوئی فرد نہیں کر سکتا، کوئی جماعت نہیں کر سکتی، کوئی اپنی محنت ولگن سے نبی نہیں بن سکتا، اپنے مجاہدوں سے نبی نہیں بن سکتا، اپنی قربانیوں کی وجہ سے اِس منصب پر نہیں پہنچ سکتا، یہ خالصتاً اللہ رب العزت کا انتخاب ہوا کرتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک خواب سنایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں دودھ پی رہا ہوں۔ اِتنا پیا کہ اُس کے اَثرات ہاتھ کی اُنگلیوں میں محسوس کرنے لگا، پھر جو کچھ بچا وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اِس کی تعبیر کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: وہ علمِ الٰہی ہے۔ (معارف الحدیث ج ۴) جو اللہ ربُّ العزت نے مجھے عطا کیا ہے وہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی تھوڑا سا دے دیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِرشاد فرمایا کرتے تھے: اگر نبوت جاری ہوتی تو میرے بعد عمر نبی ہوتا۔ حضرات مفسرین ومحدثین نے لکھا ہے کہ کوئی مسلمان یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اگر نبوت جاری ہوتی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی ہوتے، اگر نبوت جاری ہوتی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی ہوتے، اگر نبوت جاری ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔ اِس لیے کہ نبوت کی اِستعداد بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں اور انہوں نے اِستعدادِ نبوت کی نشاندہی کی ہے تو وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے کی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے۔ لیکن

میرے عزیزو! اگر کوئی کسی عہدے کی اِستعداد پوری بھی کرے تو ضروری نہیں کہ سرکار اُسے اُس عہدے پر لے بھی آئے، کسی عہدے کے سارے اِمتحانات اگر وہ پاس بھی کر لے ضروری نہیں کہ سرکار اُسے اُس منصب پر مقرر کردے۔ یہ نبوت کا منصب تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۔۔۔الآیۃ (سُورۃ الحج. ۵۰)یہ تو براہ راست اللہ کی طرف سے اِنتخاب ہے اور یہ اِنتخاب کا سلسلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ختم ہو گیا ہے۔

تین کام کریں

میرے عزیزو! ایک طرف تو میں نے عرض کر دی کہ عقیدۂ ختم نبوت اِیمان کی بنیاد ہے اور ملت اِسلامیہ کا تحفظ، اُمتِ مسلمہ کا تحفظ اِسی میں ہے، دِینِ اِسلام کا تحفظ اِسی میں ہے۔ جب کوئی قوم، کوئی ملّت کسی نظریہ پر کھڑی ہوتی ہے تو اُس کا پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ اُس نظریہ کا تحفظ کرے اور دوسرا فریضہ اُس کے پیروکاروں کا یہ ہوتا ہے کہ اُس نظریہ کو دُنیا کے اندر پھیلائیں۔ اگر ملّت اِن ذمہ داریوں سے واقف نہ ہو یا اِن ذمہ داریوں کو اَدا نہ کرے تو پھر ملّت کا وجود خطرہ میں ہوتا ہے۔ ختم نبوت ہماری بنیاد ہے، اِس سے متعلق ہمارا نظریہ اور عقیدہ صاف ہونا چاہیے، کہیں شک وشبہ نہ آنے پائے، اِس لیے کہ شک آیا تو یقین گیا اور شک وشبہ کے بعد اِیمان نہیں رہتا۔ ہم نے اپنی نسل کے اندر، دوستوں کے اندر یقین کی پختگی پیدا کرنی ہے کہ یہ ہماری بنیاد ہے۔ پھر دوسرا فریضہ یہ ہے کہ ہم نے اِس عقیدے کی حفاظت کرنی ہے۔ اِس عقیدہ کا تقاضا ہے کہ ہم نے اِس عقیدہ کا تحفظ کرنا ہے۔ پھر تیسرا یہ ہے کہ ہمیں اِس عقیدے کی اِشاعت بھی کرنی ہے۔ ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے، اگر اپنی اِس ذمہ داری کا اِحساس کرے گا تو اپنے دائرے میں رِہ کر اپنے وسائل اور صلاحیتوں کے ذریعے اِس عقیدہ کا تحفظ کرے گا اور اِس کی اِشاعت بھی کرے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ کسی ایک جماعت یا اِدارے کا کام نہیں ہے بلکہ پوری ملّتِ اِسلامیہ کی ذمہ داری ہے، ہم خود اِس کے ذمہ داروں میں سے ہیں کہ اِس عقیدے سے متعلق ہمارا دل دماغ بالکل صاف ہو اور ختم نبوت

سے متعلق ہماری معلومات بہت واضح ہوں اور اِس عقیدے سے متعلق ہمارے پاس خوب معلومات ہوں، کوئی آدمی اِس عقیدے سے متعلق شک وشبہ میں مبتلا ہوتو اُس کو ہم چند لمحوں میں مطمئن کر سکیں۔ میرے دوستو! ایسا نہ ہو کہ ہمارا اِس عقیدے پر مطالعہ سَرسَری سا ہو اور سامنے جو باطل پر ہے وہ ہمیں باطل عقیدے پر مطمئن کر دے۔ حضراتِ اکابر علماء کرام نے اِس موضوع پر لکھ کر اُمت کے لیے ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ ہمارا مطالعہ اِتنا ہو کہ اگر ہم سے کوئی عقیدۂ ختم نبوت پر بات کرنا چاہے تو ہم اُس کو مطمئن کر سکیں۔

یہ جماعت اللہ کا اِحسان ہے

میرے عزیزو! ہمارے بعض بزرگوں نے اپنا تن من دھن لگا کر بلکہ اپنا اُوڑھنا بچھونا بھی اِس عقیدہ کے تحفظ کو بنا رکھا ہے۔ یہ اللہ کا اِحسان ہے کہ ایک جماعت اِس کام سے وابستہ ہے، ہم اُن کے ساتھ مل کر، اپنے وسائل لگا کر اُن کا حوصلہ بڑھا سکتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ اِس دھرتی کی بہت بڑی سعادت ہے کہ اللہ ربُّ العزت نے اِس کام کے لیے اِس کو چنا ہے۔ دِین کی خدمت کی ہزاروں شکلیں ہے، لیکن میرے عزیزو! کہیں تو کوئی فرقہ اور گروہ اِسلام کے نظامِ حکومت کے خلاف پیدا ہوتا ہے اور کہیں کوئی گروہ اِسلام کے نظامِ معاشرہ کے خلاف کھڑا ہوتا ہے، کہیں کوئی گروہ اِسلامی اَحکام کے خلاف کھڑا ہوتا ہے، لیکن یہ گروہ جو قادیانیت کا ہے یہ ختم نبوت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کھڑا ہے اور اِسلام کی بنیاد اور ملتِ اِسلامیہ کی بنیاد کو ڈھانے کے درپے ہے۔ تو اِس کی حفاظت اور اِس گروہ کے مقابلے کی ذمہ داری بھی سب سے بڑھ کر ہے۔ میرے عزیزو! حوصلہ و ہمت کر کے اپنے اَوقات میں سے اور اپنے وسائل میں سے جس اَنداز سے اپنے آپ کو اِس مبارک کام میں شریک کر سکتے ہیں ضرور کریں تا کہ عقیدۂ ختم نبوت کی اِشاعت بھی ہو اور تحفظ بھی ہو۔ یہاں کے نوجوان مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے یہ مجلس سجائی ہے اللہ رب العزت کہنے اور سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

قادیانی بچوں کو قرآن کریم پڑھانا کیسا ہے؟

سوال:......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے میں ایک قاری صاحب ہیں، جو بچوں کو ناظرہ قرآن کریم پڑھاتے ہیں، اس میں دو تین بچے مرزائی بھی ہیں۔ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ ان قادیانی بچوں کو قرآن پڑھانا کیسا ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ کیا قادیانیوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں کی مقدس کتاب کو پڑھیں؟ اور اسی طرح قاری صاحب کا قادیانیوں کے گھر میں جاکر قرآن پڑھانے کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں، اسی طرح کسی قادیانی ٹیچر سے تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟
(سائل: ابوفضالہ احمد خان، کراچی)

جواب:......مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود، مہدی اور نبی ماننے کی وجہ سے قادیانیوں کا ایمان، اسلام، قرآن اور حدیث سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ ایسی صورت میں انہیں قرآن کریم کی تعلیم دینا بھی درست نہیں، ہاں اگر اس بات کی امید ہے کہ قرآن کی تعلیم دینے سے وہ نبی عربی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام کو اپنالیں گے تو تعلیم دینا درست ہے۔

نظر ثانی
مفتی ابوبکر سعید الرحمن
دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

کتبہ
محمد زکریا
دارالافتاء ختم نبوت

”مدعیان نبوت کا تعارف“

حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی دامت برکاتہم

مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مرگل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ---الآیۃ (سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ ۳)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ ---وَفِیْ رِوَایَۃٍ: دَجَّالُوْنَ ---کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

انتہائی ادب واحترام، توجہ، محبت اور اِس یقین کے ساتھ درود پاک پڑھیں کہ ہم یہاں بیٹھ کر جو درود پڑھیں گے وہ گنبدِ خضراء میں ہمارے نام کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

مرتے دم تک یہ نسبت رہے

ختم نبوت کی عظیم الشان نسبت ایسی طاقت ور ہے کہ جو بھی اِس کے ساتھ خلوصِ نیت سے جڑ گیا اللہ تعالیٰ آخرت میں تو اُس کو بلندیاں عطا فرمائیں گے ہی، مگر دنیا میں بھی یقیناً اللہ تعالیٰ اُس کو سرخرو فرماتے ہیں۔ مفتی محمد جمیل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے موقع پر میں یہاں کراچی میں ختم نبوت کے دفتر میں ڈیوٹی پر تھا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اُن کے صاحبزادے تعزیت کرنے کے لیے آئے۔ اُنہوں نے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک شعر پڑھا، ہم بھی کوشش کرلیں کہ اُس

شعر کا کچھ حصہ ہمیں بھی نصیب ہو جائے کہ ؎

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
اُنہوں نے ہمیں خرید کر انمول کر دیا

جو جتنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھوں بکے گا یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دُنیا و آخرت میں ضائع فرمادے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ نسبت مرتے دم تک قائم و دائم رکھے۔ (آمین)

قادیانیوں کے اِشکال کا جواب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیثِ مبارکہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ. میری اُمت میں تیس جھوٹے نبوت کے دعوے دار آئیں گے۔ محدثین کرام نے اِس حدیث کی رُوشنی میں یہ بات فرمائی ہے کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ اپنی نسبت حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ضرور جوڑے گا۔ مسیلمہ کذاب آیا اُس کی اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہا جاتا تھا۔ اَسود عنسی کی اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہا جاتا تھا۔ آج اگر مرزا ملعون کی یہ جھوٹی نبوت کا کچھ عرصے سے سلسلہ چل رہا ہے تو اُس کی اَذان بھی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کے ساتھ ہے۔ ظاہر کے اَلفاظ کچھ ہوں۔ اُن کا سکہ اُس وقت تک چل نہیں سکتا جب تک اپنی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نہ جوڑیں۔ اور فرمایا: ثَلَاثُوْنَ وہ تیس ہوں گے۔ قادیانیوں کی طرف سے یہ اِشکال کھڑا کیا جاتا ہے کہ: بعض مؤرخین نے ستر کے قریب جھوٹے مدعیان نبوت کا تذکرہ کیا ہے جو کہ آچکے ہیں۔ جو جھوٹے تھے وہ تو تیس تھے، حدیث میں تو تیس کا تذکرہ آیا ہے وہ تو گزر چکے ہیں، اور مرزا قادیانی تو 30 کی تعداد کے بعد آیا ہے۔

جھوٹے نبیوں میں مرزا کا نمبر

محدثین کرام نے اِس کا جواب یہ دیا ہے کہ اُن تیس جھوٹوں سے مُراد وہ ہیں جن

کا دجل کچھ عرصہ چلے گا، جن کو ماننے والے بڑی تعداد میں ہوں گے۔ بعض وہ تھے کہ جنہوں نے اِدھر نبوت کا دعویٰ کیا اور اُدھر اُن کی گردن اُڑا دی گئی، اُن کو ماننے والا ایک بھی نہیں ہوا، وہ اِن تیس کا حصہ نہیں ہیں، بلکہ تیس سے مُراد وہ ہیں جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کچھ عرصے تک اُن کی نبوت کا سکہ چلتا رہا۔ جن میں مسیلمہ کذاب آیا، اسود عنسی آیا، طلیحہ آیا، سجاح نامی عورت آئی، مختار ثقفی آیا، اِسحاق اَخرس آیا، بیان بن سمعان آیا، یہ نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کا ایک سلسلہ چلتا رہا اور یہ اُمت اُن کا مقابلہ کرتی رہی۔ اُن میں سے پچیسواں یا چھبیسواں نمبر اس مرزا قادیانی کا بنتا ہے اور تیسواں نمبر دجال کا ہوگا۔

یہ بات درمیان میں نہ رِہ جائے کہ یہ جو آخر میں دجال آئے گا یہ پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا اور پوری دُنیا پر کنٹرول حاصل کرے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد اُن کے ہاتھوں یہ مارا جائے گا۔

آج جس موضوع کو میں لے کر چلنا چاہ رہا ہوں یہ ختم نبوت کے ہر مجاہد کے دل و دماغ کے اندر یہ حرف بہ حرف محفوظ ہونا چاہیے کہ آج تک ہمارے اکابر نے اس فتنے کی سرکوبی کس طرح کی ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے اُس وقت فرما دیا تھا کہ یاد رکھنا! مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔ الآیۃ (سورۃ المآئدۃ ۵۴) اِرتداد کا فتنہ اُٹھنا ہی اُٹھنا ہے، جھوٹے مدعیان نبوت نے آنا ہی آنا ہے اور تشریح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی ہے کہ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ. وہ تیس ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کر کے میرے منصب ختم نبوت کو داغ دار کرنے کی کوشش کریں گے اور اُمت نے اُن سے پھر مقابلہ کرنا ہے اور اُن کی شان کیا ہوگی؟

جو جتنا جڑے گا چمکے گا

ان کی شان یہ ہوگی: يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ۔۔۔ الآیۃ (سُورۃ المآئدۃ ۵۴) اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرنے والے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ ہر دَور میں ایسے افراد، ایسے رِجالِ کار اللہ تعالیٰ پیدا کرتے رہے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرنے

والے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کی حفاظت کرنے والے تھے۔ چودہ سو سال سے اُمت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کی حفاظت کرتے ہوئے اِس شرف کو حاصل کیا، اللہ کی محبت کو حاصل کیا، جنّت کے راستے پر چلے، وہ دُنیا کی اِس مختصری زندگی کو اِتنا کامیاب بنا کے گئے کہ اُن کی قبروں سے اُٹھتی ہوئی خوشبو کو ہر ختم نبوت کے مجاہد نے سونگھا ہے۔ اُن واقعات میں، میں ابھی نہیں جانا چاہتا لیکن یہ چودہ سو سال سے ایک مسلسل تاریخ کا حصہ ہے اِس کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرا کہ اُمت کبھی اِس اَمر سے غافل ہوئی ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر کوئی حملہ آور ہوا ہو اور کلمہ پڑھنے والا مسلمان خاموش رہ گیا ہو۔ ہر دَور میں ایسے پروانے اُٹھتے رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ ہم نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جنّت کو بھلا دیا، ہم نے تو سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو جتنا جڑے گا اُتنا ہی چمکے گا۔

خوبصورت تعبیر

ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اُس دائی کے حوالے کیا تھا جس کی اُونٹنی بھی کسی کام کی نہ تھی۔ تو کیا اللہ نے اپنی نبی کی نا قدری کی تھی؟ اُس وقت جن کی اُونٹنیاں طاقتور تھیں وہ تو اُمیروں کے بچے کو لے گئیں تھیں اور جس کی اُونٹنی کسی کام کی نہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر جا رہی تھی، یتیم بچہ ہے، کوئی دائی لے نہیں رہی تھی کہ اس گھر سے ملے گا کیا؟ جس کی سواری تھکی ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب نبی اُس کے حوالے کر دیا۔ کیا مطلب؟ کیا اللہ نے اپنے نبی کی نا قدری کی؟ نہیں! اللہ نے اپنے نبی کی نا قدری نہیں کی بلکہ اللہ نے اپنے نبی کو نا قدروں سے بچایا تھا۔ آج اگر آپ میں تاریخ کا کوئی جاننے والا ہے۔ مجھے اُن میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو میرے نبی کو چھوڑ کر گئی تھیں۔ اُن دائیوں کے نام دُنیا سے مٹ گئے اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا نام ہر مسلمان گھرانے میں چمک رہا ہے۔ یاد رکھیں! بچے گا وہی جو جڑے گا۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک بڑے بڑے لوگوں کے غلام گزرے، لیکن بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا مقام کوئی نہیں

پا سکتا، اس لیے کہ جو جڑے گا وہی بچے گا۔

بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا کیا جائے؟

جب مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کرنا تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں باقاعدہ بحث شروع ہوئی کہ جو بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اُن کو ساتھ لے کر جائیں یا یہیں چھوڑ دیں؟ بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر اِتنا اُونچا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فخر کیا کرتے تھے کہ آج میں بدری صحابی (رضی اللہ عنہ) کی زیارت کر کے آیا ہوں۔ تو اِس پر بحث ہوئی کہ مسیلمہ کذاب کا لشکر اِتنا طاقتور ہے، ہزاروں کی تعداد میں تعصب کی بنا پر وہ اِکٹھا ہو چکا ہے۔ آیا اُس کے مقابلے کے لیے اِن بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر جائیں یا برکت کے طور پر مدینہ میں چھوڑ کے جائیں؟ اِس اَمر پر بحث ہوئی اور لمبی بحث ہوئی۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اِن بدری صحابہ کو جو نسبت ملی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کی وجہ سے ملی آج مسئلہ اسلام کا نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کا ہے۔ لہٰذا اِن بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اِس جنگ میں شریک ہونا چاہیے۔ پھر یہ بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اِس جنگ کا حصہ بنے۔ جب لشکر روانہ ہونے لگا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پھر آپس میں بحث ہوئی کہ کچھ عرصہ توقف کیا جائے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) تو لشکر پہلے بھیج چکے، پیچھے مدینہ منورہ خالی رہ جائے گا، عورتیں اکیلی رہ جائیں گی۔ کچھ عرصہ رُک جائیں مسلمانوں کے کچھ لشکر واپس آجائیں پھر یہاں سے روانہ ہوں۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بڑا عجیب جواب اِرشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ کی عورتوں کو جانور کھا جائیں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) یہ تو برداشت کر سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور وہ زندہ رہے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اِس کو برداشت نہیں کر سکتا۔

مفسرین کرام نے اپنی تفاسیر کے اندر یہ بات لکھی ہے کہ یہ قرآن کریم کا اعلان ہے: يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ۔۔۔ الآیۃ (سورۃ المائدۃ ۵۴) وہ اللہ سے محبت کرنے والے، وہ ختم نبوت کی حفاظت کرنے والے ہیں اس کا سب سے پہلے مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (جنہوں نے تفسیر عثمانی لکھی ہے، دُنیا میں چند تفاسیر ہیں جن کو

پوری دُنیا میں مقبولیت حاصل ہوئی، اُن میں سے ایک تفسیر عثمانی ہے۔) ختم نبوت کے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے، ۱۹۵۳ء کی تحریک کا موقع تھا، ساتھ میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور یہ آیت تلاوت کی: مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّہُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗۤ ۔۔۔الآیۃ (سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَۃ ۵۰) اور فرمایا: آج اِس آیت کے مصداق اَمیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت ہے۔

وہ جنگ ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو ختم کیا، مسیلمہ کذاب کے لشکر کو ختم کیا۔ بائیس ہزار کے قریب اُس کے سپاہی قتل ہوئے اور بارہ سو صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، سات سو حفاظِ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ستر بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور اُنہوں نے اپنے خون سے اُمتِ مسلمہ کو یہ معاملہ سمجھا دیا کہ سب کچھ تو برداشت ہو سکتا ہے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر حرف برداشت نہیں ہوسکتا۔

طلیحہ اسدی کا تفصیلی واقعہ

یہ لشکر ابھی یمامہ واپس نہیں آیا تھا کہ امیر المومنین کی طرف سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم گیا کہ طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اُس سے بھی نمٹتے آؤ۔ اُس کا نام طلیحہ نہیں تھا بلکہ اُس کا نام طلحہ تھا۔ طلیحہ ذلت کے لیے بولا جاتا تھا۔ مسیلمہ کے ساتھ کذاب لفظ جوڑ دیا گیا تھا "بہت بڑا جھوٹا"۔ آج جتنے بھی محدثین ہیں وہ طلیحہ نام بولتے ہیں۔ اُس کے سپاہی لڑتے تھے کہ ارے! تم ہمارے نبی کو طلیحہ کیوں کہتے ہو؟ ذلت کے ساتھ یہ لفظ بولا جاتا تھا۔ وہ لفظ اِتنی مضبوطی کے ساتھ آیا کہ طلحہ کا لفظ درمیان سے نکل گیا۔ یہ طلیحہ بن خویلد بن اسدی بنو اسد قبیلے کا شخص تھا۔ جس وقت اُس سے ٹاکرا ہوا، جب اُس سے مقابلہ ہوا تو لشکر کے ایک حصے کا ذمہ دار حضرت عکاشہ بن محسن فرازی رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بنادیا اور وہ لڑتے لڑتے اُس طلیحہ کے سامنے آگئے۔ جنگ ہوئی تو طلیحہ نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور یہ وہی عکاشہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بڑوں کی ایک اور بات بتاؤں، اِیمان میں تازگی آجائے گی، اِیمان میں حرارت آجائے گی۔) ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اِرشاد فرمایا کہ میری اُمت میں ستر ہزار افراد بغیر حساب و کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ اُس مجلس میں یہ صحابی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دعا فرمادیجئے کہ میں اُن میں سے ہو جاؤں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ: تو اُن ہی میں سے ہے۔ جب یہ اُس جنگ کے اندر شہید ہوئے تو محدثین کرام نے اِس حدیث کے اندر سے ایک نکتہ نکالا اور وہ یہ کہ اُمت میں سے ستر ہزار افراد کا جب حدیث میں ذکر آیا اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اپنا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو اُن کے ساتھ ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! میرے واسطے بھی دعا فرمایئے کہ میں بھی اُن میں سے بن جاؤں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: عکاشہ (رضی اللہ عنہ) تجھ پر سبقت لے گیا۔ وہاں تقسیم ہوجاتی تو آج ہماری آس کہاں رہتی؟ صرف ایک صحابی کا تذکرہ ہے اور محدثین کرام نے لکھا ہے کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کرتا ہے، جو بھی اِس راستے پر چلے گا وہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوگا۔ یہ طلیحہ بھاگ گیا، مصر میں چھپا بعد میں مسلمان ہوا۔ پھر یہ واقعتاً مسلمان ہوئے، تابعی بنے اور افریقہ اور شام کی فتوحات کے اندر اِن کا بہت بڑا حصہ ہے۔ پھر اَسود عنسی آیا، وہ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔

اسحاق اخرس مدعی نبوت

اسحاق اخرس آیا، یہ گونگا بن گیا۔ شمالی افریقہ کا رہنے والا تھا، تقریباً تین صدیاں اِس کا فتنہ چلا، افریقہ سے حافظِ قرآن بنا، تورات، زبور، انجیل کا بہت بڑا حصہ حفظ کیا۔ وہاں سے ایران آیا اور اپنے آپ کو گونگا بتادیا۔ بیس سال گونگا بن کر رہا۔ ایران کے اندر بیس سال کے بعد ایک رات اُٹھا، چہرہ پر روغن لگایا اور چہرے کو چمکایا اور موم بتیاں جلائیں اور اچانک سے اُس نے قرآن مجید کی جو تلاوت شروع کی اور قرآن کی ایسی تلاوت کی کہ پورا شہر عش عش کر اُٹھا، رات کا وقت تھا، چھوٹے شہر ہوا کرتے تھے اور اُدھر یہ مشہور تھا اسحاق اخرس ہے۔ اخرس گونگے کو کہتے ہیں، گونگے کو زبان مل گئی ہے۔ سارہ شہر اُس کی تلاوت سنتے سنتے اور اُس کے معتقد ہوتے ہوتے اکٹھا ہوا اور پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ اُس

علاقے کا جو ذمہ دار تھا وہ بھی اُس کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ یہ زبان کہاں سے تمہیں ملی؟ تو اسحاق اخرس کہنے لگا: میں خود حیران ہوں، میں تو گونگا تھا۔ میرے پاس فرشتہ آیا اور اُس نے کہا: اللہ نے تمہیں نبی بنا دیا ہے۔ اُس سائل نے پوچھا: تیرا کوئی معجزہ ہے؟ تو وہ کہنے لگا: یہی سوال میں نے فرشتہ سے کیا تھا کہ اگر میں نبی ہوں تو میرا معجزہ کون سا ہے؟ اُس فرشتے نے کہا کہ تیرا معجزہ یہ ہے کہ تجھے قرآن کے علاوہ تورات، زبور، انجیل کا بھی وافر حصہ دیا گیا ہے۔ تو اُس سے کہا گیا: سناؤ! تو یاد تو اُس نے پہلے سے کیا ہوا تھا تو اُس نے فر فر سنانا شروع کر دیا۔ سینکڑوں افراد کا ایک بہت بڑا جمگھٹا اُس کے ہاتھوں پر بیعت ہو گیا۔ کئی صدیاں اُس کا یہ فتنہ چلا، منصور بنوامیہ کا جو بادشاہ تھا اُس نے اُس کو قتل کیا۔ پھر ایک اور شخص اُٹھا۔ یہ جھوٹے مدعیانِ نبوت آتے تھے اور اُمت اُن کا مقابلہ کرتی تھی۔

مدعی نبوت مختار ثقفی

ایک اور شخص آیا مختار ثقفی۔ یہ تابعین کا زمانہ تھا، اُس وقت مختار ثقفی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اُس کے والد ابو عبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ ایران کی فتوحات میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دَور میں سپہ سالار تھے۔ یہ جب ایران فتح کرتے کرتے ایران کی سرحد کے نزدیک پہنچے تو آگے ایران کی جو فوج تھی اور اُس کا جو سپہ سالار تھا رستم، نو (۹) فٹ لمبا اُس کا قد تھا۔ (آج ہم مسلمان بھی اپنے بچوں کا نام رستم رکھ دیتے ہیں یہ نام نہیں رکھنا چاہیے یہ مجوسیوں کے سربراہ کا نام تھا۔) اُدھر سے رستم اور اِدھر سے ابو عبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ اور درمیان میں دریا آ گیا۔ رستم نے کہا: تم دریا پار کر کے آؤ گے یا ہم تمہاری طرف آئیں؟ یہاں سے ایک جنگی غلطی ہوئی۔ ابو عبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم آتے ہیں۔ دریا کو جو پار کر کے اُدھر گئے تو سامنے رستم ہاتھیوں کا لشکر لے کر آ گیا، اُن ہاتھیوں کو عربی گھوڑوں نے کیا دیکھا کہ وہ بدک گئے۔ یہاں سینکڑوں کی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہاتھیوں کے پاؤں تلے آ کر شہید ہو گئے۔ اُنہی میں ابو عبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اُن کا بیٹا بگڑ گیا اور بگڑنے کی وجہ کیا تھی؟ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اُن کی

شہادت کے بعد اُس نے نعرہ لگایا کہ ہم قاتلین حسین رضی اللہ عنہ سے بدلہ لیں گے۔ اب اُس نے ایک ایک کو چن کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ جذباتی نعرہ تھا، مسلمانوں کا ایک بہت بڑا حصہ اُس کے ساتھ اکٹھا ہونا شروع ہوا اور اس کو مسلسل فتوحات ملنا شروع ہوئیں۔ اُس کا یقین ساتھ والوں نے بگاڑنا شروع کیا کہ یہ فتوحات عام بندے کے ہاتھ پہ نہیں ہو سکتیں یہ کسی نبی ہی کے ہاتھ پر ہو سکتی ہیں۔ یہاں سے اُس کا دماغ خراب کیا گیا، اُس نے آہستہ آہستہ نبوت کی سیڑھی پر قدم رکھنا شروع کیا، آخر کار اُس نے نبوت کا اِعلان کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرسی

اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہم شیرہ ہیں اُن کے پوتے جن کا نام تھا حضرت طفیل، بڑی غربت کی زندگی گزار رہے تھے، وہ کہتے ہیں کہ میرے پڑوس میں چھت پر ایک پُرانی سی کرسی رکھی ہوئی تھی تو میرے ذہن میں ایک خاکہ آیا، میں مختار ثقفی کے پاس گیا اور میں نے اُس سے کہا: جناب! میرے ہمسائے کے پاس ایک کرسی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے اور اگر وہ بطورِ نیک فالی کے آگے رکھو گے تو تمہیں ہر وقت فتح ملے گی۔ تو اُس نے کہا کہ اور کیا چاہیے؟! منہ مانگا اِنعام اُن کو دیا۔ حضرت طفیل کہتے ہیں: میرا تو یہی مقصد تھا جو پورا ہوا، اُس نے کرسی کو پالش کیا اور اس کی خدمت میں پیش کر دی، اب آٹھ بندے اِدھر سے اور آٹھ بندے اُدھر سے ایک تخت اُٹھاتے اور اُس کے اُوپر اُس کرسی کو رکھا جاتا اور وہ لشکر کے آگے آگے چلتا۔ اللہ کی شان اُس لشکر کو فتح ملتی۔

فرشتے کبوتروں کی شکل میں

ایک اور عجیب آزمائش آگئی، جہاں وہ چلتا فتح ملتی، اُس نے ایک دو کبوتروں کو تیار کیا ہوا تھا، کبوتروں کو سکھایا ہوا تھا۔ پس جہاں لشکر چلتا تو وہ کہتا: آج تمہارے پاس کبوتروں کی شکل میں فرشتوں کی فوج آئے گی، وہی ہوتا، عین میدانِ جنگ میں اَچانک سے کبوتروں کو چھوڑا جاتا، اُن کے ذہنوں میں پہلے ہی سے یہ بات ہوتی تو کبوتروں کو دیکھ کر

اُن کا اور یقین بڑھ جاتا کہ فرشتے آ گئے۔ یہ ایک نفسیاتی حربہ تھا جس کی وجہ سے وہ فتح کے نزدیک ہو گئے اور اِس طرح سے اُن کو فتوحات ملنا شروع ہوئیں اور اُس کا دائرۂ کار بڑھنا شروع ہوا۔ یہ ایک بہت بڑے فتنے کی ابھی ابتدا ہوئی تھی۔ اُس موقع پر حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما نے آکر اُس کو قتل کیا تھا۔ نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کی یہ چین چلی، مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ، سجاح نامی عورت، مختار ثقفی، اسحاق اخرس، بیان بن سمعان یہ آتے رہے اور اُمت مقابلہ کرتی رہی۔

مدعی نبوت نور محمد اٹکی

آج سے تقریباً ساڑھے چار سو سال پہلے ایک شخص نے سن ۹۷۷ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ آج سے تقریباً ساڑھے چار سو سال پہلے مہدیت کا دعویٰ کیا پھر نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہاں پر ایک بہت بڑا سردار اُس کی باتوں میں آ گیا، اُس کا نام مُراد تھا۔ اُس مُراد نے اُس کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ لیا۔ اُس کا کلمہ (نَعُوْذُ بِاللہ) لا الہ اللہ نور محمد اٹکی رسول اللہ۔ یہ اٹک کا نہیں تھا۔ اِس کے نام میں اٹک کہاں سے آیا؟ اُس کی تفصیل نہیں ہے۔ اِس نور اٹکی نے وہاں ایک جگہ کا نام کوہ مُراد رکھ لیا، اُس کا یہ طواف کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ بیت اللہ جانے کی ضرورت نہیں، ہمارا حج یہاں پر ہوتا ہے، ہر سال ستائیس رمضان کو یہ تربت بلوچستان میں جمع ہوتے تھے۔ وہاں پر اُس نے ایک جگہ پر لاٹھی ماری اور اُس نے کہا: دیکھنا! یہاں سے چشمہ نکلے گا۔ جب لاٹھی کو زمین پر مارا تو وہاں سے ایک چشمہ نکل پڑا۔ یہ اُس کا ایک اور شعبدہ تھا اُس کا نام اُس نے زم زم رکھ دیا۔

بڑوں سے پوچھ کر کتاب پڑھا کریں

اُس نے ایک کتاب لکھی، معراج نامہ اُس کتاب کا نام تھا۔ قرآن مجید کے بارے مس اُس نے کہا کہ: یہ منسوخ ہو گیا۔ یہ ذکری فتنے کی اِبتدا ہو رہی تھی اور آج تک یہ فتنہ موجود ہے۔ اِس فتنے کا ایک رسالہ نفحات کے نام سے نکلتا ہے۔ پڑھنے والا محسوس نہیں کر سکتا کہ یہ مسلمان نے لکھا ہے یا کسی ذکری نے لکھا ہے؟ کوئی کتاب، کوئی رسالہ، کوئی

لٹریچر پڑھنے سے پہلے اپنے بڑوں سے پوچھ لیں کہ یہ دُرست بھی ہے؟ اُس کے نظریات صحیح بھی ہیں؟ رحیم یار خان سے میرے پاس ایک نوجوان آیا ڈھائی سال سے وہ M ٹی وی دیکھتا رہا اور جب میرے پاس اُس کے والدین اُس کو لے کر آئے تو نوے (۹۰) فیصد وہی اِشکالات کر رہا تھا جو قادیانی کرتے ہیں۔ وہ اِس طرح کی پگڑی باندھ کر درود شریف کی کثرت کرتے ہوئے اپنے جھوٹے مذہب کی دعوت دے رہے ہوتے ہیں۔ اگر دیکھنے والا اللہ والوں اور علماء سے تعلق نہیں رکھتا تو اُس کو بھٹکنے میں دیر نہیں لگتی۔ میں نے عیسائیوں کا ایک لٹریچر دیکھا، وہ میرے پاس اب بھی ہے۔ اُس کا لیبل آپ دیکھیں گے تو آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ یہ عیسائیوں کا لٹریچر ہے یا مسلمانوں کی نماز حنفی کی طرح کی کوئی کتاب ہے؟ اور اُس لٹریچر کو مسلمانوں کے اندر تقسیم کیا جا رہا ہے۔

مدعی نبوت محمد علی باب بہائی

ایک اور مدعی نبوت جس نے نبوت کا دعویٰ کیا، جس کے ماننے والے بڑی تعداد میں موجود رہے، محمد علی باب اِس کا نام تھا۔ تقریباً ڈھائی سو سال پہلے اِس فتنے کی اِبتدا ہوئی۔ اُس وقت رُوس کا ایران پر تسلط تھا۔ جس طرح انگریزوں نے قادیانیوں کو اپنے مقاصد کے لیے پیدا کیا تھا تو روس نے اپنے مقاصد کے لیے ایران میں ایک جھوٹے نبوت کے دعوے دار کو کھڑا کیا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں مہدی ہوں، میرا بالواسطہ امام غائب کے ساتھ رابطہ ہو چکا ہے۔ جو اِہلِ تشیع کا عقیدہ ہے کہ: بارھواں امام غائب ہے۔ امام مہدی سے میرا رابطہ ہو چکا ہے۔ اُس کے اِرد گرد لوگ اکٹھے ہونا شروع ہو گئے۔ یہ ۱۸۱۷ء کی بات ہے اور سن ۱۸۵۰ء میں کسی نے اُس کو گولی ماردی۔ پھر اُس کا جانشین بہاء اللہ ایرانی کے نام سے سامنے آیا، اُس کے نام پر پھر یہ فتنہ آگے بڑھا۔ اُس نے پہلے ایران میں اپنا سکہ جمایا لیکن وہاں خمینی کا انقلاب آیا تو اُن کو وہاں سے نکالا گیا۔ یہ ترکی گئے تو وہاں سنیوں کی حکومت تھی، وہاں سے نکالا گیا۔ یہ عراق پہنچے پھر یہ عراق سے بھی نکالے گئے۔ یہ فلسطین پہنچے فلسطین میں عقہ کے نام سے اُن کا مرکز بنا ہوا ہے اور وہاں ساری تبلیغی

سرگرمیاں اُن کی چل رہی ہیں۔ آج بہائیت کا مرکز اسرائیل میں عقہ کے نام سے ہے۔

فلسطین کا صدر

فلسطین کا صدر محمود عباس بہائی ہے۔ بہاء اللہ ایرانی کو ماننے والا ہے۔ اُس کی اپنی ایک کتاب ہے، اُس نے قرآنِ کریم کو منسوخ قرار دیا ہے، اُس نے نمازوں کو بھی منسوخ قرار دیا ہے، رُوزوں کو بھی منسوخ قرار دیا ہے۔ الواح مقدسہ اُس کی کتاب کا نام ہے۔ یہ فتنہ کراچی میں بھی موجود ہے۔

مدعی نبوت لوئس فرحان

موجودہ دَور کا ایک اور فتنہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ نیشن آف اسلام کے نام سے آج امریکہ کے اندر بہت زیادہ کام کر رہا ہے۔ سن ۱۹۹۰ء میں شیخ حذیفی (جو کہ حرمین شریفین کے امام ہیں) اُن کے سالانہ جلسہ کے اَندر پہنچ گئے تھے۔ لوئیس فرحان اُس کا سربراہ تھا، وہ اپنے باپ کی نبوت کو چلا رہا تھا۔ اُس کا باپ ایلیج محمد تھا۔ اُس کا اصل نام الیاس محمد تھا۔ انگریزی میں لفظ کو بگاڑ دیا گیا۔ اُس کا جو بڑا تھا اُس کا نام فرد محمد تھا۔ جب اٹھارویں صدی عیسوی میں کالوں کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے اندر لایا گیا تو اُس نے کہا: جناب! میں کالوں کی اِصلاح کے لیے آیا ہوں، میں کالے رنگ والے کا نبی ہوں۔ اُس نے ایک نعرہ لگایا اور کالوں کو اپنے اردگرد اکٹھا کیا۔ جماعت کا نام نیشن آف اِسلام رکھا۔ کچھ عرصہ بعد یہ سامنے سے ہٹ گیا پھر ایلیج محمد نے اِس کو چمکایا۔ سن ۱۹۳۴ء سے لے کر ۱۹۷۰ء تک اُس کی جھوٹی نبوت کا سکہ چلا ہے، اِس شخص نے باقاعدہ حکمرانی کی ہے اور اِسی دَوران معروف باکسر محمد علی نے اس کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا۔ اُس نے اُس کے ہاتھوں کلمہ پڑھا ہے۔ اُس کو تو پتہ ہی نہیں کہ میں زندیقیت کے اندر جا رہا ہوں۔ اُس کا ایک ماننے والا تھا مالک ایکس اُس کا نام تھا۔ وہ شخص حج کے لیے بیت اللہ گیا اُس نے وہاں دیکھا کہ کالے اور گورے اکٹھے طواف کر رہے ہیں وہ سمجھ گیا کہ ہمارے ساتھ دھوکہ کیا جا رہا ہے۔ اُن کے مذہب میں یہ بات ہے کہ ہر سفید چیز حرام ہے، کالوں کا نعرہ لگایا تو ہر سفید چیز حرام، مچھلی حرام، انڈا حرام، سفید کپڑے

حرام، یہ اُن کے اندر تعصب پیدا کیا گیا۔ جب اُس نے دیکھا کہ کالے اور گورے اکھٹے طواف کر رہے ہیں یہ تو ہمارے ساتھ بہت بڑا دھوکہ ہے۔ مالک ایکس سچا مسلمان ہو کر واپس آیا۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے اندر اُس کا دفتر تھا اور یہ بتاتا تھا کہ یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ جو لوئیس فرحان جو اِس وقت اِن کا سربراہ ہے، یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اِن کا اِسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اصل اِسلام وہی جو آج بھی مدینہ کے اندر چمک رہا ہے۔ اُس کو پھر گولی مار کر شہید کر دیا تھا۔ سن ۱۹۹۰ء میں جب شیخ حذیفی اُن کے سالانہ جلسہ میں گئے، لاعلمی تھی تو پھر پاکستان کے علماء نے رابطہ عالم اِسلامی کے ذریعے رابطہ کیا کہ یہ کہاں چلے گئے؟ یہ تو پوری دُنیا کے اندر سند بنا دیں گے کہ شیخ حذیفی ہمارے جلسے میں آئے تھے، پھر سعودیہ عرب کی طرف سے اُن کے کفر کا بتایا گیا کہ اُن کا اِسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

زید زمان حامد

اُنہی میں سے ایک اور بھی آج کے دَور میں یوسف کذاب کے نام سے اُٹھا تھا اور بَروقت اُس کا سر کچلا گیا۔ جس کا ماننے والا چیلا زید زمان عرف زید حامد کے نام سے آج کل خرافات بک رہا ہے۔ یہ وقتی فتنہ تھا، دب گیا۔ اِس دَور میں جس فتنے نے سب سے زیادہ سَر اُٹھایا ہے وہ قادیانیت کا فتنہ ہے اور اُمت نے اِس فتنے کا مقابلہ کیا ہے اور اِنْ شَآءَ اللہ مَرتے دم تک کرتے رہیں گے۔

قادیانیت کی ابتدا

یہ سیالکوٹ کی عدالت میں منشی تھا اور انگریزوں کو ایک بندے کی ضرورت تھی کہ یہاں سے جہاد کو کس طرح ختم کیا جائے؟ ایک جگہ ہم نمٹتے نہیں، دوسری جگہ جہاد شروع ہو جاتا ہے۔ انگریز اپنی حکومت کی مضبوطی چاہتا تھا، اُس نے ہمارا لٹریچر پڑھا کہ مسلمانوں کے لٹریچر سے کوئی ایسی بات ڈھونڈو جس سے ہمارا مقصد حل ہو سکے۔ ایک سال کی مسلسل محنت کے بعد انگریزوں کا جو کمیشن واپس گیا اُنہوں نے اِس کا یہ رزلٹ دیا کہ مسلمانوں کے لٹریچر میں یہ بات موجود ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ پوری دنیا پر اِسلام

پھیلائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ایک ایسا وقت آئے گا کہ پوری دنیا میں مسلمان ہوں گے، کوئی ایک بھی کافر پوری دُنیا میں نہیں ہوگا۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ **یَضَعُ الْحَرْبَ**۔ پھر ہتھیار رکھ دیئے جائیں گے۔ جب کوئی کافر ہی نہیں رہا تو کس سے جنگ لڑیں، اِس لیے ہتھیار رکھ دیئے جائیں گے۔

بس! یہی جملہ اُنہوں نے پکڑا اور مرزا قادیانی کی کھوپڑی میں داخل کیا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو ہتھیار رکھ دیے جائیں گے۔ درمیان کا سارا قصہ اڑا دیا۔ مرزا آیا، بندہ ڈھونڈا گیا کہ ہمارے مطلب کا خاندانی بندہ کون سا ہوسکتا ہے؟ جو انگریز کا ٹاؤٹ ہو۔ اُس نے خود کہا: میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ انگریزوں نے کھڑا کیا ہے، ملکہ برطانیہ کے سامنے اُس نے کئی دفعہ سجدہ کیا۔ یہ مرزا قادیانی وہاں عدالت کے اندر جو منشی گیری کرتا تھا اُس کو چھوڑا ۱۸۸۰ء میں اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے مناظرِ اسلام ظاہر کیا۔ نبوت کا دعویٰ کیا، مہدویت کا دعویٰ کیا، پھر عیسیٰ (علیہ السلام) ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی اِعلان کیا کہ اب جنگ وجدال ختم ہے کیوں کہ مسیح آگیا ہے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ **یَضَعُ الْحَرْبَ**۔ اب جنگ نہیں ہوگی۔ اب انگریز کے ساتھ لڑنے والا حرام کا مرتکب ہے کیوں کہ مسیح آگیا ہے۔

یہاں سے اُنہوں نے اِس قادیانی کو اِس طرح تیار کیا۔ ۱۹۰۱ء میں اُس نے مستقل نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں یہ شخص مَر گیا۔ اِس کے ماننے والوں کو قادیانی بھی کہتے ہیں اور مرزائی بھی کہتے ہیں۔ اُن کو بعض لوگ غلطی سے اَحمدی کہتے ہیں، اُن کو اَحمدی کہنا جائز نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بھی ہے اور اَحمد بھی ہے۔ ہم محمدی بھی ہیں اور اَحمدی بھی ہیں۔ اُن کو اَحمدی مت کہا کرو۔ جب سے یہ فتنہ کھڑا ہوا، اُمت اُس کے تعاقب میں ہے۔ یہ جو مرزا نورالدین تھا، جو پہلا اُس کا مرید تھا وہ مَرا، اُس کے بعد مرزا بشیرالدین بنا، اُس بشیر نے قادیان میں اپنا تسلط جب مضبوط کرنا شروع کیا تو سب سے پہلے جو جماعت میدان کے اندر آئی وہ مجلس اَحرارِ اسلام تھی۔

پہلا مبلغ ختم نبوت

بڑے بڑے اَکابر اُس جماعت سے وابستہ تھے۔ قادیان گورداس پور کا علاقہ ہے، سیالکوٹ جو پاکستان کا شہر ہے، اُس کی سرحد کے دوسری طرف گورداس پور ہے، اُس گورداس پور میں ایک چھوٹا سا علاقہ ہے قادیان۔ مرزا بشیر الدین وہاں کا رہنے والا تھا، یہ پورا قادیان اُن قادیانیوں کے حوالے کر دیا تھا۔ یہاں پر مسلمان آسانی سے نہیں جا سکتا تھا، مجلس اَحرار اِسلام نے مسلمانوں کے تحفظ کے لیے سب سے پہلے وہاں پر جس مبلغ کو بھیجا وہ سیّد عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور باقاعدہ ایک فہرست بنی تھی کہ اگر یہ شہید ہو گئے تو اِن کے بعد یہ جائیں گے، اگر وہ شہید ہو گئے تو اُن کے بعد یہ جائیں گے۔ اِن جاں نثاروں کی ایک پوری فہرست تھی۔ وہاں پر ۱۹۳۵ء میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں ہوئی تھی، لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو جمع کیا گیا تھا۔ اِس سے پہلے وہ واقعہ ہو چکا تھا جو حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے آج تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا؟

۱۹۲۷ء یا ۱۹۲۸ء کی بات ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے صادق آباد، رحیم یار خان، احمد پور، لیاقت پور، خان پور یہ ساری ریاستیں بہاولپور کہلاتی تھیں۔ حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علماء اِسلام کے تاحیات اَمیر رہے اُن کے ایک اُستاذ مولانا الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اُن کی بیٹی تھی جس کا نام عائشہ تھا، اُس کا نکاح عبد الرزاق نامی نوجوان سے ہوا، وہ عبد الرزاق پہلے مسلمان تھا پھر قادیانیوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے قادیانی ہو گیا۔ اُس کے قادیانی ہونے پر عائشہ کے والد مولانا الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ نے عدالت میں مقدمہ دائر کیا کہ یہ کافر ہے میری بچی مسلمان ہے، نکاح کو ختم کیا جائے۔

مقدمہ بہاولپور کی عدالت میں گیا۔ یہ ۱۹۲۷ء کی باتیں ہے۔ جو قادیانیوں کی طرف سے گفتگو کرنے آیا اُس کا نام جلال الدین شمس قادیانی تھا اور مسلمانوں کی طرف

سے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ یہ جو مدارس کے طلباء ہیں ''نقش دوام'' کتاب کا مطالعہ کریں، بڑی اہم کتاب ہے۔ اگر کسی کے سینے میں اَحادیث کا ذخیرہ موجود تھا تو اُس کا نام علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ یہاں سے خط لکھا گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خط پہنچا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے اور سفرِ حج کے لیے تیار بیٹھے تھے، خط کھولا تو لکھا تھا: ختم نبوت کا مسئلہ ہے۔ اگر آج عدالت میں قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا گیا تو ہمیشہ کے لیے برصغیر میں اِس فتنہ کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ کچھ دیر کے لیے سر جھکا کر ساتھیوں سے فرمایا: میرا سامان کھول دو، میں نہیں جاسکتا۔ قافلے والوں نے کہا: سب تیار ہے، صرف سامان اُٹھانا ہے اور چلنا ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا عجیب جواب اِرشاد فرمایا۔ کاش! وہ جواب میرے اور آپ کے دل و دماغ میں نقش ہو جائے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: اِس حالت میں اگر انور شاہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلا گیا تو گنبدِ خضراء میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا؟ وہاں میری عزت پر حملہ ہو رہا ہے اور تو حج کر رہا ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے سیدھے بہاولپور تشریف لائے۔

قادیانی حواس باختہ

جامعہ الصادق میں جلسہ ہوا، اسٹیج سیکریٹری نے کچھ القابات کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر ہم سے ختم نبوت کا تحفظ نہیں ہوسکتا تو گلی محلہ کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے جو اپنے مالک کا کھا کر اُس سے وفا تو کرتا ہے۔ وہ ایک طویل داستان ہے جو تین جلدوں میں چھپی۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ عدالت میں گفتگو کر رہے ہیں اور جلال الدین قادیانی سامنے تھا۔ ایک عجیب واقعہ پیش آیا، حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اُس قادیانی وکیل سے فرمایا: تو ایک جھوٹے کو سچا نبی ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اگر تو چاہے تو عدالت کے کٹہرے میں کھڑے مرزا قادیانی کو جہنم میں جلتا ہوا دکھا سکتا ہوں؟ وہ حواس باختہ ہو گیا۔ عدالتی کارروائی پوری ہوئی تو تمام علماء کرام حضرت

انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے اِرد گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر وہ وکیل کہتا کہ: دکھاؤ! تو آپ کیا کرتے؟

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت خوبصورت تھے، چہرہ لال ہو گیا۔ فرمانے لگے: تم کیا سمجھتے ہو؟ عدالت میں انور شاہ کشمیری بات کر رہا تھا؟ خدا کی قسم! انور شاہ نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا وکیل بات کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات متوجہ تھیں۔ اُس کے کہنے کی دیر تھی، میرا رب دکھانے میں دیر نہ کرتا۔ حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ۶ ماہ بے چین رہے، آرام نہیں فرما سکے۔

فرماتے تھے کہ: قادیانیت کا فتنہ امت کو نقصان دے رہا ہے۔ پھر اُنہوں نے ۵۰۰ علماء کے اِجتماع میں امیر شریعت سیّد عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مجلس اَحرار اِسلام کے نام سے ہندوستان میں کام ہوتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۹ء میں عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔ پہلے نام مجلس تحفظِ ختم نبوت تھا جب جماعت کا کام پوری دُنیا میں پھیلا تو پھر نام عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت رکھا گیا۔ جس دن سے یہ جماعت قائم ہوئی اُس دن سے آج تک تسلسل کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ میں اپنا حصہ ڈال رہی ہے۔

زندہ اِسلام کانفرنس (نَعُوْذُ بِاللّٰہ)

۱۹۵۳ء کی کچھ بات آپ کو سنا دوں۔ اُس زمانے میں کراچی دارالخلافہ ہوا کرتا تھا۔ اس ملک کا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی کو بنایا گیا، اُس نے اپنی وزارت کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایک کانفرنس نشتر پارک میں رکھی جس کا نام رکھا: زندہ اِسلام۔ کیا مطلب؟ نَعُوْذُ بِاللّٰہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اِسلام لائے وہ مُردہ ہے اور مرزا والا اِسلام زندہ ہے۔ کئی ممالک کے سفیروں کو اِکٹھا کیا گیا، ہماری جماعت کے علمائے کرام اکٹھے ہوئے، حضرت قاضی اِحسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی سربراہی میں وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کی۔ اُس سے کہا گیا کہ اِس کو رُوکو۔ لیکن وہ نہ مانا۔ کراچی میں عالمی مجلس کا دفتر ریڈیو پاکستان کے قریب تھا، بعد میں نمائش چورنگی منتقل ہوا تو اُس وقت یہاں کے جو ذمہ

دار تھے وہ مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔کون تھے؟مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ۔ ۷ زبانوں پر عبور حاصل کرنے والا یہ شخص پہلے قادیانیوں کا مُربی تھا اللہ نے ہدایت دی پھر جماعت کے اَمیر بنے۔ یہ حضرات اکٹھے ہوئے جیسے آج ہم اکٹھے ہیں،سوچ بچار کی کہ ہمارے ہوتے ہوئے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دِین کو مُردہ اِسلام اور مرزا ملعون کے دِین کو زندہ اِسلام کہا جارہا ہے۔ مشورہ میں طے ہوا کہ حضرت مولانا لال حسین اختر (رحمۃ اللہ علیہ) بالکل اسٹیج کے سامنے جا کر بیٹھ گئے،اسٹیج پر سفراء ممالک بیٹھے تھے۔ظفر اللہ قادیانی کی جیسے ہی گفتگو شروع ہوئی اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہونے لگی تو حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ پلان کے تحت کھڑے ہوئے اور قادیانی کو للکار کر فرمایا: اگر ایک جملہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اِستعمال کیا تو تیری زبان نکال دیں گے۔ اِدھر اسٹیج سے کچھ لوگوں نے مولانا کو بُرا بھلا کہا۔بس! اِتنا کہنے کی دیر تھی کہ جیالے پہلے ہی سے تیار تھے، اسٹیج پر چڑھے تو لکھنے والوں نے لکھا کہ اُن سفیروں کو نہیں معلوم تھا کہ کدھر بھاگنا ہے؟ وہ جلسہ ناکام ہوا، کانفرنس ناکام ہوئی۔ اُس دن سے آج تک اِس جماعت کی برکت سے قادیانیوں نے کانفرنس نہیں کی۔ پھر ہمارے حضرات کی گرفتاریاں ہوئیں،تحریک چلی۔مسلمانوں کے مطالبے تھے: وزیر خارجہ کو ہٹاؤ، ربوہ کو کھلا شہر قرار دو، قادیانیوں کو غیر مسلم اَقلیت قرار دو۔ ہزاروں مسلمان شہید ہوئے، لاکھوں گرفتار ہوئے، ٹرکوں میں بھر بھر کر خدامِ ختم نبوت کو جنگلوں میں چھوڑا جاتا تا کہ تھکے ہارے آئیں گے پھر کیا کریں گے؟

۱۰۰ روپے کا تعویذ بازو پر باندھتے

رحیم یار خان میں ایک مدرسہ شمس العلوم ہے جو کہ دار العلوم دیوبند سے قدیم ہے۔وہاں سے ور کر بھیجے جاتے ، وہاں کے ایک بڑے عالم ہیں مولانا شریف اللہ صاحب، انہوں نے خود سنایا کہ پولیس جیبوں سے نقدی نکال لیتی۔اُن نوجوانوں نے ۱۰۰ کے نوٹ کے تعویز بنانا شروع کیے،تعویز بنا کر بازو پر باندھ لیتے ، جب پولیس جنگل میں چھوڑ کر آتی پھر یہ حضرات کھانا کھانے اور دیگر ضرویات کے لیے وہ رقم تعویزوں سے نکال کر اِستعمال کرتے اِس طرح جیالوں نے تحریک کو زندہ رکھا۔ایک واقعہ سُنا کر بات ختم کرتا ہوں۔

ننھا مجاہد ختم نبوت

حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ، اَمیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ، کس کس کا نام لوں؟

وہ لوگ جنہوں نے خون دے کر پھولوں کو رنگت بخشی ہے
دُو چار سے دُنیا واقف ہے گمنام نا جانے کتنے ہیں

یہ حضرات جیل میں تھے، جیل کا ایک افسر بہت ادب و اِحترام سے اِن کو ملتا۔ یہ حضرات حیران ہوتے۔ خیر تو ہے! اُس افسر نے ایک واقعہ سنایا، خود بھی رویا اور اُن کو بھی رُلایا۔

وہ افسر کہنے لگا: تحریکِ ختم نبوت 1974ء میں واہ کینٹ میں ایک جلوس نکلا، پولیس نے جلوس کے کئی شرکاء کو گرفتار کرلیا، اِن میں ایک سات سالہ بچہ بھی تھا، مقامی ڈی ایس پی نے اِس بچہ کو مرغا بنا کر پوچھا کہ:

''بتاؤ! تمہیں کتنے جوتے ماروں؟'' بچے نے بڑی ایمانی جرأت اور معصومیت سے جواب دیا کہ: ''اتنے جوتے مارنا جتنے جوتے تم قیامت کے دن کھا سکتے ہو!''

اتنا سننا تھا کہ ڈی ایس پی مارے خوف کے پسینہ پسینہ ہوگیا اور اس بچے کو سینے سے لگایا، پیار کیا، گھر لے گیا، کھانا کھلایا، رقم دی، پاؤں پکڑ کر معافی مانگی اور فوراً گھر چھوڑنے گیا۔

اللہ ہم سب کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کے لیے قبول فرمائے۔ میرے بھائیو! اِس فتنہ کے دَور میں آپ سے کوئی لالچ نہیں، کوئی ووٹ نہیں، صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں جمع ہیں، یقین کی حد تک اُمید ہے کہ کل قیامت کے دن یوں ہی ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے تلے اِنْ شَآءَ اللہ جمع ہوں گے۔ ختم نبوت کا نعرہ لگاتے ہوئے اِنْ شَآءَ اللہ پل صراط سے گزریں گے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

”حفاظت ایمان کی مجالس“

حضرت مولانا نجم اللہ عباسی دامت برکاتہم
امام وخطیب جامع مسجد الحمرا کراچی

شایان لان، بلوچ کالونی کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف ۱۵۸)

میرے واجب الاحترام حضرات علماء کرام مشائخ عظام اور میرے مسلمان بھائیو!

پُرکشش دُنیا نے آخرت سے غافل کر دیا

آج کی اِس دُنیا میں اِنسانوں کی دوڑ دُنیا کے لیے ہے اور دُنیا کی چیزوں کے لیے ہے۔ اِس لیے کہ جب اِنسان دُنیا کی خوبصورتیاں دیکھتا ہے اور دُنیا کی رنگینیاں دیکھتا ہے تو اُس کا بھی دل چاہتا ہے کہ چلو بھئی! میرے پاس بھی کچھ ایسی چیزیں ہونی چاہئیں۔ اُس کی سواری بہت اچھی ہے! اُس کی رہائش گاہ بڑی خوبصورت ہے! اُس کا دفتر بڑا زبردست ہے! تو اِنسان اِس دُوڑ میں لگ جاتا ہے اور اِس طرح اپنی زندگی اِس میں کھپاتا چلا جاتا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یہ جو دُنیا کی محبت ہے اور یہ جو دُنیا کی پُرکشش چیزیں ہیں یہ اِنسان کو آخرت سے غافل کرنے میں بہت زبردست اَثر ڈالتی ہیں۔ اِس لیے کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ اُس کے پاس بڑی اچھی سواری ہے تو میں بھی محنت شروع کر دیتا ہوں۔ اُس سواری کو حاصل کرنے کے لیے مجھے پیسے چاہئیں، وہاں پہنچتا ہوں تو پھر یہ دُنیا میرے سامنے ایک اور نقشہ لاتی ہے کہ: بھئی! اُوہو! آپ کے گھر میں تو فلاں چیز نہیں ہے۔ چلو! اُس کی دوڑ شروع۔ تو آج کی دُنیا میں اِنسان کو آخرت سے غافل کرنے کے لیے اِتنے اَسباب بنا دیے گئے اور انسانوں کو Cyco (نفسیاتی) بنانے کی پوری کوشش ہو رہی ہے۔

یعنی بھئی! مذہب وذہب کی باتیں نہ کرو اور پھر اِس کا اَنجام کار یہ ہوتا ہے کہ ابتداً

تو اِنسان نیک لوگوں کی بات قبول نہیں کرتا، پھر علماء کی بات قبول نہیں کرتا، پھر یہ اِس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ اَحادیث کے متعلق بھی کہنے لگتا ہے کہ اَحادیث بھی کچھ نہیں ہیں، پھر اللہ کی بات کا بھی اِنکار کر دیتا ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

دُنیا کیسی لگی؟

اِس دَور کے اندر کسی کے اِیمان کی فکر کرنا، کسی عقیدے کی فکر کرنا، آخرت کی فکر کرنا یہ اللہ کے صالحین بندوں کا شعار رہا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کا شعار ہے کہ وہ اُس پُرفتن دُنیا میں جہاں ہر اِنسان دُنیا کی طرف بھاگ رہا ہے، دُنیا کی چیزوں کی طرف بھاگ رہا ہے اور ایک آدمی کہتا ہے کہ آؤ! اللہ کی بات سنو۔ آؤ! اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیم سے رُوشناس ہو جاؤ۔ آؤ! اپنے عقیدے کو دُرست کرلو۔ آؤ! اپنے اندر فکرِ آخرت پیدا کرلو۔ یہ دُنیا بڑی مختصر ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ہزار سال سے اُوپر کی عمر پائی ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ دُنیا کیسی لگی؟ ہزار سال گزارے ہیں بلکہ ہزار سال سے بھی زیادہ گزارے ہیں کیوں کہ ساڑھے نو سو سال تو اُنہوں نے دِین کی دعوت و تبلیغ میں صَرف کیے ہیں۔ ہزار سال سے اُوپر کا عرصہ گزارنے والا وہ اللہ کا عظیم پیغمبر، اُن سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ دُنیا کیسی لگی؟ کہا: ایسا لگا جیسے ایک گھر کے دو دروازے ہوں، ایک دروازے سے بندہ داخل ہو اور دوسرے سے باہر ہو جائے۔

سوال سن کر حیران ہو گیا

ہماری تو پھر بہت ہی مختصر عمریں ہیں۔ ۶۰ سال، ۷۰ سال، ۸۰ سال، ۱۰۰ سال کے اندر اندر ہیں بس! پھر ختم۔ تو اِس دُنیا کی طرف محنت کرنے والے اِن فتنوں کے دَور میں ایک طبقہ مسلمانوں کے عقیدہ کی فکر کرتا ہے، مسلمانوں کو اِن فتنوں سے بچانے کی فکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُن کی محنتوں کو اور اُن کی کاوشوں کو اللہ رب العالمین قبول فرمائے۔ (آمین) عقیدۂ ختم نبوت پر آپ علماء کے بیانات سنتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بھئی! یہ تو سب کو معلوم ہے! کیا بار بار اِس کا ذکر کیا جائے؟ میں ایک مسجد میں گیا، بیان

تھا۔ جیسے ہی میں مسجد کے گیٹ سے اندر داخل ہوا تو وہاں ہمارے پرانے دوست تھے، فوت ہو گئے، اُن کا ایک بیٹا تھا، وہ مجھ سے ملا۔ اُوہو مولوی صاحب! مفتی صاحب! کیا حال ہیں؟ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جی ٹھیک ہوں! ایک بڑا اہم مسئلہ پوچھنا ہے؟ ہم دوست بیٹھے ہوئے تھے تو بات یہ چلی کہ حضورِ اکرم ﷺ سب کے نبی ہیں۔ تو جو ہمارے دوست کا بیٹا تھا وہ کہنے لگا: میں نے اُن سے کہا کہ نہیں بھائی! حضورِ اکرم ﷺ سب کے نبی تھوڑی ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ تو مسلمانوں کے نبی ہیں۔ یہ جو یہودی ہیں اُن کے نبی تو موسیٰ علیہ السلام ہیں، جو عیسائی ہیں اُن کے نبی عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور جو دُنیا میں اِتنی قومیں ہیں اُن کے نبی نہیں ہیں۔ بھائی! تم غلط کہہ رہے ہو حضورِ اکرم ﷺ تو صرف مسلمانوں کے نبی ہیں۔ میں تو اُس کے سوال پر ہی حیران تھا نہ کہ یہ اِس نے کیا بات کر دی؟ ایک مسلمان ہے اور ایسا مسلمان جو نمازی ہے، جس کا باپ پکا نمازی تھا، جو مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ نماز نہیں پڑھتے اور روزہ نہیں رکھتے۔ کوئی تعلق ہی نہیں ہے؟

یہ اُس مسلمان کی بات ہو رہی ہے جو نمازیں پڑھتا ہے، جو روزے رکھتا ہے، جو مسجد سے تعلق رکھتا ہے، جو علماء سے تعلق رکھتا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ تو صرف مسلمانوں کے نبی ہیں۔ یہودی عیسائی جو ہیں اُن کے نبی تھوڑی ہیں۔ میں نے کہا: بھئی! حضورِ اکرم ﷺ تو سب کے نبی ہیں اور یہ جو آیات میں نے پڑھی ہے اُس دن میرے دماغ میں آئی اِس لیے آج پڑھی۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف ۱۵۸) اور پھر اُسی وقت قرآن کریم منگوا کر میں نے اُن کو دکھایا آیت نمبر ۱۵۸، سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف، پارہ نمبر ۹ ہے۔ اللہ اِس میں کیا فرماتے ہیں: قُلْ اے نبی (ﷺ)! آپ فرما دیجئے! آپ اِعلان کر دیجئے: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ۔ اللہ تعالیٰ نے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نہیں فرمایا۔ قرآن کریم میں اللہ کے دو طرح کے خطاب ہیں: ❶ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ذریعے جیسا کہ قرآن مجید میں اِرشاد ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا o (سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب ۴۱) (اے مسلمانو! اللہ کا ذکر کیا کرو۔) اور دوسرا خطاب ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ کے ذریعے جیسا

کہ قرآن مجید میں اِرشاد ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ البَقَرَۃ،۲۱) (اے لوگو! عبادت کرو رب کی۔) جب اللہ تعالیٰ نَاس کا لفظ اِرشاد فرماتے ہیں تو اِس سے مُراد ہر اِنسان ہوتا ہے، ہر فَرد بشر ہوتا ہے چاہے وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، وہ اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کو اور نبوت کو تسلیم کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا خطاب سب سے ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ (اے لوگو! اے انسانو! اے مَردو! اے عورتو!) تو میں نے اُس سے کہا کہ: یہاں تو اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمام انسانوں سے کہہ دیں: اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الاَعْرَاف،۱۵۸) میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، جَمِیْعًا جتنی بھی مخلوق ہے، جتنے بھی رُوئے زمین پر اِنسان ہیں، جتنی بھی رُوئے زمین پر مخلوقات ہیں، جنات ہیں، اُن تمام کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو رَبُّ الْعَالَمِیْن فرمایا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اِرشاد ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سُوْرَۃُ الفَاتِحَۃ ۱) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کیوں کہ وہ رَبُّ الْعَالَمِیْن ہیں۔ ہم سب کو وُجود دینے والے ہیں، ہم سب کو زندگی دینے والے ہیں، ہم سب کو رُوزی دینے والے ہیں، ہماری موت وحیات کے مالک ہیں، ساری چیزوں کے مالک اللہ رَبُّ الْعَالَمِیْن ہیں۔ تو اِسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ فرمایا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اِرشاد ہے: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (سُوْرَۃُ الاَنْبِیَاء،۱۰۰) اللہ رَبُّ الْعَالَمِیْن ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہیں۔ جہانوں کو پالنے والی ذات اللہ کی ہے لیکن جہانوں کو اگر اللہ کی رحمت چاہیے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِتباع میں ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسلمانوں کے بھی نبی ہیں اور وہ لوگ جو اِس دنیا میں آباد ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نبی نہیں مانتے وہ اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں یا عیسائی کہتے ہیں یا ہندو کہتے ہیں یا سکھ کہتے ہیں یا کسی بھی نام سے اِس دنیا میں آباد ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن سب کی طرف سچے اور بَرحق اللہ کے رسول ہیں۔ تو اُس مسلمان نوجوان کا سوال جو تھا اُس نے مجھے حیران کر دیا اور وہاں میرے ذہن میں یہ بات آئی۔

اللہ جزائے خیر دے عالمی مجلس کے اَحباب کو

یہ جو حضرات مختلف مجالس قائم کرتے ہیں، مختلف حضرات کو بلاتے ہیں اور مسلمانوں کو اِس میں مدعو کرتے ہیں اِس کی بڑی سخت ضرورت ہے، ورنہ ہمارے اپنے نوجوان پکے نمازی ہوتے ہیں لیکن بس! وہ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو میرے رسول ہیں، یہودی نہیں مانتا کوئی بات نہیں۔ اُس کے رسول ہی نہیں ہیں۔ یہ کتنا خطرناک فتنہ ہے؟ اور آج فتنوں کی بھرمار ہے، ہر طرف سے فتنے پھیلائے جا رہے ہیں، اپنے دِین اور اپنے اِیمان کو بچانا اِنسان کے لیے بڑا مشکل ہو گیا ہے۔ لیکن اللہ جزائے خیر دے ہمارے اَکابر کو، ہمارے علماء کو، ہمارے مشائخ کو جو مختلف عنوانات سے ہمیں جمع کرتے ہیں اور ختم نبوت کے حوالے سے یا اِصلاحی نشست کے حوالے سے، درس قرآن کے حوالے سے، درس حدیث کے حوالے سے یا مختلف عنوانات سے ہمیں سمجھاتے ہیں کہ اَصل مقصد یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ، ہمارا عمل درست ہو۔ ختم نبوت ہمارے بنیادی عقائد میں سے ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

بہت پرانی بات ہے ہمارے یہاں مسجد میں حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے تو ہم نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ حضرت! دَرس ارشاد فرما دیں۔ رمضان کا مہینہ تھا، عصر میں تشریف لائے تھے تو ہم نے عرض کی کہ عصر کی نماز کے بعد ویسے ہی ہم بات کرتے ہیں تو آج آپ کچھ باتیں اِرشاد فرما دیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دَرس دیا اور دَرس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ کی اِبتدائی آیات تلاوت کیں اور اُس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی جو تفاسیر میں لکھی ہے، میں نے اُن سے خود سنی۔ فرمایا: دیکھو! قرآن کریم کے آغاز میں اللہ تعالیٰ اِہل اِیمان کا پتا دے رہے ہیں، قرآن شروع ہو رہا ہے تو جہاں قرآن کریم کا آغاز ہو رہا ہے، وہاں قرآن کریم نے اِنسانوں کی تین قسمیں بتائی ہیں کیوں کہ اِنسان، اِنسان سے

سیکھتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں کتاب پڑھوں اور خود سیکھ جاؤں، اِنسان کو اِنسان کے پاس جانا پڑتا ہے۔ میں تفسیر پڑھ رہا تھا، بہت اچھی مثال لکھی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی ﷫ جو ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب (مولانا عبدالرزاق اسکندر ﷫) سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اَمیر تھے۔ اُن کی قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ حضرت ﷫ نے اُس میں فرمایا کہ بھائی! اِنسان، اِنسان ہی سے سیکھتا ہے۔ اچھے لوگوں کے پاس رہو گے تو اَچھی عادتیں آئیں گی۔ اگر کھانا پکانے والی کتابیں جو ملتی ہیں وہ کتاب کسی کو پکڑا دی جائے کہ جناب کامران صاحب یہ کھانا پکانے کی کتاب ہے آپ پکڑیں اور مارکیٹ سے جناب ڈیڑھ کلو مرغی لے آئیں اور اِس میں جو لکھا ہے اِتنا مرچ، اِتنا مصالحہ اِتنا گھی ڈالنا ہے، اس طرح آپ پکالیں۔ تو آپ پکالیں گے؟ کامران بھائی! ساری چیزیں لکھی ہوئی ہیں نا ؟!! بھائی! اِتنا گوشت ڈالنا ہے، اِتنا مصالحہ ڈالنا ہے، اِتنا گھی ڈالنا ہے۔ نہیں ہوگا؟!! جب تک کامران صاحب اپنی بیگم کی شاگردی اِختیار نہیں فرمائیں گے اور اُن سے کھانا پکانا نہیں سیکھیں گے وہ نہیں پکاسکتے۔ اِنسان کو اِنسان سے سیکھنا پڑتا ہے، اِنسان کو اِنسان سے جڑنا پڑتا ہے۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے آغاز میں ہمیں فرمادیا کہ دیکھو! تم میری اِس دُنیا میں جارہے ہو، میری اِس دُنیا میں تمہارا تین قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑے گا:

❶ اِہلِ اِیمان۔ ❷ اِہلِ کفر۔ ❸ اِہلِ نفاق۔

اللہ تعالیٰ نے جب اِہلِ اِیمان کا ذکر کیا تو اُن کی چھ نشانیوں کا ذکر کیا:

❶ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ ❷ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ۔
❸ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ ❹ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ۔
❺ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ ❻ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔

(سُوْرَةُ الْبَقَرَة، ۴)

یہ چھ نشانیاں جن میں ہوں وہ ہیں اِیمان والے، وہ میرے لوگ ہیں، آپ اُن سے جُڑ جائیں۔ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا وہ دل و جان سے مانیں گے۔ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ۔ اُن کی زندگی نمازوں سے آباد ہوگی۔ وَمِمَّا

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ اپنا مال اللہ کے دِین پر، اللہ کے کاموں پر خرچ کرتے ہوں گے۔ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ. اُن کا قرآن سے تعلق ہوگا۔ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ اور جو قرآن سے پہلے کتابیں نازل ہوئی ہیں اُن پر بھی اِیمان ہوگا۔ تورات پر میرا اور آپ کا اِیمان ہے، موسیٰ علیہ السلام پر بھی اِیمان ہے لیکن ہم میں سے بہت سارے لوگوں نے ابھی تک شاید انجیل کی زیارت ہی نہ کی ہو۔ لیکن اس کے باوجود تورات پر اِیمان ہے، زبور پر اِیمان ہے، اِنجیل پر اِیمان ہے۔ ہمارے مجمع میں اکثر لوگوں نے زیارت بھی نہیں کی ہوگی۔ ہم نے تورات، زبور، انجیل نہیں دیکھی لیکن پھر بھی اللہ نے ہمیں پابند کیا ہے کہ تمہیں اِیمان لانا ہے۔ کیوں؟ اِس لیے کہ اللہ کی کتاب ہے، اِس لیے کہ تورات اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی۔ اِس لیے کہ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی اور اِس لیے کہ زبور اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی۔ اب چوں کہ ابھی تک ہم نے زیارت نہیں کی تو ہمارے زندگی کے کسی مسئلہ کا تعلق بھی اُن کتابوں سے نہیں۔ آدمی اُس وقت کسی چیز کو تلاش کرتا ہے جب اُس کو اُس کی ضرورت پڑتی ہے۔ بس! میرا اِس کتاب پر اِیمان ہے اور عملی زندگی میں مجھے اُس سے کوئی چیز لینی نہیں۔

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ: موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اِتباع کرتے۔ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی اِتباع کریں گے۔ لیکن چوں کہ تورات اللہ کی کتاب ہے، زبور اللہ کی کتاب ہے، انجیل اللہ کی کتاب ہے، اللہ نے اِن کتابوں کو نازل کیا ہے اِس لیے مجھے اِن پر اِیمان رکھنا ضروری ہے۔ اگر میں اِس کا اِنکار کرتا ہوں تو میرا جو اِیمان قرآن پر ہے وہ بھی تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اگر (نَعُوْذُ بِاللهِ ثُمَّ نَعُوْذُ بِاللهِ) موسیٰ علیہ السلام کو میں اللہ کا نبی نہیں مانتا، عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی نہیں مانتا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی میرا اِیمان کمزور ہوجائے گا۔ تو اگر قرآن کے بعد کسی کتاب نے آنا تھا تو اُس کا ذکر تو زیادہ ضروری تھا، وہ کتاب جو قرآن سے پہلے آئی اور میں نہیں دیکھی

لیکن چوں کہ اللہ کی کتاب ہے، مجھے اُس پر ایمان کا پابند کیا گیا، اللہ نے پورے قرآن میں وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِكَ ایک جگہ بھی اِرشاد نہیں فرمایا۔ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ مختلف جگہوں پر ہے، لیکن مِنْ بَعْدِكَ کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اِس لیے عقیدۂ ختمِ نبوت تو اللہ نے قرآن کے آغاز ہی میں بتلادیا۔ وہ جو اللہ کے صحیح بندے ایمان والے ہیں اُن کا جب پتا بتلایا تو آغاز ہی میں بتادیا کہ اُن کا تعلق قرآن سے ہے۔ قرآن سے پہلی کتابوں سے اُن کا تعلق ہوگا، قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں۔ تو اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ قرآن کے بعد یہ وحی میرے اُوپر آئی ہے یا یہ کتاب مجھ پر آئی ہے وہ جھوٹا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ (سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب:۴۰) قرآن کریم کا اعلان ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ نے نبوت کا سلسلہ مکمل فرمادیا اور یہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے جیسے عقیدۂ توحید ایک عظیم نعمت ہے، جس نے ہمیں دُنیا کے ہر باطل سے آزاد کردیا۔ رب نے کہا: بس! ایک اللہ ہے تو ہمیں کہیں جھکنے کی، کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ ایک اللہ ربُّ العالمین ہے، بس! وہی معبودِ برحق ہے۔ جیسے عقیدہ توحید اِنسان کو باطل سے آزاد کردیتا ہے ویسے ہی عقیدۂ ختمِ نبوت اُن جھوٹوں سے اِنسان کو آزاد کردیتا ہے جو دُنیا میں نبوت کے دعوے کرتے ہیں۔ اللہ نے اِعلان کردیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ہیں، نبوت کا سلسلہ اُن پر ختم ہوگیا، اب اگر دُنیا میں کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے ہمیں کسی پریشانی کی ضرورت نہیں۔ اگر ختمِ نبوت کا عقیدہ نہ ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ ہوتا تو اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا تو ہمیں ماننا پڑتا۔ ہوسکتا ہے کہ ابھی بھی نبوت کا سلسلہ تو چل رہا ہے اب میں جاؤں، میں تحقیق کروں، میں سفر کروں، میں پہنچوں معلومات کروں کہ واقعی یہ بھی اللہ کے نبی ہیں؟ اِن کا دعویٰ ٹھیک ہے؟ مجھے یہ کرنا پڑتا۔ پھر کوئی اور دعویٰ کرتا پھر مجھے اُدھر جانا پڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام باطل دعوؤں سے آزاد کردیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ہیں۔ لہٰذا میرا دل مطمئن ہے، میرا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ: اللہ کی بات سے

زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے؟ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا o (سُوْرَۃُ النِّسَآء ۸۷) جس طرح عقیدۂ توحید نے مجھے باطل معبودوں سے آزاد کر دیا، اِس طور پر کہ اب مجھے کسی کے در پر جھکنے کی ضرورت نہیں، کسی سے مانگنے کی ضرورت نہیں، کسی زندہ مُردہ کے پاس جانے کی ضرورت نہیں، ایک اللہ سے اپنی حاجتیں مانگنی ہیں، اِسی طرح عقیدۂ ختم نبوت نے مجھے یہ بتلا دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے رہنما ہیں اور ہمارے نبی ہیں، خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہیں۔ اُن کے طرزِ زندگی کو اپنانا ہے۔ دُنیا میں کوئی کتنا بھی دعویٰ کرتا رہے قرآن نے کہہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہیں۔ یہی راستہ جنّت کی طرف جا رہا ہے، بقیہ جتنے بھی راستے ہیں وہ کسی اور طرف جا رہے ہیں۔

جنت کا راستہ

جنت کا راستہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِطاعت میں ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ النِّسَآء ۵۹) اللہ کی اِطاعت کرو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِطاعت کرو اور جو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِطاعت کی دعوت دینے والے لوگ ہیں، اہلِ علم جانتے ہیں کہ وَ اُولِی الْاَمْرِ کے ساتھ اَطِیْعُوا کا لفظ نہیں آیا، معلوم ہوا کہ اللہ کی اِطاعت اَصلاً اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِطاعت اَصلاً ہے لیکن جو لوگ راستے کی رہنمائی کریں اُن کی اِطاعت ضمنی ہے۔ اِس طور پر کہ اگر وہ لوگ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دعوت دیتے ہیں تو ہم اُن کی بات قبول کریں گے اور اگر کسی معاملے میں اِختلاف ہو جائے تو فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ النِّسَآء ۵۹) اُس بات کو اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف لوٹا دو۔ اِس طور پر کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس معاملے میں کیا فرماتے ہیں؟!!

اگر تمہارا اللہ پر ایمان ہے اور تمہارا آخرت پر ایمان ہے تو حتمی فیصلہ وہی ہو گا جو

اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے اِرشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی یہی فرمایا: اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اِہلِ باطل کا پہلا وار

ختمِ نبوت کے عقیدے کے بارہ میں مسلمانوں کے درمیان جو لوگ فتنہ پیدا کرنے والے ہیں اُن کا مقصد جنابِ رسول اللہ ﷺ سے مسلمانوں کے تعلق اور محبت کے رشتہ کو کمزور کرنا ہے۔ جب حضرت محمد ﷺ سے تعلق اور محبت میں کمزوری آئے گی تو پھر اِن کو گمراہی کے راستے پر لے جانا بہت آسان ہو جائے گا۔ جب تک ایک مؤمن کے دل میں حضرت محمد ﷺ کی محبت ہے اُسے گمراہ نہیں کیا جا سکتا اور اِس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اُن لوگوں سے جڑے رہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کی محبت سے سرشار ہیں، بھلے جتنے بھی فتنے آ جائیں۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے بھی تو اُنہی یونیورسٹیوں سے پڑھا تھا لیکن چوں کہ ابتدا میں مولوی صاحب کے ہاتھ لگے ہوئے تھے، غالباً مولانا امیر حسن نام آتا ہے۔ اِسی طرح کتابوں میں لکھا ہے کہ مولوی صاحب سے بچپن میں اُنہوں نے پڑھا تھا۔ یہ ہمارے ڈاکٹر صاحب ہیں ڈاکٹر توصیف صاحب، یہ ہمارے اُستاذ جی کے ہاتھ لگ گئے تھے، اب برابر میں بیٹھے ہیں، ہیں تو ڈاکٹر لیکن لگتا ایسا ہے جیسے ترمذی شریف کا سبق پڑھاتے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ بزرگوں کی صحبت کا اَثر ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ سے تعلق تھا، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ سے تعلق تھا، پھر حضرت اُستاذ جی رحمہ اللہ سے تعلق تھا۔ وہ اَثرات ہیں۔ تو اِہلِ علم اور اِہلِ ایمان اور اِہلِ تقویٰ سے تعلق ہمیں فتنوں سے بچائے گا۔ ہم اِن فتنوں کو نہیں سمجھ سکتے، اِس لیے کہ جتنے بھی فتنے ہیں اُن کی ایک بنیاد ہے۔ وہ بنیاد یہ ہے کہ اُن کے جو دلائل ہوتے ہیں وہ عقلی ہوتے ہیں، عقلی دلائل کے ذریعے سے وہ لوگوں کو بھی فتنے میں ڈال دیتے ہیں۔ اُن کے دلائل عقلی ہوتے ہیں اور وہ اِنسان کو بہت جلدی متاثر کر دیتے ہیں اور ہمارے پاس علم نہیں ہوتا، ہمیں قرآنی آیات کا علم نہیں ہوتا، اَحادیث کا علم نہیں ہوتا، وہ دلائل ہمارے ذہن میں نہیں

ہوتے، ہم اُن کی باتوں سے، عقلی چیزوں سے بڑے جلدی متاثر ہو جاتے ہیں۔ اِس لیے ضروری ہے کہ! ہم اہل علم کے ساتھ، اِہل اِیمان کے ساتھ اور اپنے اَکابرین کے ساتھ جڑے رہیں۔

ایک معصومانہ اشکال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیلمہ کذاب مشہور ہے، اسود عنسی مشہور ہے اور مسیلمہ کذاب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو بھی مانتا تھا۔ جیسے آج کل لوگوں کا ایک مشہور اشکال یہ بھی ہوتا ہے کہ جی! قادیانی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ وہ تو کعبہ کو مانتے ہیں۔ وہ تو فلاں چیز کو مانتے ہیں۔ مسیلمہ کذاب بھی یہی کرتا تھا، بلکہ اپنے پاس آنے والے پیروکار سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اِقرار کرواتا تھا: اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ؟ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ اور پھر اُس کے بعد کہتا تھا کہ: گواہی دو میں بھی اللہ کا رسول ہوں۔

بینائی چلی گئی

میں نے حضرت مولانا سرفراز صفدر خان رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا کہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ مسیلمہ کے پاس ایک شخص آیا جس کی ایک آنکھ سے نظر چلی گئی تھی تو اُس نے اُسے کہا کہ جی! اللہ کے رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو میری یہ آنکھ صحیح کر دو تا کہ مجھے نظر آ جائے۔ ایک آنکھ سے نظر آ رہا ہے اور ایک کی نظر ختم ہو گئی۔ تو اُس نے معلومات کی کہ بھائی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایسا کوئی معاملہ ہوا ہے؟ کوئی ایسا شخص آیا ہے؟ تو وہاں ایک شخص نے کہا کہ ہاں! ایسا ایک واقعہ ہوا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی آنکھ پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا تو اُس کی نظر بحال ہو گئی، مسیلمہ کذاب نے کہا: اچھا! مسیلمہ کذاب نے اُس شخص کو بلوایا اور اُس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ کہتے ہیں کہ جیسے ہی اُس نے ہاتھ پھیرا تو اُس شخص کی دوسری آنکھ کی

بینائی بھی چلی گئی۔ یہ سچ اور جھوٹ کا فرق ہے۔

مسیلمہ کذاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ملنے کے لیے گیا اور کہا کہ مجھے اپنے ساتھ نبوت میں شریک کرلیں۔ دیگر روایات میں ایک لفظ یہ بھی آتا ہے کہ کچی آبادی پر میں نبی بن جاتا ہوں اور پکی آبادی پر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی بن جائیں۔ (مثال کے طور پر) سوسائٹی آپ لے لیں بلوچ کالونی ہمیں دے دیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: بھائی! میں تو درخت کی ایک ٹہنی بھی تمہیں نہیں دے سکتا۔ آسمان اور زمین کا وارث اللہ ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا! یہ تو اللہ کی طرف سے ہے یعنی یہ عطائی چیز ہے۔ نبوت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ آدمی اِتنی محنت کرے گا، اِتنا پڑھے گا تو وہ نبی بن جائے گا۔ نہیں! یہ تو اللہ تعالیٰ کا اِنتخاب ہوتا ہے، جسے چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ منتخب فرماتے ہیں۔ تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو قادیانی لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم تو مانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، سچے رسول ہیں۔ ہم نے تو کبھی اُن کی نبوت کا اِنکار نہیں کیا! بات اِنکار کی نہیں ہے، بات ختم نبوت کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نبی نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کے دو حصے ہیں۔ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام پر، اُن کی نبوت پر، اِیمان لانا تھا لیکن جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف نبی ماننا کافی نہیں، بلکہ خاتم النبیین ماننا ضروری ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تمام اِنسانیت کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اللہ کے سچے رسول ہیں لیکن اِس کے ساتھ ساتھ آپ خاتم النبیین بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا کوئی رسول آنے والا نہیں ہے۔ یہ تو ہمارا بنیادی عقیدہ ہے، جیسے اللہ کی توحید پر ایمان لانا ضروری ہے اِسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر اور ختم نبوت پر دل و جان سے اِیمان لانا ضروری ہے۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارہ میں فرمایا جنہوں نے دل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں کی، دل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

لیے محبت نہیں رکھی اور اُس کا اِنتقال ہو گیا اور اُس نے کہا کہ: میرا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا دیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۔۔الآیۃ (سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ۔۸۰) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اِن کے لیے ستر دفعہ بھی مجھ سے درخواست کریں گے تب بھی میں اِن بد بختوں کو نہیں بخشوں گا۔ آپ اَندازہ لگائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اِن کے لیے مجھ سے سفارش کریں گے کہ میں اِن کو معاف کردوں، میں اُن کو معاف نہیں کروں گا جن کے دلوں میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے بغض ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے نفرت ہے، جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت کرتے ہیں، اگر آپ ستر دفعہ بھی سفارش کریں گے تو ہرگز! اللہ کبھی بھی نہیں بخشے گا۔

مولانا زاہد الراشدی

بہت دفعہ لوگ یہ اشکال کرتے ہیں کہ: دُنیا میں اور بھی بہت سارے لوگ کافر ہیں لیکن لوگ صرف قادیانیوں کے پیچھے کیوں پڑ گئے؟ درحقیقت بات یہ ہے کہ جتنی قومیں ہیں، وہ اپنی شناخت رکھتی ہیں۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم نے موجودہ دَور کے حساب سے اِس کی بہت اچھی مثال دی ہے۔ بھائی! ہر کمپنی کا اپنا نام ہوتا ہے، ایک برانڈ ہوتا ہے، اب اگر کوئی دوسرا آدمی اُس برانڈ کو لے کر شروع ہو جائے تو وہ ضابطۂ اَخلاق کے خلاف ہے۔ کوئی بھی کمپنی اِس کی اِجازت نہیں دیتی کہ میں نے ایک نام رکھا ہوا ہے "ا۔ب۔ت۔ث" آپ نے بھی "ا۔ب۔ت۔ث" رکھ دیا؟ کیوں بھائی؟!! یہ تو میرا نام ہے۔ میں نے اِس پر پچھلے ۵۰ سال سے محنت کی ہے۔ ہاں! اپنے نام سے کام کرو تو ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح بہت ساری قومیں ہیں، یہاں پر بہت سارے لوگ ہیں، لیکن وہ اپنی شناخت رکھتے ہیں جبکہ قادیانی مسلمانوں کا لبادہ اُوڑھ کر اور اِسلام کا نام اِستعمال کر کے کفر کے کام کرتے ہیں۔ یہ سب سے خطرناک طبقہ ہے جو زبان سے اِسلام کا دعویٰ کرتا اور دل میں کفر رکھتا ہے۔ ایسے لوگوں کو منافق کہا جاتا ہے اور قرآن کریم نے

منافقین کا ذکر سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ کیا ہے، اِس لیے کہ اِسلام کو سب سے زیادہ نقصان منافقین سے پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سُوْرَةُ الْبَقَرَة کے آغاز میں اہلِ ایمان کا ذکر کیا، پھر دو آیتوں میں کفار کا ذکر کیا، لیکن منافقین کا ذکر تیرہ (۱۳) آیات میں کیا، پورے ایک رُکوع میں اُن کی علامات، اُن کی نشانیاں اور مثالیں دی ہیں کیوں کہ یہ مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ اِس وقت اُمتِ مسلمہ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا فتنہ جو تمام فتنوں کا مرکزی کردار ہے، فتنۂ قادیانیت ہے۔ اس لئے کہ یہ مسلمانوں کے، اِسلام کے، اُن کے ملک کے اور اُن کی ہر کامیابی اور ہر ترقی کے دشمن ہیں۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عبد اللہ بن اُبی مدینہ میں مسلمانوں کے نقصان کے درپے ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے اَکابر کو، ہمارے بڑوں کو جنہوں نے اِس فتنے کی سَرکوبی کی اور اِس کے لیے قربانیاں دیں اور اِس کے لیے محنتیں اور کاوشیں کیں۔ (آمین) اَلْحَمْدُ لِلّٰه اب بھی ہمارے اکابر کی، ہمارے مشائخ کی وہ محنتیں اور کاوشیں جاری ہیں۔ اللہ ہم سب کو فتنۂ قادیانت اور جتنے بھی فتنے ہیں اُن سب سے بچائے اور ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین)

ہمارے اَکابر اور مشائخ حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی مدظلہ، حضرت مولانا عبد القیوم نعمانی مدظلہ تشریف لائے ہیں، یہ سب ہمارے بزرگ ہیں، اللہ اِن کے علم میں، عمل و عمر میں برکت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اِن حضرات کی محنتوں کو اور کاوشوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن۔

قادیانی رشتہ داروں سے تعلقات رکھنے والے کا معاملہ مشکوک ہے

سوال:...... کیا فرماتے ہیں کہ مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور سے دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک قادیانی لڑکا مسلمان لڑکی سے شادی کرنے کے لئے مسلمان ہوتا ہے یا اس کے برعکس ایک قادیانی لڑکی مسلمان لڑکے سے شادی کرنے کے لئے مسلمان ہوتی ہے۔ اس صورت حال میں یہ بتائیں کہ ان کے اسلام کا کیا حکم ہے؟ فرض کریں کہ ہم ان کے اسلام کو درست تسلیم کرلیں تو ان جیسے لوگوں سے متعلق کیا حکمت عملی اختیار کی جائے، کیا ان کو آپس میں نکاح کرنے کا مشورہ دیں یا قادیانیت سے تائب ہونے والے لڑکے یا لڑکی کو یہ کہیں کہ وہ اپنے خاندان سے کسی اور کو مسلمان کرے تو ہم ان کا نکاح کروادیں گے؟ (سائل: ابوطلحہ جالندھری، کراچی)

جواب:...... کسی قادیانی کا مسلمان ہوجانے میں تو کوئی حرج نہیں، مگر اسلام کسی لالچ، غرض یا ذاتی مفاد کے لئے نہیں لایا جاتا بلکہ حق کو اپنانے اور آخرت کی کامیابی کے لئے ہونا چاہئے۔ اگر کوئی واقعی قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام لے آتا ہے اور اپنی پچھلی زندگی سے تائب ہوجاتا ہے اور پھر مسلمان ہونے کے بعد اپنے قادیانی عزیز واقارب سے قطع تعلق کرلیتا ہے اور مسلمانوں کی سی زندگی گزارتا ہے تو اس کو صحیح مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کے ساتھ رشتہ ناتہ کرنا بھی صحیح ہوگا اور اگر کوئی ایسا نہیں کرتا بلکہ اسلام لانے کے بعد بھی اپنے قادیانی رشتہ داروں سے تعلق جوڑے رکھتا ہے اور ان کے ہاں آتا جاتا ہے، میل ملاقات رکھتا ہے تو ایسے آدمی کا معاملہ مشکوک ہے، اس سے اجتناب کیا جائے۔

نظر ثانی	کتبہ
مفتی ابوبکر سعید الرحمن	محمد زکریا
دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن	دارالافتاء ختم نبوت

”عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں“

حضرت مولانا نجم اللہ عباسی دامت برکاتہم
امام وخطیب جامع مسجد الحمرا کراچی

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔(سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب ۴۰)

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔۔۔الآیۃ (سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ ۳)

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔۔۔الآیۃ (سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف ۱۵۸)

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔

ایمانی زندگی کی اصل بقا

قابلِ احترام معزز علماء کرام اور ختم نبوت کے جاں نثارو! میرے مسلمان بھائیو اور میری بہنو! میرے لیے بہت سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے عنوان سے منعقد مبارک نشست میں کچھ کہنے کا موقع ملا ہے۔ ''وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلَهُ الشُّكْرُ'' میرے عزیز مسلمان بھائیو اور بہنو! دِین کے مختلف شعبے ہیں، مثلاً: بنیادی شعبہ عقائد کا ہے۔ ایک مسلمان کا عقیدہ کیا ہونا چاہیے؟ ایک مسلمان کا نظریہ اور سوچ وفکر کیا ہونی چاہیے؟ نماز، روزہ، حج یہ تمام عبادات بعد کی چیزیں ہیں، سب سے پہلے بنیادی عقائد کی درستی ہے۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر اِرشاد فرمایا ہے کہ: کافر دُنیا میں جو اچھائیاں کرتا ہے تو اس کی مثال: كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۔۔۔الآیۃ (سُوْرَۃُ النُّوْر ۳۹) جیسے ایک پیاسے آدمی کو زمین کی چمک نظر آتی ہے کہ پانی ہے لیکن جب جاتا ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یعنی اِنسان کے لیے پہلی اور

بنیادی بات عقیدے کی اِصلاح و درستی ہے۔ جب کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے تو اُس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اِقرار کروایا جاتا ہے۔ اللہ کو وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ ماننا، اللہ کو اپنا خالق و مالک تسلیم کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا برحق اور سچا رسول تسلیم کرنا۔ اِس کے علاوہ اور بھی چیزیں ہیں مثلاً: آخرت پر ایمان رکھنا، قرآن پر اِیمان رکھنا، سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اُن کی کتابوں پر اِیمان رکھنا۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا مبارک سلسلہ

اِس وقت جو موضوع ہے وہ رسالت ہے۔ اِس بات کو ہر اِنسان جانتا ہے کہ میرا خالق، مالک اور رازق، میرا معبود اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں، لیکن اللہ ربُّ العزت نے اپنے اور مخلوق کے درمیان ایک راستہ رکھا ہے جس کو رسالت کہتے ہیں۔ اُس راستہ سے بندہ اپنے رب سے، مخلوق اپنے خالق سے ملتی ہے۔ رسول کے معنی ہیں: اللہ کا نمائندہ، اللہ ربُّ العزت کا پیغام پہنچانے والی ذات۔ اب اِس کی کیا ضرورت پیش آئی؟ اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا تو اپنے اَحکام ہمیں خود بھی بتلا دیتا۔ تو یاد رکھیں! ایک ہوتا ہے مزدور اور ایک ہوتا ہے غلام۔ مزدور وہ ہوتا ہے: جس سے آپ نے اُجرت بھی طے کی اور کام بھی طے کیا مثلاً کرسیاں لگا دو۔ اُس نے لگا دیں۔ آپ اُس کے محتاج، وہ آپ کا محتاج، بات ختم۔ غلام جو ہوتا ہے مثلاً اُس کو آقا نے کہا: کرسی لگا دو۔ اُس نے لگائی۔ آقا نے کہا: اٹھاؤ! اُس نے اُٹھائی۔ آقا نے کہا: باہر چلے جاؤ۔ وہ باہر چلا گیا۔ آقا نے کہا: اندر آجاؤ۔ وہ اندر آگیا۔ وہ مالک سے پوچھ نہیں سکتا، کیوں کہ اُس کے پاس اِختیار نہیں ہوتا، اِختیار مالک کے پاس ہوتا ہے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ ہمارے مالک ہیں اور ہم اللہ کی مخلوق ہیں، جب ہم اللہ کے غلام ہیں تو صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک، بچپن سے جوانی تک اور جوانی سے بڑھاپے تک ہم ہر لمحے اُس مالکِ حقیقی کے محتاج ہیں۔ اب اگر ہر بندے سے اللہ تعالیٰ رابطہ فرماتے، ہر بندے کو ہر لمحے بات بتائی جاتی تو بحیثیت اِنسان و مخلوق ہونے کے ہمارے لیے مشکل ہوتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے لیے آسانی فرمائی اور اپنے رسولوں کو بھیجا اور رسولوں کی یہ ذمہ داری لگائی کہ مخلوق کی رہنمائی کریں۔ یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔

ہماری خوش قسمتی

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے اِس سلسلہ کو شروع فرمایا اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اِس سلسلہ کو مکمل فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خَاتَمُ النَّبِیِّین وَ الْمُرْسَلِین بنا کر بھیجا۔ ہم پر اللہ ربُّ العزت کا اِحسان ہے کہ ہمیں خَاتَمُ النَّبِیِّین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی بنا کر بھیجا۔ اِس اُمّت پر ختم نبوت اِنعام ہے۔ وہ کیسے؟ اِس سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام آیا کرتے تھے، رسول آیا کرتے تھے۔ جب ایک برحق رسول آیا تو اُمت کو اُس پر اِیمان لانا ضروری ہوگیا اور اُس کی خدمت میں جانا بھی ضروری ہوگیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی فرمادی اور اِنعام فرما دیا اور اِعلان فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمُ النَّبِیِّین ہیں، اب کسی اور نبی نے نہیں آنا۔ مشرق میں کوئی اِعلان کرے، مغرب میں کوئی اِعلان کرے، شمال و جنوب میں کوئی اِعلان کرے۔ میں اور آپ سب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کریں نہ مشرق جانے کی ضرورت، نہ مغرب جانے کی ضرورت۔ اگر کوئی نبوت کا اِعلان کرے تو آپ کہہ دیں کہ یہ دجال اور کذاب ہے۔ اللہ ربُّ العزت کا اِس اُمت پر کتنا بڑا اِنعام ہے کہ جو نبی و رسول اللہ نے ہمیں عطا کیا اُس کو آخری نبی بنا دیا۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر اِیمان لانا ضروری ہے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه جو نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ ہندو نہیں پڑھتا، سکھ نہیں پڑھتا، یہ کافر ہیں۔ اِسی طرح جو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه نہ پڑھے وہ بھی کافر ہے۔ یہودی، عیسائی نہیں پڑھتے وہ بھی کافر ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِنسانوں کی رہنمائی کے لیے رسولوں کا سلسلہ جاری کیا تاکہ اِنسان زندگی کے ہر معاملے میں رہنمائی حاصل کرے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ خود قرآنِ کریم میں اِرشاد فرماتے ہیں: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔۔۔ الآیة (سورۃ الاحزاب:۲۱) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ یعنی ہم تو اللہ کے غلام ہیں، مملوک ہیں۔ عمل کیسے کرنا ہے؟ فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات حاصل کرو، آپ

ﷺ کی زندگی کو دیکھو۔ پھر آپ ﷺ پر رسالت کو ختم کر دیا۔ حدیثِ پاک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ایک شخص نے عمارت تعمیر کی، بہت شاندار عمارت بنائی۔ دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ بہت بہترین عمارت بنائی لیکن اُس میں ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: وہ آخری اینٹ نبوت کے اُس محل میں میری ذاتِ اَقدس ہے۔ اب اُس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ بھی باقی نہیں بچی۔ اینٹ نہ ہوتب بھی عیب ہے اور اینٹ پر اینٹ لگائی جائے، یہ بھی عیب ہے۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا اعلان کرنے والا ایسا ہی بدنما داغ ہے جیسا اینٹ پر اینٹ لگا کر اسے بدنما کر دیا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مقصد

اب دوسرا مسئلہ ختم نبوت کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خَاتَمُ النَّبِيّٖن بنایا یعنی آپ ﷺ پر سلسلۂ نبوت کو ختم فرما دیا، مکمل فرما دیا۔ اب اگر کوئی شخص دعویٰ نبوت کرتا ہے۔ یہ بات صرف مرزا کی نہیں بلکہ جتنے بھی جھوٹے نبوت کے دعوے دار آئیں گے اُن کا بھی تعاقب کیا جائے گا۔ مجلس تحفظِ ختم نبوت کا مقصد صرف مرزا کے کفر کو بتانا نہیں ہے بلکہ اِس سلسلہ میں جتنے بھی دجال وکذاب آتے رہیں گے مجلس تحفظِ ختم نبوت کا مقصد مسلمانوں کو اُن تمام فتنوں سے بچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ المَآئِدَۃ ۳) دِین مکمل ہوگیا اور ہم نے اپنی نعمت یعنی نبوت کے سلسلے کو مکمل کر دیا۔ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔۔۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ المَآئِدَۃ ۳) اور ہم نے اِسلام کو بطورِ دین آپ کے لیے منتخب کر دیا۔ اب اِس دِین میں مزید کسی اِضافہ کی ضرورت نہیں۔

حدیث ختم نبوت کی خوبصورت تشریح

حدیثِ پاک میں اللہ کے نبی ﷺ نے مثال اِرشاد فرمادی: بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۰۶) آپ ﷺ نے شہادت اور درمیان والی اُنگلی

سے اِشارہ فرما کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اِرشاد فرمایا کہ: میں اور قیامت ایسے ہیں جیسے یہ دو اُنگلیاں ہیں۔اب اِس کے درمیان میں تیسری انگلی آسکتی ہے؟(مجمع نے جواب دیا: نہیں!) پھر کیا چیز آسکتی ہے؟کوئی پھوڑا ہی آسکتا ہے،کوئی گندہی آسکتا ہے۔صحیح چیز نہیں آسکتی۔اگر کوئی چیز آجائے تو اُسے کاٹ کر پھینکا جائے گا،کیوں کہ وہ باعثِ شر ہے باعثِ خیر نہیں ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: میرے بعد قیامت تو آسکتی ہے لیکن کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔اگر آگیا تو اُسے رُوندا جائے گا وہ اِقتدا کے قابل نہیں کیوں کہ: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ۔۔۔الآیۃ (سُورۃ المآئدۃ ۳) دِین مکمل ہو گیا ہے،اب کسی اور کے آنے کی ضرورت رہی نہیں،کسی اور کو اُس وقت لایا جائے جب ضرورت ہو۔کیا قرآن کی تعلیم کافی نہیں؟کیا قرآن پاک کی تعلیم سے بہتر کوئی تعلیم لاسکتا ہے؟اور فرمایا:وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ۔۔۔الآیۃ (سُورۃ المآئدۃ ۳) میری نعمت مکمل ہو گئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے جو دین بھیجا ہے،جو کتاب بھیجی ہے،جو شریعت بھیجی ہے اُس پر عمل کرو۔کیا اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل نہیں ہوسکتا؟کیا حالات بدل گئے؟کسی اور کتاب،کسی اور شریعت کی ضرورت ہے؟!! قطعاً نہیں۔جس طرح اللہ تعالیٰ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ ہیں،اُن کی جگہ کوئی نہیں آسکتا،اِسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ہیں،اُن کی جگہ بھی کوئی نہیں لے سکتا،اُن کے مقام و منصب پر کوئی نہیں آسکتا۔

فتنوں کو سمجھیں

قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو عجیب بات یہ ہے کہ بعض لوگ بے دِین اور گمراہوں کے بارہ میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ اچھا آدمی ہے۔اِس لیے کہ ملحدین بڑے شاطر اور چالاک ہوتے ہیں مسیلمہ کذاب نے بھی تو یہ نہیں کہا تھا کہ: میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں مانتا، بلکہ یہ کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رسول ہیں اور میں بھی رسول ہوں۔میں یمامہ کا ہوں اور وہ تہامہ کے نبی ہیں۔جیسے مقامِ الوہیت پر رب کسی اور کو برداشت نہیں کرتا،چناں چہ جب فرعون نے کہا: فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ۝ (سُورۃ النّٰزعٰت ۲۴) تو اللہ ربُّ العالمین نے اُس کو پکڑا۔یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا۔عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کو خداؤں میں سے ایک خدا کہا تو کیا اللہ نے اِس بات کو برداشت کیا؟ بالکل برداشت نہیں کیا اور اُن کے اِس باطل عقیدے کے جواب میں اِرشاد فرمایا: ”لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔۔۔الآیۃ (سُوْرَةُ الْمَائِدَة ۷۲)لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۔۔۔الآیۃ (سُوْرَةُ الْمَائِدَة ۷۳) کافر ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔ اُسی طرح مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تھے اُن کی نبوت پر اِیمان لانا کافی ہے، اُن کو صرف نبی ورسول ماننا ضروری تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اِیمان لانا یہ ایک جزو ہے اور ختم نبوت پر اِیمان لانا یہ دوسرا جزو ہے۔

اگر ایک جزو پر اِیمان لایا اور نبی مانا تو اِس کا اِقرار مسیلمہ کذاب نے بھی کیا تھا کہ میں بھی رسول ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْ بَكْرٍ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے نرم دل تھے تو کیا اُنہوں نے مسیلمہ کذاب کو چھوڑ دیا؟

بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری

میرے بھائیو! عقیدے کا تحفظ ضروری ہے ورنہ دِین کی عمارت کمزور ہو جائے گی اور کسی بھی وقت گر سکتی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے جنگ کی، مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کیا، بارہ سو (۱۲۰۰) سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ شہید ہوئے۔ خوف ناک جنگ لڑی گئی، اِس فتنہ کو ختم کیا گیا۔ کتب سیرت میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا سے جانے کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو پہلا اِجماع اور اِتفاق جس مسئلے پر کیا وہ ختم نبوت کا مسئلہ تھا۔ اگر یہ کفر و اِسلام کا مسئلہ نہ ہوتا تو کبھی جنگ ہوتی؟ صرف ثواب کی بات نہیں بلکہ اِسلام و کفر کی بات ہے۔ ایسے فتنوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داری ہے، تاکہ کوئی مسلمان لاعلمی میں اُن کے جال میں پھنس کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن نہ بن جائے۔ باطل کا توڑ ضروی

ہے، مشرکین مکہ اللہ کو مانتے تھے لیکن کہتے کہ ہمارے معبودوں کو غلط نہ کہیں۔ جیسے آج کا مسلمان کہتا ہے کہ مولوی صاحب بس! یہ کہو کہ: نماز پڑھو، حج کرو، زکوۃ دو۔ یہ مت کہو کہ ٹی وی نہ دیکھو، حرام سے بچو، گناہ کی تعیین نہ کرو۔ میرے دوستو! ایسے ہی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختمِ نبوت کو اُمت میں عام کرنا اور ختمِ نبوت کے منصب پر شب خون مارنے والوں کے فتنہ سے اُمت کو بچانا بحیثیت مسلمان ہونے کے ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری رہنمائی کے لئے کافی

قرآن کریم میں بڑا واضح اِعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔۔۔ الآية (سُوْرَةُ الْاَحْزَاب:۲۱) تمہارے لیے بہترین نمونہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات میں ہے۔ گویا تمہارا وہ عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقے کے مطابق ہوگا۔ اِس کا کیا مطلب؟ جو عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقے پر نہیں ہوگا وہ قبول ہوگا؟ اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ اور طریقے آئیں تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی قبول نہ فرمائیں گے، اِس لیے کہ تمہارے لیے صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریقہ ہے۔ قرآن کریم کے شروع میں ہے: الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة:۳) اللہ تعالیٰ قرآن کے شروع میں مؤمنین کا تعارف کروا رہے ہیں۔ مؤمن کون ہے؟ جو غیب پر ایمان رکھتا ہے، نماز ادا کرتا ہے، زکوۃ ادا کرتا ہے اور ایمان رکھتا ہے اُس کتاب پر جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر اُتری ہے۔ کون سی کتاب؟ قرآن کریم۔ اور ایمان رکھتا ہے اُن کتابوں پر جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے پہلے نازل ہوئیں، یعنی تورات، زبور، انجیل پر ایمان رکھتا ہے۔ آپ بتائیں کہ اِن کتابوں پر ایمان لانے سے کیا ہمیں دُنیا میں عملی فائدہ ہے؟ کوئی ایک مسئلہ مجھے تورات سے ملا ہو جو مجھے بازار میں کام آتا ہو۔ کوئی ایک مسئلہ مجھے انجیل سے ملا ہو جس پر میں گھر میں عمل کرتا ہوں۔ آج تک ہم نے ایک مسئلہ نہیں لیا، پھر بھی اللہ نے ہمیں پابند کیا ہے کہ اُن کتابوں پر ایمان لانا ہے۔ قرآن کے بعد اگر کوئی کتاب ہوتی تو اُس کا ذکر پچھلی کتابوں

کے ذکر سے زیادہ اہم تھا۔ اگر کوئی کتاب ہوتی تو اللہ تعالیٰ فرماتے کہ قرآن آ گیا، ۵۰۰ سال بعد ایک اور کتاب آئے گی، پھر اُس پر عمل کرنا۔ پورے قرآن میں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے مِن بَعۡدِكَ کا لفظ نہیں فرمایا۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن کریم کے بعد کسی اور کتاب نے نہیں آنا۔ اور دوسری جگہ فرمایا: لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ۔۔ الآیۃ (سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب ۲۱) نماز کیسے پڑھنی ہے؟ جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے پڑھی۔ حج کیسے کرنا ہے؟ جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے کیا۔ جتنے شریعت کے اَحکامات ہیں اُن پر رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق عمل کرنا ہے۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ کے طریقے سے ہٹ کر کیا ہو تو وہ مَردود ہے۔ جیسے سرکاری نوٹ چھپتا ہے اب اگر وہ پُرانا بھی ہو تب بھی قابل استعمال اور قابل اعتماد ہوتا ہے، اور اگر نقلی نوٹ ہو جیسے عید کے دنوں میں بچوں کے ہاتوں میں نقلی نوٹ آ جاتے ہیں کیا وہ چلتے ہیں؟ آپ سُو روپے کا نقلی نوٹ لے جائیں کہ بھائی! سُو روپے لے لو، چلو! بیس کی چیز دے دو۔ بیس تو کیا، ایک روپے کی بھی نہیں ملے گی حالآں کہ نوٹ پر ۱۰۰ لکھا ہوا ہے، نیا بھی ہے خوبصورت بھی ہے، پھول زیادہ بنے ہوئے ہیں۔ تو دوکان دار کہے گا: پھولوں سے نوٹ کا تعلق نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ حکومت سے منظور شدہ نہیں ہے۔ ایسے ہی سرورِ کائنات ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے جتنا بھی خوبصورت دِین پیش کر دیں، اللہ کے ہاں وہ مَردود ہے۔

میرے عزیزو! قرآن پاک کا اِعلان ہے قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا۔۔ الآیۃ (سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف ۱۵۸) اے پیغمبر (ﷺ)! آپ کہہ دیں اُن لوگوں سے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اِس آیت مبارکہ میں قیامت تک آنے والی اِنسانیت کو داخل کیا گیا ہے۔ اب قیامت تک کسی نبی کی ضرورت نہیں، آپ ﷺ کی تعلیمات قیامت تک کی اِنسانیت کے لیے کافی ہیں۔ اب کسی اور نبی کی شریعت کی اُمت کو ضرورت نہیں۔ اِنہی باتوں پر میں اختتام کرتا ہوں۔

وَآخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔

قادیانی کو مسلمانوں کا نمائندہ بنانا

س:...... ہمارے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے الیکشن میں ایک نائب صدر کے لئے قادیانی امیدوار چُنا گیا ہے، اس سلسلہ میں آپ اس کی شرعی حیثیت کی وضاحت کریں؟ کیا کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ووٹ دے سکتا ہے، تو پھر اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کسی قادیانی کو ووٹ دینا جائز ہے یا حرام؟

ج:...... قادیانی مرتد اور زندیق ہیں اور مرتد و زندیق مسلمانوں کا نمائندہ نہیں بن سکتا، لہٰذا کسی قادیانی کو اپنا نمائندہ بنانا یا اس کو مسلمان وکلاء کا سربراہ بنانا اور اس کو مسلمانوں پر مسلط کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ لہٰذا جو لوگ کسی قادیانی کو صدارت کے لئے منتخب کر رہے ہیں، جس طرح وہ مجرم و گناہگار ہیں، اسی طرح جو لوگ اس کو ووٹ دیں گے وہ بھی مجرم و گناہگار ہوں گے، اور کسی باغیٔ رسالت مآب کے لئے ووٹ اور انتخاب کے ذریعے یہ گواہی دینا کہ یہ اچھا آدمی ہے دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے آپ کے باغیوں سے دلی وابستگی کی علامت ہے اور جو محروم القسمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر آپؐ کے دشمنوں سے تعلقات استوار کرے کل قیامت کے دن اس کو نہ صرف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی بلکہ اندیشہ ہے کہ اس کا حشر حضورؐ کے باغیوں کے ساتھ نہ ہو، اس کے علاوہ اگر بالفرض وہ قادیانی مسلمان وکلاء کے ووٹ سے اس عہدہ پر فائز ہوگیا اور اس عہدہ سے فائدا ٹھا کر اس نے اپنے باطل مذہب کی تبلیغ کی یا اس سے قادیانیوں کو فائدہ پہنچایا یا مسلمانوں کو دینی اور مذہبی اعتبار سے نقصان پہنچایا تو اس کی ان تمام بدعملیوں میں وہ تمام وکلاء برابر کے شریک تصور ہوں گے جن کے ووٹوں سے یہ ملعون منتخب ہوا ہوگا۔

اس تفصیل کے بعد اب مسلمان وکلاء کو سوچ لینا چاہئے کہ اگر ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت ہے یا وہ کل قیامت کے دن قادیانیوں کے کیمپ میں نہیں اٹھنا چاہتے اور وہ چاہتے ہیں کہ قادیانی وکیل کی ارتدادی سرگرمیوں میں حصہ دار نہ بنیں، تو ان کو اس قادیانی وکیل کو ووٹ نہیں دینا چاہئے۔

اس سب سے ہٹ کر اللہ، رسول اور پوری امت کا اجماع اور متفقہ فیصلہ ہے کہ جو شخص شعائر اسلام کی توہین و تنقیص کرے یا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی اہانت کرے یا اپنے کفریہ عقائد کو اسلام باور کرائے اس سے کسی قسم کا لین دین اور تعلق رکھنا حرام اور ناجائز ہے چہ جائیکہ ایسے شخص کو اپنی جماعت کا نائب صدر بنایا جائے۔

دین دار اور مسلمان وکلاء کو چاہئے کہ اپنی دنیا آخرت کو برباد کرنے کے بجائے اس وکیل کی بھرپور مخالفت کریں اور اس کی جگہ کسی اچھے دین دار مسلمان کا انتخاب کریں ورنہ دنیا آخرت میں ذلت ان کا مقدر ہوگی۔

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

”پارلیمنٹ میں تحفظ ختم نبوت“

حضرت مولانا حافظ حمد اللہ دامت برکاتہم
سابق سینیٹر و مرکزی رہنما جمعیت علماء اسلام

شایان لان، بلوچ کالونی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ.
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝ (سُوْرَةُ التَّوْبَة، ۳۲،۳۳)

جانشین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سلام

آج کے اِس عظیم الشان اور پُر وقار ختم نبوت سیمینار کے انعقاد پر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت اور اُن کے ذمہ داران کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے شرکت کی دعوت دے کر عزت بخشی۔ اللہ تعالیٰ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کی جدو جہد، اِن کی محنت کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ ہر مسلمان بالخصوص علماء کرام کو معلوم ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت اِسلام اور اِیمان کی اَساس اور بنیاد ہے۔ اِسلام کی عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر کھڑی ہے اور اِس عقیدے کی اِہمیت کا اَندازہ اِس سے ہوتا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک بہت بڑی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُن کی ہدایت کے مطابق مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کیا، جامِ شہادت نوش کیا، اِس سے عقیدۂ ختم نبوت کی اِہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اُس وقت سے لے کر آج تک منکرینِ ختم نبوت کا سلسلہ وقتاً فوقتاً چلا آرہا ہے۔ منکرین ختم نبوت کے نبوت کا دعویٰ کر کے اللہ کے عذاب کو دعوت دیتے ہیں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو اور نبوت کو چیلنج کرتے ہیں۔ مگر اِس کے مقابلے میں ہمیشہ وہ قوت جو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانشین اور وارث ہے، اُس قوت نے ہر مرحلے میں، ہر

موقع پر جرأت اور بہادری کے ساتھ اُن کا مقابلہ کیا ہے اور جیت بھی حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کے جاں نثاروں کو نصیب ہوئی۔ ہمارا ایمان اور یقین ہے کہ فتنہ قادیانیت کی جتنی بڑی سازش ہو اور جتنی بڑی قوت کی سرپرستی اُن کو حاصل ہو خواہ امریکا کی صورت میں ہو یا یورپ کی صورت میں ہو، وہ اور اُن کے چیلے کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکیں گے، کیوں کہ ہمارے سامنے ایک تاریخ ہے ان مدعیانِ نبوت کی اور ان کے آقاؤں کی کہ اللہ رب العزت نے ہمیشہ انہیں ناکام فرمایا ہے۔

وطنِ عزیز میں ختمِ نبوت کی بھیک

اِیمان اور اِسلام کا تقاضا یہ ہے کہ اِس قسم کے لٹیروں کو زمین پر بسنے نہیں دیا جائے اور یہ آپ حضرات جانتے ہیں کہ اُن کو بہت بڑی بڑی قوتوں کی حمایت اور پشت پناہی حاصل رہی پھر بھی وہ ٹھہر نہ سکے۔ لیکن یہ ذمہ داری صرف علماء کرام کی نہیں، یہ ذمہ داری پوری اُمتِ مسلمہ کی ہے۔ مگر دکھ اِس بات کا ہے کہ ہم ختمِ نبوت کے تحفظ اور اِنسداد توہین رسالت کے قانون کے تحفظ کی جنگ اور دفاع ایک ایسے ملک میں کر رہے ہیں جس کا نام "اِسلامی جمہوریہ پاکستان" ہے۔ ہمارے اَکابرین نے ٹھیک کہا کہ ہندوستان میں مسلمان مظلوم رہے گا اور پاکستان میں اِسلام مظلوم ہوگا۔

آج اِس پاکستان میں جس کا نام "اِسلامی جمہوریہ پاکستان" ہے، جس کی پارلیمان کے اندر کی دیواروں میں اسمائے حسنہ چسپاں ہیں اور آج پاکستان کے ایوانِ بالا سینیٹ میں جس کی دیواروں پر آیۃ الکرسی لکھی ہوئی ہے، اُس کی چار دیواری میں اِسلام کی اَساس ختمِ نبوت کے قانون کے خاتمہ کی قانون سازی کی سازش ہو رہی ہے۔ اِنسداد توہین رسالت کے قوانین کو ختم کرنے اور اُن کو غیر مؤثر بنانے کے لیے وقتاً فوقتاً حکومتیں حملہ آور ہوتی ہیں۔ یہ کس ملک میں؟ ہندوستان میں نہیں! یہ وہ ملک ہے جو دو قومی نظریے کی بنیاد پر قائم ہوا تھا، یہ وہ ملک ہے جس کو اِسلام کے نام پر وُجود ملا تھا۔ اِس ملک میں آج ہم عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

قادیانی ہر فورم پر ذلیل

دو تین واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں، پھر آپ اپنے حکمرانوں کے بارہ میں فیصلہ کریں کہ کیا یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے یا نہیں بنتی؟ پارلیمان میں ابھی ماضی قریب میں، زیادہ دور میں نہیں جاؤں گا، ختم نبوت کو دستوری تحفظ حاصل ہے یہ چند مولویوں کا فیصلہ نہیں ہے کہ کسی مسجد میں بیٹھ کر فتویٰ صادر کردیں، بلکہ ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ کے لیے ہزاروں لوگوں نے قربانیاں دیں، آخرکار پاکستان کی پارلیمان نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو متفقہ فیصلہ کے ذریعے قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اَقلیت قرار دیا۔ احمدی اور لاہوری دونوں قادیانی گروہوں کو، یہ پاکستان کے ۷۳ کے آئین میں لکھا ہے، آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ میں ترمیم کرکے ضمانت اور تحفظ دیا گیا۔ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے کی رُوشنی میں ختم نبوت کے قانون کو تحفظ دیا پھر یہ قادیانی مختلف عدالتوں میں بھی گئے کہ بین الاقوامی انسانی حقوق چارٹر کے مطابق اپنے مذہب پر عمل کرنے کی ہر کسی کو آزادی ہے۔ ہمیں شعائر اِسلام استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ مختلف عدالتوں میں گئے اُن تمام عدالتوں نے آئین کے فیصلے کو سامنے رکھتے ہوئے اِن کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ پھر یہ لوگ بین الاقوامی انصاف عدالت میں گئے اُنہوں نے بھی اِن کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ اب عقیدۂ ختم نبوت کو دستوری طور پر پاکستان کے آئین نے، اعلیٰ عدالتوں نے، بین الاقوامی عدالتوں نے تحفظ دیا ہے، اُمتِ مسلمہ کا اِتفاق ہے، اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا مقدمہ، مدّعیٰ اور موقف مضبوط ہے، کمزور نہیں ہے۔

حکومت کی بھی ذمہ داری بنتی ہے

مگر آج آئین سے اگر بغاوت کرنے والے ہیں یا آئین کا اِنکار کرنے والے ہیں تو یہ قادیانیوں کا طبقہ ہے۔

میں ہمیشہ کہتا ہوں، اگر مولانا صوفی محمد یا مولانا فضل اللہ آئین سے بغاوت کرتے ہوئے کہیں کہ میں پاکستان کے آئین کو نہیں مانتا، پاکستان کی پارلیمان کے فیصلوں

کونہیں مانتا، پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کونہیں مانتا تو ریاست اور حکومت انہیں ریاست کے دشمن قرار دیتی ہے۔ ماضی آپ کے سامنے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ریاست مخالف ہے، اِس کی سزا موت ہے، کیوں کہ یہ ریاستی اداروں کے فیصلوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے انہیں مانتے۔ پارلیمان کونہیں مانتے، آئین کونہیں مانتے۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ قادیانی فرقہ بھی آئین کونہیں مانتا اور پارلیمان میں ۱۹۷۴ء میں بیٹھے ہوئے لوگ کون تھے؟ اُس میں گنے چنے تقریباً سات آٹھ علماء کرام تھے جس میں مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر غفور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مختلف قسم کے بڑے بڑے اکابرین پارلیمان میں اُنہوں نے جنگ لڑی اور اُس وقت پارلیمان میں قائدِ ایوان وقت کا وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو تھا، وہ مولوی نہیں تھا، وہ بنوری ٹاؤن، دیوبند، اکوڑہ خٹک کا فاضل نہیں تھا، وہ آکسفورڈ ایٹریسن اور لارنس کا فاضل تھا۔ 230 افراد کی پارلیمان ہے جو متفقہ طور پر فیصلہ کرتی ہے کہ یہ فرقہ غیر مسلم ہے۔ لیکن یہ فرقہ آج تک اِس فیصلے کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

یہ آئین کے باغی ہیں، یہ پارلیمان کے باغی ہیں، یہ سپریم کورٹ اعلیٰ عدالتوں کے باغی ہیں، یہ ریاست کے باغی ہیں۔ اگر صوفی محمد اور فضل اللہ کی سزا سزائے موت ہے تو اُن کی سزا کیوں موت نہیں ہے؟!! اگر اُن کی سزا موت ہے تو پھر اُس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا؟!! پھر کہتے ہیں کہ یہ غازی علم دین نے کیا کیا؟ ممتاز قادری نے کیا کیا؟ جب قانون حرکت میں نہیں آتا، جب آپ عقیدۂ ختم نبوت جو پارلیمان کا فیصلہ ہے اُس کو تحفظ نہیں دیتے تو پھر غازی علم دین بھی پیدا ہوں گے اور ممتاز قادری بھی پیدا ہوں گے۔ ایک نہیں، سینکڑوں ہزاروں پیدا ہوں گے۔ اُن کو نہ خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم روک سکتے ہیں اور نہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے دیگر اکابرین روک سکتے ہیں، نہ جمعیت علمائے اِسلام اُن کو روک سکتی ہے۔ اور اِس کے ذمہ دار پھر ہم نہیں ہیں، ریاست اور حکومت اِس کی ذمہ دار ہے۔ اپنے قانون پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ اب تمام فیصلوں کے سامنے ہونے کے باوجود حکومت پھر ختم نبوت کے قانون پر حملہ آور ہو رہی ہے۔

حلف نامہ اور اقرار نامہ میں تبدیلی

۲۲ ستمبر ۲۰۱۷ بروز جمعہ الیکشن ریفارمز کی بات ہو رہی تھی، انتخابی اصلاحات پر بات ہو رہی تھی کہ آئے روز انتخابات میں دھاندلی کی باتیں ہوتی رہی ہیں، الزامات لگتے ہیں لہٰذا ہم دھاندلی کا راستہ کس طرح روک سکتے ہیں؟ تین سال مسلسل انتخابی اصلاحات کے ۱۲۶ اِجلاس ہوئے، انتخابی اصلاحات کی آڑ میں ختم نبوت کے حلف نامے کو اِقرار نامے میں تبدیل کیا گیا، سیون سی اور سیون بی کو بیچ میں سے نکال دیا۔ کیوں؟ کیوں آپ نے یہ جرأت کی؟ تم نے یہ ڈاکا کیوں ڈالا؟ یہ تو آئین پر ڈاکا ہے، یہ تو پارلیمان کے متفقہ فیصلہ پر حملہ ہے، یہ تو عدالت عظمیٰ کے فیصلوں کی توہین ہے۔ یہ تم نے کیوں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے اِس کا راستہ میرے ذریعے سینیٹ میں روکا ہے۔ مجھے پتا ہی نہیں تھا کہ یہ اِتنا بڑا ایشو بن جائے گا؟!! با قاعدہ ترمیم لا کر کہا کہ تم نے حلف نامے کو اقرار نامے میں کیوں تبدیل کیا؟ اِس کے یہ یہ نقصانات ہیں۔ آپ کے پاس کاغذ کی کمی تھی یا آپ کے پاس سیاہی کی کمی تھی؟ یا تم نے بین الاقوامی دباؤ میں کیا؟ یا تم نے قادیانیوں کو پارلیمان میں لانے کے لیے راستے دینے کی کوشش کی؟ میں نے جو ترمیم پیش کی اُس کی راجہ ظفر الحق نے حمایت کی۔ یہ میں آپ کے سامنے کہتا ہوں کہ پوری اپوزیشن نے مخالفت کی ہے۔ اِس حزب اختلاف میں آج کی پارٹی بھی ہے جو اپنے کو مدینے کی ریاست کی علم بردار کہتی ہے۔ سب سے پہلے اِس پارٹی کے پارلیمانی لیڈر نے میری ترمیم کی مخالفت کی، ایک ایسے بندے نے مخالفت کی، میں نام نہیں لیتا، ایک ایسے بندے نے مخالفت کی کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف میں بھی بیٹھتا ہے اور صفِ اوّل میں کھڑے ہو کر نماز بھی با جماعت پڑھتا ہے۔ قرآن کی تلاوت بھی کرتا ہے اور ایک زمانہ تک جمعیت علمائے اِسلام کا ساتھی بھی رہا ہے۔ نہ اُن کو ہماری رفاقت سے شرم آئی اور نہ ہی اُن کو جناب رسول اللہ ﷺ کی عظمت سے حیاء آئی۔ اُنہوں نے میری ترمیم کی مخالفت کی اور پوری اپوزیشن نے مخالفت کی۔ یہ جو آج کہہ رہے ہیں کہ مذہبی کارڈ کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ وہ لوگ کہتے ہیں جن کو سُورَۃُ

الاِخلَاص پڑھنا نہیں آتی ۔ یہ وہ لوگ کہتے ہیں جن کو درود شریف پڑھنا نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ کہتے ہیں جن کو دعائے قنوت پڑھنا نہیں آتی ۔ میں نے تو پارلیمان میں کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اِستنجا کرنا نہیں آتا کہ گرمی میں اِستنجاء کرنے کا طریقہ کیا ہے اور سردی میں اِستنجاء کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ جب "اِسلامی جمہوریہ پاکستان" کی پارلیمان میں ایسے لوگ بیٹھے ہوں تو آپ بتائیں یہ ذمہ داری کس کی بنتی ہے؟ ہماری! جس طرح ہم باہر دعوت وتبلیغ کے ذریعے لوگوں کو شعور دیتے ہیں کہ ختم نبوت ہے کیا؟ ختم نبوت کا عقیدہ ہے کیا؟ لہٰذا ہمیں سیاسی طور پر بھی اپنے آپ کو مضبوط کرنا ہوگا تا کہ اِن چوروں کا راستہ ہم رُوک سکیں۔ یہ مال کے بھی چور ہیں یہ اِیمان کے بھی چور ہیں۔ اِن لوگوں کی طرزِ حکمرانی نہ پاکستان کے مفاد میں ہے، نہ اِسلام کے مفاد میں ہے۔

مسلمان جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

میں ایک اور مثال دیتا ہوں، اِسی پارلیمان میں، میں نے ایک ترمیم پیش کی، پاکستان کے آئین کا ایک آرٹیکل ہے ۳۷، اُس کی ذیلی شق ہے "خ، ایچ"۔ اُس میں یہ لکھا ہے کہ وہ مشروبات جو نشہ آور مشروبات ہیں اُن کا اِستعمال "اِسلامی جمہوریہ پاکستان" میں ممنوع ہے مگر دو جگہیں مستثنیٰ ہیں: ایک دوا میں اِستعمال کرنے کے وقت ۔ دوسرا غیر مسلم اَقلیت جب اپنے تہوار مناتے ہیں اُس دورانیے میں نشہ آور مشروبات کا اِستعمال جائز ہے، باقی ہر جگہ ممنوع ہے۔ میں یہ ترمیم لایا کہ دُنیا کے کسی مذہب میں مجھے دکھاؤ کہ اُن کے ہاں شراب کا اِستعمال جائز ہو؟ بالخصوص تہوار کے موقع پر؟ اِس کی مثال نَعُوْذُ بِاللّٰہ ایسی ہے کہ زنا حرام ہے، مگر عید کے دن عید کی نماز کے وقت جائز ہے۔

میں نے کہا کہ علی الاطلاق شراب کا استعمال تمام مذاہب میں ممنوع ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ مذہبی تہوار کے موقع پر اِس کی اِجازت ہے۔ کیوں؟ میرا مطالبہ تھا کہ یہ آرٹیکل آئین کے آرٹیکل ۲۰ کے ساتھ متصادم ہے۔ گویا کہ آئین کا آرٹیکل ۲۰ کہتا ہے کہ تمام مذاہب کا اِحترام ہونا چاہیے۔ آپ نے تمام مذاہب کی توہین کی، جب ایک چیز کا استعمال اُن

کے مذہب میں ممنوع ہے تو تم کیسے کہتے ہو کہ تہوار کے موقع پر جائز ہے؟!! یہ تو مذاہب کی توہین ہے۔ لہٰذا اِس فقرے کو آئین سے نکال دو۔ یہ ترمیم میں نے پیش کی۔ غیر مسلم عیسائی، سکھ، ہندو وغیرہ نے میری ترمیم کی پارلیمان میں حمایت کی کہ حافظ صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہم اِن کے ساتھ ہیں۔ لیکن ترمیم کی مخالفت کس نے کی؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنے والوں نے۔ ترمیم کی مخالفت کس نے کی؟ مسلمانوں نے کی۔ جو مسلمان پارلیمان میں بیٹھے ہیں، انہوں نے ترمیم کی مخالفت کی کیوں کہ وہ اِس آڑ میں خود شراب کا اِستعمال کرتے ہیں، شراب کے اجازت نامے حاصل کر کے اِس کے کارخانے کھولتے ہیں۔ یہ ہے اِسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمان۔

سیاسی قوت کو مضبوط کریں

اِس لیے میں کہتا ہوں کہ اِس پارلیمان میں اِسلام اور مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے قوانین بن رہے ہیں، اِس کا راستہ ہم نے روکنا ہے اور اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔ ہم نے پارلیمان میں بھی کہا کہ اگر اس طرح کے بل پاس کیے گئے تو ہم ہر گلی اور ہر کوچے میں، سڑکوں اور چوراہوں پر اِن سیکولر اور مذہب بیزار قوتوں کا، اِن فاسق اور بے دِین قوتوں کا مقابلہ کریں گے۔ آپ کا واسطہ تو ناچنے اور نچوانے والوں سے ہے، لیکن ایک زمانہ ایسا آئے گا آپ کا واسطہ پگڑی اور داڑھی والوں سے بھی پڑے گا۔ وہیں سے ہم نے 27 اکتوبر کے بارہ میں اعلان کیا ہے کہ ہم آرہے ہیں۔ اِس میں سرفہرست تحفظ ناموسِ رسالت کی بات ہے۔ سرفہرست ختم نبوت کے عقیدے اور قانون کے تحفظ کی بات ہے۔ جب ڈاکٹروں کے خلاف فیصلے ہوتے ہیں تو وہ ردعمل میں آتے ہیں، جب وکیلوں کے خلاف فیصلے ہوتے ہیں وہ ردعمل میں آتے ہیں، جب تاجر برادری کے خلاف فیصلے ہوتے ہیں وہ ردعمل میں آتے ہیں لیکن جب ختم نبوت اور اِنسدادِ توہینِ رسالت کے قانون کو چھیڑا جاتا ہے تو پھر میں ردعمل میں آتا ہوں، پوری قوم ردعمل میں آتی ہے۔ پھر مجھے تنقید کا نشانہ بنا کر کہا جاتا ہے کہ یہ تو انتہا پسند ہے، یہ تو شدت پسند ہے، یہ تو ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے نام پر مدرسے کے بچوں کو استعمال کرتا ہے، نوجوانوں کو اِستعمال کرتا ہے، یہ اِنتشار پھیلا رہا ہے، یہ فساد پھیلا رہا ہے۔

ایک بار پھر وقت کے فرعونوں کا سامنا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ - الآية (سُورَة المَآئِدَة ۵۴)

یہ جدوجہد جاری رہے گی، اگر آپ مجھے گالی دیتے ہیں، انتہا پسند کہتے ہیں، مجھے دہشت گرد کہتے ہیں اِس بنیاد پر کہ میں ختم نبوت کی بات کرتا ہوں، میں ناموسِ رسالت کے تحفظ کی بات کرتا ہوں، میں شعائرِ اِسلام کی تحفظ کی بات کرتا ہوں، میں حاکمیتِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی بات کرتا ہوں، میں بات کرتا ہوں کہ اِس ملک کا مذہب اِسلام ہے۔ آئین کہتا ہے کہ قرآن اور سنّت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوتی۔ جب میں یہ بات کرتا ہوں تو مجھے کہتے ہیں کہ تم دہشت گرد ہو، تم انتہا پسند ہو۔

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۔۔۔ الآية (سُورَة المَآئِدَة ۵۴)

مجھے آپ کی گالی کی کوئی پروا نہیں ہے بلکہ یہ آپ کی گالی وہ گالی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دی گئی تھی۔ کس بنیاد پر؟ فرعون کے پاس فرعون کے گماشتے اور چیلے گئے اور کہا: وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۔۔۔ الآية (سُورَة الاَعْرَاف ۱۲۷)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف چارج شیٹ پیش کر رہے ہیں۔ اُن گماشتوں نے فرعون سے کہا: تم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور اُن کے ساتھیوں کو کھلی چھوٹ دی ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ. دہشت گردی کر رہے ہیں۔ آج پورے ملک میں رد الفساد ہے یا نہیں ہے؟!! اُس زمانے میں بھی فرعون نے رد الفساد شروع کیا۔ کس کے خلاف؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کے خلاف۔ یہ سردار اور نواب شکایت لے کر گئے: لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ. موسیٰ (علیہ السلام) اور اُن کے ساتھی زمین میں فساد

پھیلا رہے ہیں، دہشت گردی کر رہے ہیں اور دوسرا جرم: وَ يَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ. تمہاری حکمرانی اور خدائی کو وہ تسلیم نہیں کرتے۔ فرعون نے نہیں کہا کہ: فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ٥ (سُوْرَةُ النّٰزِعٰت، ۲۴) میں تمہارا رب ہوں؟

دنیائے کفر کے لئے پریشانی

آج بھی دنیا کے دو سو ممالک آج کے فرعون کے سامنے لیٹے ہوئے ہیں، اُن کے بوٹ چاٹ رہے ہیں۔ آج کے فرعونوں کو ایک ہی شکایت ہے۔ اگر آپ نے اِسلامی انتہا پسندی اور دہشت گردی کو ختم کرنا ہے تو اُس کی جڑ یہ داڑھی اور پگڑھی والے ہیں، اُس کی جڑ مدارس ہیں، اُس کی جڑ اِسلامی انتہا پسندی ہے۔ کل ٹرمپ اور مودی امریکا میں ہاتھ میں ہاتھ دے کر کہہ رہے تھے کہ ہم نے اِسلامی دہشت گردی کے خلاف لڑنا ہے۔ یہ کس کو کہہ رہے ہیں؟ آج "ایف اے ٹی ایف" "فنانشل ایکشن ٹاسک فورس" نے پاکستان کے سامنے شرائط رکھی ہیں کہ اِن شرائط پر عمل کرنا ہوگا ورنہ آپ کو گرے لسٹ سے نکال کر بلیک لسٹ کریں گے۔ کون سی شرائط؟ اُن میں ایک شرط یہ ہے کہ مدارس کے خلاف کارروائی کرو۔ آج جو حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم مدارس کو قومی دائرے میں شامل کریں گے۔ کون سا قومی دائرہ؟ قومی دائرہ کی تعریف کرو۔ قومی دائرہ ہے کیا؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قومی دائرہ وہ ہے جو ۱۹۷۳ء کا پارلیمان آئین ہے۔ کیا مدارس قوم کی ضرورت پوری نہیں کر رہے ہیں۔ باسٹھ اور تریسٹھ کا تقاضا کیا ہے؟ آئین کے آرٹیکل "کے اے" کا تقاضا کیا ہے؟ آئین کے آرٹیکل "ٹو الف" کا تقاضا کیا ہے؟ آئین کے آرٹیکل ۲۲۷ کا تقاضا کیا ہے؟ آئین کے آرٹیکل ۲۲۳ کا تقاضا کیا ہے؟ آئین کے آرٹیکل ۲۰۷ کا تقاضا کیا ہے؟ قانون کے ۲۹۸ اور ۹۵ سی کا تقاضا کیا ہے؟ مدارس میں تو اِسی تقاضے کو پورا کیا جا رہا ہے۔

پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ مدارس قومی دائرے میں شامل نہیں ہیں؟ آپ کیسے کہہ رہے ہیں؟ دراصل اِصلاحات کے نام پر مدارس کو کنٹرول میں لے کر اپنے من پسند فیصلے مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ بین الاقوامی دباؤ میں دوسری شق کیا رکھی ہے؟ وہ یہ کہ اِنسدادِ توہین رسالت کا قانون ختم کرنا ہوگا، اور ختم نبوت کے تحفظ کا جو قانون ہے، آئین میں مدارس

آرٹیکل ہے اُس کا خاتمہ کرنا ہوگا، کیوں کہ یہ دونوں انسانی حقوق کے خلاف ہیں۔

ریاست مدینہ کے نام پر دھوکہ!

کہتے ہیں کہ مدینے کی ریاست بنا رہا ہوں۔ آپ جب حکومت میں آئے تو سب سے پہلے ایک قادیانی کو اِقتصادی کونسل میں پاکستان کے خزانے پر مسلط کیا۔ تم نے یہ کیوں کیا؟ پارلیمان کے اندر جمعیت علمائے اِسلام نے احتجاج کیا تھا۔ پارلیمان کے باہر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت، دیگر مذہبی جماعتیں اور قوم نکلی۔ آپ کو فیصلہ واپس لینا پڑا۔ کیسے مدینے کی ریاست بنا رہا ہے؟ مدینے کی ریاست میں فیصلے کہاں ہوتے تھے؟ مسجدِ نبوی میں۔ مدینے کی ریاست میں جرنیل کون تھا؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ وہاں کے تربیت یافتہ تھے، عدالت مسجدِ نبوی میں لگتی تھی اور جی ایچ کیو بھی مسجدِ نبوی تھا۔ لیکن تم کیا کر رہے ہو؟ تم مدارس کے پیچھے پڑے ہو؟!! آپ کی وجہ سے مدارس غیر محفوظ ہیں۔ مدینہ کی ریاست میں پڑھو، مسیلمہ کذاب کا انجام کیا ہوا؟ تم نے آسیہ ملعونہ کے ساتھ کیا کیا؟ تم نے کہا کہ یہ میرا فیصلہ نہیں ہے، یہ عدالت کا فیصلہ ہے۔ چلو! پانچ منٹ کے لیے ہم اِس جھوٹ کو مانتے ہیں، لیکن اگست میں تم نے امریکا میں انٹرویو دیتے ہوئے ٹرمپ کو خوش کرنے کے لیے کیا کہا تھا؟ میری حکومت ماضی کی حکومتوں سے بہت بہتر ہے، میری کارکردگی بہت بہتر ہے۔ اقلیتوں کو بہت حقوق دے رہا ہوں۔ یہ بھی کہا کہ میری حکومت میں، میں نے آسیہ ملعونہ کو رہائی دلوائی، اُس کو تحفظ دیا، اعزاز کے ساتھ اُس ملک بھجوا دیا جو اُس کو پسند تھا۔ تم نے کیوں کہا؟ تم نے تو کہا تھا کہ یہ عدالت کا فیصلہ ہے؟ اور پھر قومی اسمبلی میں کھڑے ہو کر ناموسِ رسالت کا مقدمہ پیش کرتے ہو؟ اور اِدھر مجھے کہتے ہو، علماء کو کہتے ہو کہ تم مذہبی کارڈ کو اِستعمال کرتے ہو؟ ناموسِ رسالت کی بات کر کے اُمتِ مسلمہ سے خراج تحسین حاصل کرنا چاہتے ہو؟ کیوں کہ تمہاری کریڈیبلیٹی ختم ہوگئی تھی، لوگوں کا اعتماد اُٹھ چکا تھا، تم نے مذہبی کارڈ استعمال کر کے لوگوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی، لیکن اِدھر تم نے یہ کیا کہ خود تسلیم کیا۔ ابھی ایک مہینے میں دو سزا یافتہ قادیانی رہا نہیں ہوئے؟ وہ شخص جو ٹرمپ کے سامنے کھڑا ہے، اُس کو کس نے رہا کیا؟ وہ

کون تھا؟ یہ تمہارے کرتوت ہیں۔

تمہارے وزیر نے آج سے چھ مہینے پہلے پارلیمان میں اِنسدادِ توہینِ رسالت کے قانون کو ختم اور غیر معطل کرنے کے لیے ترمیمیں بھی پیش کیں۔ تم مدینے کی ریاست کی بات کرتے ہو، مدینے کی ریاست میں تو مساجد کو پروموٹ کیا جاتا تھا۔ تم نے بات کی کہ میں پاکستان میں گیارہ سو سینما بناؤں گا۔ مدینے کی ریاست میں داڑھی اور پگڑی کی، شعائرِ اِسلام کی عزت ہوا کرتی تھی۔ تم کہتے ہو کہ یہ پگڑی اور داڑھی والے پتہ نہیں کس زمانے کے لوگ ہیں؟ پاکستان تو اِن لوگوں نے بنایا ہے جو تھری پیس سوٹ والے تھے، پاکستان کو اِن لوگوں نے بنایا ہے جو انڈا آملیٹ کھاتے تھے۔ پاکستان اُن لوگوں نے بنایا ہے جو رات کو محفل لگاتے تھے، کونسی محفلیں جیسے 126 دن ڈی چوک پر محفلیں لگتی تھیں۔ یہ ہے مدینے کی ریاست؟

انگریز کے باغی مسلمان

لیکن کیا کیا جائے کہ ہمارے خاصے لوگ پُر اُمید ہیں، کہتے ہیں کہ یار بات تو صحیح کر رہا ہے؟!! بات تو جنرل ضیاء بھی صحیح کر رہا تھا، جنرل ضیاء نے دس سال اِسلام کا نام لے کر حکمرانی کی، لیکن آج جو نتائج ہم بھگت رہے ہیں یہ اُس کی حکومت کی وجہ سے ہیں، اُس کی کارکردگی کی وجہ سے ہیں۔ اُس وقت بھی ہم جیسے لوگ تھے، اُس وقت حضرت مولان خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علمائے اِسلام کے سرپرست تھے، مرکزی نگران، نگہبان تھے، چوکیدار تھے، وہ ہمارے ساتھ تھے اور ہم ضیاء الحق کے خلاف میدانِ جنگ میں تھے۔ اِسلام کا کتنا خوبصورت نعرہ لگا رہا تھا اور اِسلام کے نام پر پانچ سال کے لیے صدر بھی بنا اور ہم نے اُس کو ڈکلیئر کیا۔ ہم نے کہا کہ یہ زمانے کا امیر المؤمنین عمر فاروق ہے۔ میدان کس نے جیتا؟

لہٰذا اب آپ خود اَندازہ لگائیں کہ انگریز کے خلاف جنگ کس نے لڑی؟ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کون

تھے؟ مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کون تھے؟ یہ ایک تاریخ ہے۔ مجھے تو تاریخ میں کوئی کوٹ پتلون والا نظر نہیں آتا۔ انگریز کے خلاف لڑائی میں کوئی چوہدری بھی نظر نہیں آرہا ہے، وہ تو پانچ پانچ روپے وصول کر کے چغلی کرتے تھے کہ خواجہ خلیل صاحب کو قتل کرنا ہے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب کو بھی قتل کرنا ہے کیوں کہ یہ انگریز کے خلاف ہے۔ جو چغلی اور مخبری کیا کرتے تھے، وہ لوگ آج ایوانوں پر قابض ہیں، اِس لیے اُن کے سینے میں نہ ختم نبوت کا کوئی دَرد ہے نہ ناموسِ رسالت کا کوئی درد ہے، نہ مدرسے کی کوئی فکر ہے، نہ شعائر اِسلام کی کوئی فکر ہے۔

ہر قیمت پر تحفظ ختم نبوت کریں گے

یہ مقابلہ ہم نے کرنا ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت اِن منحوس فرقوں کے مقابلے میں، اُن کی پشت پناہی کرنے والوں کے خلاف پوری دُنیا میں بَرسرِ پیکار ہے۔ جمعیت علمائے اِسلام اور پوری قوم ختم نبوت اور ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے یہ جنگ آخری دم تک لڑے گی، پیچھے نہیں ہٹے گی۔ نہ لالچ میں آئیں گے، نہ خوف میں آئیں گے کیوں کہ ہم جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں، ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں۔

اور یہ کس کے پیروکار ہیں؟ یہ مسیلمہ کذاب اور فرعون کے پیروکار ہیں۔ پارلیمان میں کھڑے ہوکر کہتے ہیں کہ بیت المقدس کو یہودیوں کے حوالے کرو۔ اگر آپ امن چاہتے ہیں تو یہودیوں کے حوالے کرو۔ آج تک ۷۲ سال میں پاکستان کی پارلیمان میں کسی نے جرأت نہیں کی، اُس جماعت کی رکن پارلیمان خاتون (جو مغرب زدہ خاتون ہے وہاں سے ہوکر آئی ہے اور اِدھر پارلیمان کی رکن بنی ہے۔) کہتی ہے کہ بیت المقدس یہودیوں کے حوالے کرو۔ یہ کیا ہے؟ مدینے کی ریاست بنا رہا ہے اور کس کے ذریعے بنا رہا ہے؟ جن کو دُرود پڑھنا نہیں آتا۔ جس کو دعائے قنوت پڑھنا نہیں آتی۔ تو پھر آپ کو کیا پڑھنا آتا ہے؟ کبھی نماز پڑھی بھی ہے کہ نہیں؟

اعتزاز احسن کی بات کرتے ہیں، سورہ اخلاص پڑھنا نہیں آتی۔ پچھتر سال اس کی عمر ہے۔ پچھتر سال عمر ہے، پتا نہیں کہ کبھی نماز پڑھی ہے یا نہیں۔ پچھتر سال میں سورہ اخلاص قرآن میں جو آسان اور مختصر سورت ہے وہ بھی تمہیں یاد نہیں ہے اور مجھے کہتے ہو کہ تم انتہا پسند ہو، تم مذہبی کارڈ کو استعمال کرتے ہو، یہ کارڈ اُس وقت تک ہم استعمال کریں گے جب تک آپ حملہ آور ہوں گے، جس وقت آپ ڈاکا ڈالیں گے، حملہ کریں گے، یہ مجاہدین آپ کا مقابلہ کریں گے۔ ہر مقام پر اور ہر محاذ پر مقابلہ کریں گے۔ یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے اس لیے ہمیں کمربستہ ہونا چاہیے۔ یہ ہمارے اَکابرین ہیں، اِس عمر میں بھی یہ ختم نبوت کا مقدمہ لڑ رہے ہیں۔ ایک بات میں آخر میں کرتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ! ایک ضابطہ اور قاعدہ ہے کہ رائے مُبتَلیٰ بِہٖ کی معتبر ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قرآن میں اِرشاد فرمارہے ہیں کہ فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سُوْرَۃُ النَّحل۔۴۳)

سیاست کے میدان میں اہل ذکر

سیاست کے میدان میں اہلِ ذکر ہم ہیں، اِدھر ہماری رائے کو ترجیح دینا چاہیے، دَرس وتدریس، خانقاہ اور فقہی مسئلہ کے میدان میں مُبتَلیٰ بِہٖ جو علمائے کرام ہیں، میں ان کی رائے کو ترجیح دیتا ہوں، کیوں رائے مُبتَلیٰ بِہٖ کی معتبر ہے۔ اِس میدان میں فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سُوْرَۃُ النَّحل۔۴۳) کے مصداق آپ ہیں، سیاسی میدان میں: فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سُوْرَۃُ النَّحل۔۴۳) کا مصداق میں ہوں۔ لہٰذا اِس طریقے سے اگر ہم چلیں گے تو پھر فرقۂ باطلہ کا مقابلہ ہم یکسوئی کے ساتھ کرسکتے ہیں۔ لیکن یہ اِنتشار اور آوازیں اپنی صفوں میں جو آپ سن رہے ہیں یہ دشمن کو فائدہ دیتی ہیں، ہمیں فائدہ نہیں دیتیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو دِین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمِین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

''ہر قیمت پر اس عقیدہ کا تحفظ کرنا ہوگا''

حضرت مولانا مفتی محمد زبیر حق نواز دامت برکاتہم
نائب مہتمم دار العلوم صفہ، سعید آباد

جامع مسجد باب رحمت نمائش کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ (سورۃ الاحزاب:۴۰)

اتنی غفلت عظیم مشن سے

آج کے ہمارے نوجوان بھائی کالجوں، یونیورسٹیوں اور اسکولوں کے طالب علم، ہماری نئی نسل اِس تحریکِ ختم نبوت کے اَجزاء ترکیبیہ کو کیا جانے؟ میرا تو شکوہ اپنے مدارس کے طلبہ سے ہے کہ اُنہیں اِس تحریکِ ختم نبوت کے اَجزاء ترکیبیہ کچھ معلوم نہیں، ماسٹر تاج الدین انصاری کی کیا محنتیں تھیں، اُنہیں کچھ نہیں معلوم، اُنہیں نہیں معلوم کہ موچی دروازہ لاہور پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نونو (۹،۹) لاکھ اَفراد کے مجمع کے اندر ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کیا دُہائیاں دیا کرتے تھے؟ اُنہیں نہیں معلوم کہ مجلسِ اِحرار عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے متفقہ اور مسلّمہ اَکابر "عقائدِ اِسلام" کس درد کے ساتھ، کس کڑھن کے ساتھ، کس اُلفتِ رسول کے جذبہ کے ساتھ، اپنی قربانیوں کے نذرانے پیش کر کے ان کا تحفظ کر کے گئے ہیں؟

عطاء اللہ کیا لائے ہو؟

موچی دروازہ لاہور میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں کوئی کیکر کا درخت تو نہیں ہوں کہ مجھ پر فروٹ اور پھل نہ لگتے ہوں، میں ایک ایسا درخت ہوں کہ مجھ پر بھی پھل لگتے ہیں۔ اُولڑکے اِدھر آ! شورش کاشمیری مرحوم کو یہ کہہ کر بلایا اور پھر اپنے ساتھ کھڑا کر کے فرمایا میں مَروں گا اور کل قیامت والے دن اللہ مجھ سے

پوچھے گا کہ عطاء اللہ تو دنیا میں کیا کمائی کر کے آیا؟ میں اِس لڑکے کو آگے کر کے کہوں گا کہ یااللہ! دنیا میں میری یہ کمائی ہے، یہ کمائی حاصل کر کے آیا ہوں۔

بھٹو کے سامنے دامن پھیلانا

آغا شورش کاشمیری (مرحوم) نے کیا قربانیاں دی؟ کیا محنت کی؟ تحریک ختم نبوت کے اَکابر کی علمی فنی بحثیں اپنی جگہ، اُن کے دلائل اپنی جگہ، مگر وہ ملاقات بڑی یادگار ہے جب مسٹر بھٹو کے سامنے تمام کے تمام علماء کا وفد بیٹھا تھا۔ پاکستان کی کون سی جیل ہے جس میں شورش کاشمیری مرحوم نے وقت نہ گزارا ہو؟ یہ سینٹرل جیل کراچی کی کال کوٹھڑیاں، اُن کی سترہ دن کی بھوک ہڑتال ''بوئے گل نالۂ دل دودھ'' چراغِ محفل میں اُن کا رُونا، اُن کا کلام آج ہمارے طالب بھائی نہیں جانتے، اُنہیں کچھ پتہ نہیں، اُن کے اَکابر کے دلوں میں کیا کڑھن تھی؟ کون سا قابلِ صد تحسین پرنور جذبہ تھا؟ اُس وفد میں بیٹھے بیٹھے اپنی سیٹ سے اُٹھتے ہیں، علماء سمجھاتے رہے، بھٹو سے بڑی گہری دوستی تھی، زلفی کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ زمانے کا خوددار، زمانے کا غیور انسان جس کے بارہ میں اِس سے زیادہ اور کیا سند ہوسکتی ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ میری زندگی کی کمائی ہے۔ کچھ تو دیکھا تھا! معرفتِ خداوندی کے جام سے کچھ تو پرکھا تھا! کچھ تو سمجھا تھا! یہ اہل دل ہوا کرتے تھے۔ شورش اُٹھتے ہیں اور اُٹھ کر سیدھا ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے پہنچ کر کہتے ہیں کہ مسٹر ذوالفقار! میرا یہ دامن آج تک کسی کے سامنے نہیں پھیلا اور نہ کسی کے سامنے اُٹھا، آج زندگی میں پہلی بار تیرے سامنے آکر یہ دامن پھیلاتا ہوں، فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے اَبا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ختم نبوت وناموس کی بھیک مانگتا ہوں۔ یہ میری جھولی نہیں ہے، بلکہ یہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی جھولی ہے۔ پہلی اور آخری مرتبہ یہ دامن پھیلاتا ہوں کہ خدارا! میرے اِس مطالبے کو پورا کرنا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے بعد میں ریڈیو کے کچھ لوگوں کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میں ہل کر رہ گیا۔ میں نے کہا کہ: یہ وہ غیور اِنسان ہے جس نے ساری زندگی میں کسی کے سامنے دامن نہیں پھیلایا، آخر کیا ہوگیا ہے؟ یہ کون سا ایسا حساس نظریہ ہے؟ یہ کون سا معاملہ ہے کہ اپنے زمانے کا ایسا غیور اِنسان اور ایسا خوددار اِنسان جس نے ایوب خان کی

حکومت میں بھی سختیاں جھیلیں، جس نے کوئٹہ کے گورنر جنرل موسیٰ کے مظالم برداشت کیے، جو اپوزیشن کے اندر رہا، جس نے پلاٹوں کی پیش کش ٹھکرائی، جس نے زمینوں کی پیش کش ٹھکرائی، آج میرے سامنے دامن پھیلا رہا ہے۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ میں نے اُسی وقت اُسی میٹنگ میں طے کرلیا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر دم لوں گا۔ یہ کون سی کڑھن تھی؟ یہ وہ کون سا جذبہ تھا؟ کیا اُن کے دل کے اندر آگ لگی ہوئی تھی؟ اور کیا اُنہوں نے اِس مسئلہ کی حساسیت دل و دماغ میں بٹھا رکھی تھی؟ پھر میرے کتنے طالب علم بھائی ہیں جو یہ جانتے ہیں؟

آغا شورش کاشمیری بستر مرگ پر

شورش کاشمیری کا اِنتقال کیسے ہوا؟ اور وہ آخر وقت میں بسترِ علالت پر لیٹے ہوئے ہیں اور اُن کی بیٹیاں موجود ہیں۔ وہ اُن کو بُلا کر کہتے ہیں کہ فلانے کو بُلاؤ! فلانے کو بُلاؤ! مجلسِ اِحرار کے کئی سارے کارکن و رہنما آئے اور اُن کے اِردگرد وہ سب کھڑے ہوگئے۔

اب شورش کاشمیری مرحوم نے اُن کے سامنے یہ کہا کہ: تم لوگ آگئے؟ جی آگئے! اچھا! میں کچھ کہنے لگا ہوں، تم ذرا سن لو! مرزا غلام احمد قادیانی مرتد ہے، زِندیق ہے، معلون ہے اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ تم نے سُن لیا؟ سب نے کہا: جی ہاں! پھر پوچھا: تم نے سُن لیا؟ سب نے کہا: جی ہاں! اچھا! اب غور سے سنو: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یہ کہا اور اِنتقال کر گئے۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ) اُن کی اللہ کے ساتھ کیا پلاننگ تھی؟!! کیا منصوبہ بندی تھی؟!! یہ سب عشق رسول کی باتیں ہیں، یہ سب اہل دل کے اندرونی معاملات ہوتے ہیں۔ اِس طریقے سے اُن کا اِنتقال ہوا، گویا کہ وہ مجھے اور آپ کو کہہ کر گئے ہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت کا معاملہ ایسا ہے کہ کرتے کرتے مَرنا ہے اور مَرتے مَرتے کرنا ہے۔ یہ پیغام دے کر چلے گئے۔

غلط فہمی دُور کریں

ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ دکھ اُس وقت ہوتا ہے، صدمہ اُس وقت ہوتا ہے جب عوام کے اندر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کا مسئلہ تو حل ہو چکا ہے۔ میرے بھائیو! یہ مسئلہ اب پہلے سے زیادہ نازک اور حساس شکل اِختیار کر گیا ہے۔ مسلسل نگرانی کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم اُن چیلنجوں سے واقف نہیں ہیں، جو اِس عقیدہ اور عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت، تبلیغی جماعت، اَرکانِ اِسلام، مدارسِ دینیہ، علماء کرام کے چاروں طرف دَرو دِیوار سے ٹکرا رہے ہیں۔ ہم اُن چیلنجوں کا اِدراک نہیں رکھتے۔ جب آپ کی پارلیمان میں سیکولر قوم پرست لیڈروں کی طرف سے یہ قرار دادیں پیش کی جاتی ہوں کہ اِسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے اِسلامی ہٹا دیا جائے تو پھر ذرا بتایئے کہ یہ توہین رسالت کی آوازیں کیوں نہیں اُٹھائیں گے؟ اور کیوں نہیں عقیدۂ ختم نبوت کے قانون میں ترمیم کا اِرتکاب کریں گے؟ آج کبھی یہاں سے سازش ہوتی ہے اور کبھی وہاں سے۔ میری درخواست ہے کہ آج ۷ ستمبر کی ایک یادگار اور تاریخی جدوجہد کے تسلسل کے تناظر میں ہم سب کو اِس بات کا پختہ عزم کرنے کی ضرورت ہے کہ اِس عقیدۂ ختم نبوت کی ترمیم کو ہمارے اَکابرِ ملت نے خونِ دل دے کر کے منظور کروایا۔ اِس کی بڑے حساس طریقے سے نگرانی کی ضرورت ہے۔

قرآنی تعلیم کے نام پر قادیانیت کی تبلیغ

آپ کے راولپنڈی اور اِسلام آباد کے اندر ایسے گروپ باقاعدہ موجود ہیں جو آن لائن قرآن کریم کی ٹیچنگ کا کام کرتے ہیں، مجھے باہر ممالک کے ایسے مسلمان ملے جنہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے بچوں کو راولپنڈی اور اِسلام آباد کی آن لائن قرآنی ٹیچنگ سے داخلہ دلوا کر پڑھوایا ہے اور ہم حیران ہو گئے کہ فیس کا معلوم کیا تو فیس کچھ بھی نہیں۔ کچھ عرصہ بعد ہم سے کہا جاتا ہے کہ آپ کیا کام کرتے ہیں؟ تو کہا کہ میں ٹیکسی ڈرائیور ہوں۔ کہا کہ آپ کے خرچے کیسے پورے ہوتے ہیں؟ افرادِ خانہ کتنے ہیں؟ ہم سے پوچھا جا

رہا ہے کہ آپ جن گھروں میں رہتے ہیں اُن میں آپ کو کیا کیا مشکلات ہیں؟ کچھ عرصہ بعد کہا جا رہا ہے کہ آپ کے تمام اِخراجات ہم پاکستان سے بھیجنے کو تیار ہیں۔

اُس وقت ہمارا دماغ سوچ میں پڑ گیا کہ معاملہ کیا ہے؟ تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ قادیانیوں کے گروپ ہیں۔ جو قرآنی تعلیمات عام کرنے کی ناکام کوشش کی آڑ میں اندر اندر سے لوگوں میں اِرتداد کی تحریک چلا رہے ہیں۔ میں نے اپنی اِن آنکھوں سے سعودیہ میں ۵ اِسٹار ہوٹل میں قادیانیوں کے چینل چلتے ہوئے دیکھے ہیں۔ جدہ میں گروپ کام کر رہے ہیں اور ساؤتھ اَفریقہ کے اندر اور سوشل میڈیا پر پرنٹ میڈیا گروپ ہیں اور اُن کے اندر قادیانیوں کے گروپ ہیں، پیچھے سے فنڈنگ بھی ہوتی ہے، وہ جو سامنے سیدھا عقیدۂ ختم نبوت کا مسئلہ تھا وہ قانونی اور ترمیمی شکل کے اندر حل ہو گیا، مگر اُس دن سے جب سے یہ ترمیم منظور ہوئی اُس وقت سے اُنہوں نے چور دروازے اِختیار کرنا شروع کر دیے ہیں۔ کبھی خلافت کے نام پر اور کبھی ظہورِ مہدی کے نام پر، کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے نام پر اُمتِ مسلمہ کے اِیمانوں میں نقب زنی کرتے ہیں۔

لعنت ہو ایسے تعلقات پر

آج کا دن جہاں مسرتوں کا دن ہے اور اَکابر کی قربانیوں کو یاد کرنے کا دن ہے، وہاں اِس پائے دار عزم کو دُہرانے کی ضرورت ہے کہ ہم وہی شورش کاشمیری مرحوم کے اَلفاظ کے مطابق اِس بات کی تمنا اپنے دل کے اندر رکھتے ہیں، ایک مضبوط آرزو اور پھر اُس کے ساتھ ساتھ کوششوں کا ایک بڑا حصہ، اپنے اُوقات کا ایک بڑا حصہ، اپنی عمروں کا ایک بڑا حصہ اِس عقیدۂ ختم نبوت کے لیے اِستعمال کریں، اپنے اُوقات کو اِس کے لیے خرچ کریں، اپنے اَموال کو اِن کے لیے خرچ کریں تا کہ کل قیامت کے دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب سامنا ہو، جب یہ کہا جائے کہ کچھ لوگ تھے جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ختم نبوت کے منصب پر ڈاکہ ڈالتے تھے تو یہ لوگ تھے جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ختم نبوت کے تحفظ اور دِفاع کی جنگ لڑ رہے تھے۔ اِس کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے، تعلقات کو اِس کے لیے اِستعمال کرنا چاہیے۔ میں اپنے تعلقات کو محفوظ رکھوں اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے

استعمال نہ کروں تو لعنت ہو ایسے تعلقات پر جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے استعمال نہ ہوں۔ ایسی سیاست کا کیا فائدہ جس میں ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جدو جہد شامل نہ ہو۔ ہر ہر مکتب فکر کے اندر کام کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، ہمارے پاس زبردست دلائل ہیں، کام کرنے کا وسیع وسازگار اور شاندار ماحول ہمیں میسر ہے۔ اگر قوم پرست یا اخبارات کے سیکولر و دہریے نظریات کے حامل کالم نگار قادیانیت نوازی کرتے ہیں تو ہمارے پاس اُن سب کا دندان شکن جواب علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی صورت میں موجود ہے۔ یہ کسی مولوی صاحب نے تو نہیں کہا کہ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہیں، یہ کسی مفتی نے نہیں کہا، بلکہ یہ تو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں کہ قادیانی اسلام اور وطن کے دشمن ہیں۔ قادیانی گنبد خضراء کے باغی ہیں۔ قادیانی پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کے غدار ہیں، قادیانی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں۔ مجھے کالجوں کے اندر جا کر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور ختم نبوت کے عنوان پر تقریریں کرنے میں کیا مانع ہے؟ کیا رکاوٹ ہے؟ یہ قائداعظم کے الفاظ تھے:

Pakistan is Going to be a labouratory For experimentery are the Islamic.

آج اِسی سوچ کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے، ماحول بہت سازگار ہے مگر جتنا پیارا، جتنا اعلیٰ، جتنا عمدہ، جتنا شاندار یہ عقیدہ ہے اُتنا ہی حساس بھی ہے۔ ہمیں اِس کی حساسیت کو، اِس کی نزاکت کو بھی سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہر طبقہ فکر کے اندر اُن کے مزاجوں کو سامنے رکھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم سیاست دانوں میں کیسے کام کریں گے؟ کیوں نہیں کر سکتے ہیں! اُنہیں جا کر یہ بتاؤ کہ پاکستان جمہوری پارٹی کے نواب زادہ نصر اللہ خاں، رانا ظفر اللہ خان وہ نہیں جو ظفر اللہ قادیانی تھا، سیّد اصغر علی شاہ چوہدری، ظہور الٰہی، میجر اِعجاز احمد، چوہدری صفدر علی، پاکستان مسلم لیگ کے قائدین اور آج اُن کی اولادیں ہی حکومتوں کے اندر ہیں۔ ہم جا کر اُن سے بات کیوں نہیں کر سکتے؟ اور پھر جس طرح دشمن آتا ہے اُسی انداز میں اُس سے جنگ لڑی جاتی ہے۔ آج دشمن میڈیا

پر ہے، پھر سوشل، الیکٹرانک، پرنٹ میڈیا پر بھی اِسی اَنداز میں جنگ کرنے کی ضرورت ہے۔غیور زندگی اُسی کو کہا جاسکتا ہے جو ختم نبوت کی حفاظت اور وفاداری میں گزرے۔اللہ ربّ العالمین ہمیں ایسی غیرت والی زندگی عطا فرمائے۔(آمین)

”تحفظ ختم نبوت کے اہم پہلو“

حضرت مولانا مفتی محمد زبیر حق نواز دامت برکاتہم
نائب مہتمم دار العلوم صفہ، سعید آباد

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ (سُوْرَةُ الْاَحْزَاب ۴۰)

قابلِ صد احترام حضرات علماءِ کرام، برادرانِ اِسلام، معزز ساتھیو، بزرگو اور میری ماؤں بہنو! ہم سب کے لیے سعادت اور مسرت کا موقع ہے کہ آج ہم ختمِ نبوت کے موضوع پر جمع ہیں۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کی اِہمیت، موجودہ دُور میں اُس کی پاسبانی کے تقاضے، اِس کی حفاظت کے لیے اپنے عزائم کو تازہ رکھنے اور ساتھ ہی ساتھ اِس عقیدے کی ترجمانی اور نمائندگی کے لیے یہاں جمع ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئینی حیثیت

میرے دوستو اور ساتھیو! اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب اور اُن کے درجے، اُن کے حقیقی عہدے اور مرتبے کا رشتہ کاٹ دیا جائے تو دراصل اِس کا مطلب اللہ ربّ العزت کی معرفت اور اِسلام کے رشتہ کو کاٹ ڈالنا ہے۔ یورپ کے مفکرین، واشنگٹن یونیورسٹی کے لیکچرار، آکسفورڈ کے عیسائی اور یہودی مفکرین اور لیکچرار، یہ سب کے سب حضرات مدینہ طیبہ کے مکین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بزرگ مانتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ شریف آدمی تھے، اُن کے اَخلاق بہت اَچھے تھے، وہ بہت اعلیٰ کردار و اَخلاق کی بلندی پر فائز تھے، وہ بہت نیک آدمی تھے، وہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر تھے، اُن کی پرہیزگاری بہت تھی۔ یہ بات تو سب مانتے ہیں۔ کیا آج کے یورپی مفکرین نے اپنی کتابوں میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَخلاق و کردار کی تعریف نہیں کی ہے؟ کیا وہ آج بھی اپنے ہزاروں لیکچروں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک بزرگ با اَخلاق کے طور پر پیش نہیں کرتے؟ بالکل کرتے ہیں! تو اگر صرف اور صرف معاملہ اور بات یہیں تک محدود رہتی ہے تو پھر دنیا میں جھگڑا کس بات کا؟ پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا کیا مطلب؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ نے جو خَاتَمُ النَّبِیّٖن بنایا، جو مقام، عہدہ، درجہ دیا اُس درجے کا بنیادی تقاضا اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے منبر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آئینی حیثیت کو تسلیم کیا جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دَستوری مقام کو تسلیم کیا جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دین میں قانونی و تشریعی حیثیت، مرتبہ اور مقام کو مانا جائے۔

گنبدِ خضراء کا ترجمان نہیں

آج بھی آپ قادیانیوں کی مجلس میں بیٹھیں تو وہ یہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بزرگ آدمی تھے، نیک آدمی تھے، مقدس ہستی تھے۔ پھر جھگڑا کس بات کا ہے؟ جھگڑا اِس بات کا ہے کہ دَر اَصل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت کی وہ کڑی جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی تھی مکمل ہوگئی اور قصرِ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا۔ اِس عقیدہ کو ہم عقیدۂ توحید کی طرح دین کا بنیادی اور اَساسی عقیدہ سمجھتے ہیں، جو اِس عقیدہ کا اِنکار کرے وہ گنبدِ خضرا کا نمائندہ اور ترجمان نہیں ہوسکتا۔

مغرب کا موجودہ مشن

آج مختلف قسم کے فتنے ہیں، آپ یوٹیوب، سوشل میڈیا، اِنٹرنیٹ کی دنیا پر جائیں اور ایک بٹن دبا کر ہمارے دانشورانِ قوم کی بات سنیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام اور دین دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے، 1: قرآنِ کریم۔ 2: سنّت۔ اور سنّت سے وہ دیگر سابقہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا طریقہ مُراد لیتے ہیں۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام، اُن کی اَحادیث، اُن کی سیرت، اُن کا اُسوہ، اُن کے اَقوال کے بارہ میں کہتے ہیں کہ تنکے کے برابر بھی اِس سے دین میں اِضافہ نہیں ہوتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اَحادیث کی کوئی اہمیت

نہیں، اِس کا کوئی درجہ نہیں، کوئی مقام نہیں۔ یہ آج کل کے دانشورانِ قوم ہماری نئی نسل کو سمجھا رہے ہیں۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت جس سے وہ پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ لیتے ہیں اور قرآنِ کریم، بس یہی دین کا خلاصہ اور حاصل ہے؟ گویا حدود و تعزیرات کا معاملہ، جزوی تفصیلات کا معاملہ، نماز کے تمام فرائض، واجبات، اَرکانِ دین کی جزوی تشریحات کا معاملہ، جہاد و قتال کا معاملہ، ختم نبوت کے وہ اِصطلاحی اور متواتر معنی جو اُمّتِ مسلمہ مراد لیتی ہے، چوں کہ یہ ساری کی ساری جزوی ضروری تشریحات بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور دیگر کتب اَحادیثِ طیبہ سے واضح ہوتی ہیں لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اَحادیث سے اُمّتِ مسلمہ کا رشتہ کاٹ دیا جائے۔ جیسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اَحادیث سے رشتہ کاٹ دیا گیا تو نماز کے تمام فرائض و واجبات اور شریعتِ اِسلامیہ کے اَحکام سے خود بخود اُمّتِ مسلمہ کٹ جائے گی، ختم ہو جائے گی۔ یہی مغرب کا موجودہ دور کا مشن اور ٹاسک ہے اور میٹھا زہر بنا کر مختلف قسم کے سیاق و سباق میں وہ صبح شام یہ راگ الاپتے ہیں۔

اِس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی ضرورت نہیں؟

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب میں خود لکھا ہے کہ جس کتاب میں جہاد کی مخالفت معنی لغوی کے اِعتبار سے ہو تو میری تمنا ہے کہ اُسے عرب و عجم میں پھیلا دوں اور میں چاہتا ہوں کہ قتال و جہاد کا لفظ قرآن کریم سے مٹا دیا جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اِسلام میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایک بزرگ کی قرار دی جائے۔ یہ میری دلی تمنا اور آرزو ہے۔ بس! اِس حد تک میں اُمّتِ مسلمہ کو لے کر آجاؤں، اگر خدانخواستہ کسی بھی موقع پر، کسی بھی درجے میں، کسی بھی مسلمان کے دل و دماغ میں یہ بات پیدا ہو گئی کہ حدیث کی آئینی حیثیت ختم کر دی گئی، حجیت حدیث کا اگر اِنکار کر دیا گیا، تشریعی حیثیت اگر ختم کر دی گئی تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ربّ العزت کو وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ بھی نہیں چاہیے جو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کی تشریح کے بغیر ہو۔ عقیدۂ توحید کی تشریح وہ مطلوب ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ سے ہو، اذان بھی وہ مطلوب ہے جو اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

رَسُوْلُ اللّٰہِ کے راستہ سے ہو۔ اب نُزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق جزوی تفصیلات بخاری ومسلم میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہیں۔ لہٰذا حدیث کا رشتہ کاٹ دو۔

دو اِہم پہلو

آج کے اِس اِجتماع کا بنیادی اور اصل مقصد یہ ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق دو اِہم حصے ہیں جن دو اِہم حصوں پر ہمیں کام کرنے کی ضرورت ہے۔

علمی وتحقیقی پہلو

پہلی گزارش ومؤدبانہ درخواست یہ ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کا ایک تحقیقی حصہ اور علمی پیرایہ ہے۔ آج ہمیں اپنے خطباتِ جمعہ میں، اپنی تقریروں اور بیانات میں اِس علمی حصہ کو اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ ختم نبوت کا معنی کیا ہے؟ یہ ظالم ختم نبوت کا کیا معنی لیتے ہیں؟

ختم کے دو معنی ہیں: ایک یہ کہ میں نے کسی کو کہا کہ آپ کے پاس پیسے ہیں؟ کہتا ہے: پیسے ختم ہوگئے۔ ختم کا ایک معنی یہ ہے کہ: باپ اپنے بیٹے کو کہتا ہے: بیٹا! جلدی کام کرلو، اسکول کا ہوم ورک جلدی کرلو۔ بیٹا کہتا ہے کہ کررہا ہوں۔ ایک وقت آتا ہے کہ بیٹا کہتا ہے کہ: کام ختم ہوگیا۔ ایک ختم کا یہ معنی ہے اور دوسرا معنی ہے: خَاتَمُ النَّبِيِّيْن. جو میرا آپ کا عقیدہ ہے وہ بہت نکھرا، صاف ستھرا اور واضح ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا دَروازہ ختم ہوا، بند ہوا۔ کسی بھی قسم کے معنی کے اندر یہ نبوت جاری نہیں ہوسکتی۔ اِس رُوئے زمین پر ظلّی نبی کوئی نہیں ہوتا، بَروزی نبی کوئی نہیں ہوتا، تشریعی غیرتشریعی کوئی چیز نہیں ہوتی، یہ حلولی نبی کوئی چیز نہیں ہوتی، یہ اِلہامی نبی کوئی چیز نہیں ہوتی، یہ کشفی نبی کوئی چیز نہیں۔ نبوت تمام معنوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔ یہ علمی حصہ ہے، اِس علمی حصے کو آج کل ہماری نوجوان بہنوں اور ہمارے نوجوان بھائیوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ جس نے تشریعی غیرتشریعی کا فرق بیان کرنے کی کوشش کی، جس نے ظلّی، بروزی، کشفی، حلولی، تعبیری، اِلہامی نبوت کو جاری کرنے کی کوشش کی وہ اُمتِ مسلمہ کا غدار ہے، وہ گنبدِ خضرا کا

غدار ہے، وہ ریاست مدینہ کا غدار ہے۔ اُمتِ مسلمہ کبھی اُسے برداشت نہیں کرتی۔ اس علمی پیرائے کو ایک ایک نوجوان کو سمجھانے کی ضرورت ہے، اس کے لئے ایک منظم کوشش کی ضرورت ہے۔

اَفریقہ میں قادیانیت

میں ان حضرات کو دعوت فکر دینا چاہتا ہوں جو کہتے ہیں کہ ختم نبوت کا مسئلہ حل ہوگیا، اب اس عنوان پر کام کی ضرورت نہیں، رمضان المبارک میں ہمارے جامعہ (جامعۃ الصفہ بلدیہ کراچی) کے حفاظ تنزانیہ اَفریقا میں تراویح سنانے گئے۔ وہاں کے مضافاتی علاقوں میں قادیانی پہنچتے ہیں اور مرزا کی جھوٹی نبوت کا تعارف کراتے ہیں اور وہاں کے غریبوں کو راشن اور روٹی فراہم کرتے ہیں۔ کیا مسئلہ ختم ہو چکا ہے؟ سعودی عرب میں مکہ مکرمہ کے ہوٹلوں میں قادیانیوں کے چینل چل رہے ہیں۔ کیا مسئلہ ختم ہو چکا ہے؟ آج اَفریقی ممالک میں قادیانیوں کے چینل اِسلام کے نام پر چل رہے ہیں۔

سب سے بڑی رکاوٹ

حادثہ سے بڑھ کر حادثہ یہ ہے کہ حادثہ کا اَحساس نہ ہو۔ اِطمینان اور جمود ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اللہ کو مطلوب یہ ہے کہ ہر دور میں ختم نبوت کے حقیقی پاسبان اور محافظ پیدا ہوں۔ اللہ کو مطلوب یہ ہے کہ ہر دور میں میرے حبیب ومحبوب ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے والے افراد سچے جاں نثار موجود ہوں۔ مسئلہ ختم نہیں ہوا! اِس شعور کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ اَکابرِ ختم نبوت میں سے کتنے اَکابر ہیں جن کے حالات زندگی سے آج کل کے میرے اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نوجوان بھائی بہن واقف ہیں؟ قادیانی لابی ہمارے اِس اِطمینان کا فائدہ اُٹھاتے ہیں، آپ کے اِس بھائی، بیٹے کو یہ سعادت حاصل ہوئی ہے کہ سعودی عرب میں وِزارتِ مذہبی اُمور کے ذمہ داران سے بات کر کے مسلمانوں کی لسٹ سے احمدی فرقے کے لوگوں کے ناموں کو میں نے کٹوایا۔ جو اِس وقت موجودہ سعودی عرب کے

وزارتِ مذہبی اُمور کے ذمہ داران ہیں اُنہوں نے احمدی فرقہ کو بریلویوں کی طرح، دیوبندی کی طرح، اہلِ حدیث کی طرح، مالکی اور شافعی کی طرح ایک فرقہ کے طور پر تسلیم کر رکھا تھا۔ کیا اِس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ہمارے مدارس کے یہ نوجوان علما اُٹھیں اور منظم مہم کی صورت بنائیں۔

دارالعلوم دیوبند میں عالمی کانفرنس

یاد رکھئے! ۱۹۸۶ء میں تحفظِ ختم نبوت کے عنوان پر دارالعلوم دیوبند کے اندر عالمی کانفرنس ہوئی تھی اور اُس عالمی کانفرنس میں مختلف ممالک کے افراد نے مقالے پیش کیے۔ پاکستان سے مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ جیسے اَساطینِ علم شامل تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے اندر اجلاس حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں ہورہا تھا اور ایک ایک ملک کی باقاعدہ کارگزاری وہاں پیش کی جارہی تھی اور اُس کارگزاری کے نتیجہ میں مقالات کے عنوانات طے ہورہے تھے۔ آج ہمارے خطبائے جمعہ سے یہ ساری باتیں اُوجھل ہوچکی ہیں، آج ہمارے خطبات جمعہ میں یہ سب باتیں ذکر نہیں کی جاتیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت کا تعاقب

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسا متصوف اِنسان وہ اِنسان جس کی ساری زندگی تفسیر اور تصوف کے اندر گزری، وہ اِنسان جس کی ساری زندگی فقہ اور فتوی اور حدیث کے پڑھنے پڑھانے اور لکھنے لکھانے میں گزری۔ ایک مرتبہ اکابرِ دیوبند کا اجلاس ہوتا ہے اور اُس اجلاس کے اندر اپنے زمانے کے زبردست اساطینِ علم موجود ہیں اور یہ باقاعدہ ذمہ داری لگتی ہے کہ ہندوستان کے علاقوں میں جاکر قادیانی فتنہ سے مسلمانوں کو رُوشناس کرایا جائے اور بچنے بچانے کی ترغیب دی جائے اور بچایا جائے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ڈیوٹی لگتی ہے۔

ایک لطیفہ

آپ اَندازہ لگائیں کہ رئیس الفقہاء امام المفتیین کی ڈیوٹی لگتی ہے۔ ہندستان کی

ایک بستی کے اندر جاتے ہیں اور وہاں میواتیوں سے جا جا کر بات کرتے ہیں اور اُن کو بتاتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی ہے۔ اب کسی شخص میں کسی بھی مفہوم کے اِعتبار سے اِس نبوت کو جاری رکھنے والا یا کہنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ گئے ہیں اور وہاں پہنچنے کے بعد (یہاں چوں کہ کئی سارے اہلِ علم بھی بیٹھے ہیں اُن کے لیے ایک علمی لطیفہ ہے۔) عام سیدھے سادے سادہ لوح مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ اِس طرح یہ فتنہ آج کل پھیل رہا ہے اور تمہیں بہت زیادہ بیدار رہنا چاہیے۔ آگے سے ایک میواتی جواب میں کہتا ہے کہ "حضرت جی! ہم کبھی بھی کسی غیر کو یہاں آنے نہ دیں گے۔ ہم تو پکے سنی ہوویں، ہم ہر سال تاجیہ (تعزیہ) کا جلوس نکالے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس موقع پر فرمایا: ہاں ہاں! بس ٹھیک ہے۔ تو اِسی پر قائم رہ تاجیہ (تعزیہ) کا جلوس نکالتا رہ، اِسی پر قائم رہ، مگر یاد رکھنا کہ! قادیانیوں اور مرزائیوں کو اپنے علاقہ میں نہ گھسنے دینا۔ بیان ختم ہوا۔ مسجد سے باہر نکلے، جوتے پہنے، ذرا سا آگے گئے تو کسی نے کہا کہ حضرت! آپ نے تو تعزیہ کی اِجازت دے دی؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تعزیہ کو اِسلام کی علامت سمجھ رہا ہے، میری ڈیوٹی علماء کی طرف سے اِس وقت یہ لگائی گئی ہے کہ میں قادیانیوں سے اِن کو بچاؤں۔ میں اِس لیے آیا ہوں۔ یہ تو اِس کو دین کی ایک علامت سمجھ رہا ہے جو کہ بدعت ہے۔ ٹھیک ہے کہ یہ ایک بدعت اور ناجائز فعل ہے، میں اِس کو جائز نہیں کہتا لیکن ابھی میں اِن کو قادیانیوں کے بارہ میں بے دار اور چوکنا اور ہوشیار کر کے جا رہا ہوں۔ مقامی مسجد کے امام کی ذمہ داری ہے کہ وہ باقی معاملات اور باقی شرک و بدعت کے اَفعال سے بھی اِن کو بچاتا رہے۔ اِس طرح انداز حکمت اور مصلحت کے ساتھ یہ جا جا کر سمجھاتے رہے۔

بابا جی آپ کون ہیں؟

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ غازی خان کے اُس علاقے کے اندر جس علاقے میں آج بھی آپ جانے سے پہلے بیسیوں مرتبہ سوچتے ہوں گے، دیہاتی علاقہ، خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا علاقہ، چوٹی زریں کا علاقہ، جنگل کا علاقہ، دیہات کا علاقہ، نو دن تک جہاں پر بارش ہو رہی ہے، راتوں کو بارش، دن کو بارش، بادو باراں کا طوفانی سلسلہ،

وہاں کا دعوت دینے والا، شاہ جی کو بلانے والا، ختم نبوت کے موضوع پر لوگوں کے درمیان پروگرام رکھنے والا کہتا ہے کہ ہم نے سوچا کہاں کا پروگرام؟ یہاں تو اتنے دنوں سے طوفان چل رہا ہے، بارش ہو رہی ہے کیسے ممکن ہے کہ یہاں پر حضرت شاہ صاحب یا کوئی آ جائے گا ؟ نہ کوئی جلسہ نہ کوئی اِس کا اِہتمام۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رات کو اپنے گھر کے اندر سویا ہوا تھا، ڈھائی تین بجے کا وقت ہے کہ میرے گھر کے دروازے پر سخت بارش اور آندھی کے وقت دستک ہوئی۔ پوچھا میں باہر نکلا۔ دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی جس کے بدن پر قمیص نہیں ہے اور اُس نے دھوتی پہنی ہوئی ہے اور قمیص کا کچھ ٹکڑا اُس کے ہاتھ میں ہے اور ایک عصا اُس کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے پوچھا: بابا جی کون ہو؟ کیا کہتے ہو؟ تو اُس نے آگے سے یہ جواب دیا: بھائی! اپنا ہوں۔ دروازہ تو کھولو، سخت بارش ہو رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اندر لے جا کر بٹھایا، چراغ جلایا تو دیکھا کہ لاہور سے سفر کر کے ختم نبوت کا مفہوم سمجھانے سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ چوٹی زریں کے علاقہ میں پہنچ چکے ہیں۔ یہ رات کی تاریکی اور یہ کڑھن، یہ غم اور یہ آگ ہے، یہ فکر ہے اس انداز میں حساسیت کے ساتھ، نزاکت کے ساتھ ہمارے اِن اَکابر نے اِس مسئلہ کو لیا۔

نو (۹) مؤذن شہید

ایک اذان مکمل ہوئی اور نو مؤذن شہید ہو گئے۔ کیا کسی کے علم میں ہے لاہور کی سڑکوں پر ختم نبوت کی تحریک کے دوران ہمارے اَکابرین پر کس طرح کا لاٹھی چارج ہوا؟ کتنے شہید ہوئے؟ کتنے زخمی ہوئے؟

تحریکِ ختم نبوت کو تازہ رکھیں

یہ پوری تاریخ آج کے میرے نوجوان بھائیوں اور بہنوں سے اُوجھل ہے۔ تو میں عرض کر رہا ہوں کہ ایک ہے ختم نبوت کا علمی حصہ، ایک ہے اِس کا تحقیقی پہلو۔ اِس پر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے اور تمام کے تمام اِداروں میں کورس کی ضرورت ہے، اِس کے اوپر ورک شاپ ہونی چاہیے، ڈاکٹروں کی الگ، انجینئروں کی الگ، وکیلوں کی الگ،

پائلٹ حضرات کی الگ، اسکولوں کی الگ، کالجوں کی الگ، پولیس کے محکمہ کے اندر الگ، کسٹم کے محکموں کے اندر الگ۔ علمی پہلو کے اعتبار سے باقاعدہ کورس ہونے چاہئیں۔ یہ ایک الگ پہلو ہے، یہ ایک الگ حصہ ہے جس پر کام کی ضرورت ہے۔

اِس کے ساتھ ساتھ خواص سے بھی اور عوام سے بھی ایک گزارش یہ ہے کہ ختم نبوت کی پاسبانی اُس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک ہم اِس موضوع کے بارہ میں عشق، عقیدت اور دل کی گہری محبت اور لگن کا مظاہرہ نہ کریں۔ اِس کے لیے اَکابر ختم نبوت کی ذاتی زندگیوں اور اُن کے ذاتی اَحوال اور ان کی سوانح حیات کا مطالعہ ضروری ہے۔ ہمارے اَکابر نے اور ختم نبوت پر کام کرنے والے ہمارے حضرات نے کس طرح عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت کے عنوان پر اپنی عقیدت اور محبت کا ثبوت دیا ہے؟!! ہم میں سے اِس وقت مجلس کے اندر موجود کتنے اَفراد ہیں جنہیں اِس بات کا پتا ہو کہ اِس سینٹرل جیل کراچی کے اندر ختم نبوت کے ہمارے کتنے قیدی قید رہے اور کیا تاریخ یہاں پر مُرتّب ہوئی؟ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جن کو پتا ہے کہ سترہ دن کی بھوک ہڑتال کرنے والا شورش کاشمیری مرحوم کون تھا؟ جس نے کتاب لکھی ''موت سے واپسی''۔ یہ کتابیں پڑھنے کی ضرورت ہے۔ سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر شورش کاشمیری مرحوم کی ساڑھے چار سو، پانچ سو صفحات کی ایک پوری کتاب ہے۔ بوئے گل، نالہ دل، چراغِ محفل، یہ پوری کی پوری ایک کتاب ہے جس میں ختم نبوت کے لیے محنت کرنے والے، خدمت انجام دینے والے اَکابر کی محنتوں کی پوری ایک داستان ہے اور پھر یہ سینٹرل جیل کے اندر روزہ کی حالت میں اور بھوک ہڑتال کے دوران حضرت مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیسے آیا کرتے تھے؟ اور وہ آ کر شورش کاشمیری مرحوم کے سامنے اپنا دامن بچھاتے اور کہتے: شورش! خدا کا واسطہ ہے! گورنر جنرل موسیٰ اور ایوب خان کی حکومت سے ہم مقابلہ کرلیں گے، اپنے آپ کو ختم نہ کرو۔ خدارا! اپنے آپ کو ختم نہ کرو۔ یہ کون کہہ رہا ہے؟ یہ کون بھیک مانگ رہا ہے؟ حضرت مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی

ؒ یہ حضرات اِسی سینٹرل جیل کی کال کوٹھڑی کے اندر داخل ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ سامنے شورش کاشمیری لیٹا ہوا ہے۔ شورش! بھیک مانگنے کے لیے آیا ہوں۔ آگے سے شورش جواب دیتا ہے کہ حضرت! کوئی اور بات کرنی ہے تو کریں۔ اب مَر کے دم لوں گا یا ختم نبوت کے مطالبات منوا کر جاؤں گا ورنہ سینٹرل جیل سے میری لاش اُٹھے گی۔

دربارِ رسالت سے مبارک باد

اِس موقع پر سولہواں دن ہوا حضرت مولانا عبدالہادی ؒ کی طرف سے جو وفد آیا، اُس نے آ کر کہا: شورش کو مبارک باد دے دو رات کو خواب کے اندر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگئی ہے اور زیارت کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکراتا چہرہ میں نے دیکھا۔ دائیں جانب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ حضرت عبد الہادی ؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جاؤ! سینٹرل جیل کراچی میں شورش کو یہ کہہ دو! تمہیں مبارک ہو! کامیابی تمہارے مقدر چومے گی۔ یہ حضرت مولانا عبدالہادی ؒ کا پیغام ہے۔ یہ ہے عشق کا تقاضا۔ ذوالفقار علی بھٹو سے شورش کاشمیری مرحوم نے کس کس اَنداز میں بات کی؟ اور کس کس طرح سے جا جا کر بات کی ہے؟!!

ماسٹر تاج الدین انصاری کی سوانح سے آج کون واقف ہے؟ کون ہے جو آج بتائے جانباز مرزا کے بارہ میں؟ جو شاہ جی کی موچی دروازہ لاہور کی تقریروں کو آج کے اسکول کے نوجوان میں جا جا کے واضح کرے؟ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ؒ کے اقوال، دیوبند کے مدرسے کے دفترِ اِہتمام میں اَکابر دیوبند کے اِجلاس، اُن کی رُوئیداد آج کی یونیورسٹی کے اِن تازہ دم نوجوانوں کے سامنے نہیں ہے، اِنہیں کچھ پتا ہی نہیں ہے اور لاعلمی کی ایک بہت بڑی وجہ اُس لٹریچر کو ہم نے اپنی دلچسپی سے خارج کیا، نہ سوشل میڈیا پر اُس کا تذکرہ، نہ خطباتِ جمعہ میں اُس کا تذکرہ کرتے ہیں، نہ اُس کا تذکرہ ہماری ماؤں بہنوں کے سامنے ہے۔ جب کہ ہمارے اَکابر میں سے مفتی محمد شفیع عثمانی ؒ رئیس المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری ؒ وہ اَکابر کہ جن کا بظاہر سیاست سے کوئی تعلق

نہیں تھا، اُنہوں نے بھی اپنی زندگیاں اس مشن کے لئے وقف کردیں۔ یہ موضوع ایسا ہے کہ اِس موضوع پر متصوفین، اِس موضوع پر خانقاہ، اِس موضوع پر مدارس، اِس موضوع پر اسکول، اِس موضوع پر یونیورسٹیاں حتی کہ اِس موضوع پر چھابڑی والا، گلی والا، عام سڑک والا، عدالت کے کٹہرے والا سب کے سب ایک نظر آتے ہیں، اور آنا بھی چاہیے۔ دراصل یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محل کی پاسبانی ہے، اب نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے، اِس محل کی ہم چوکیداری کریں گے۔ اِس چوکیداری اور پاسبانی میں اب ہم اپنی زندگیاں گزارنا چاہتے ہیں۔

دوسرا پہلو

ایک ہے عشقِ رسالت کا پہلو۔ ایک ہے اِس موضوع کے ساتھ محبت کا، عقیدت کا، جان نچھاور کرنے کا، جیل کی صُعُوبَتیں برداشت کرنے کا پہلو۔ اِن دونوں پہلوؤں کو دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے، وہ ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اِس لیے میں آخر میں اِس سلسلے میں دو درخواستیں کرنا چاہتا ہوں: ایک درخواست اِس وقت جو مساجد کے ائمہ ہیں ان سے ہے

سر کے سجدے سے مانع ہیں شریعت کے اصول
سجدہ قلب ہے برائے رحمۃ للعالمین

اگر کوئی چاہتا ہے کہ مجھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شِفاعت نصیب ہو تو کوئی آپ کی تائید کرے یا نہ کرے آپ کو گشت کی صورت میں، تحریر کی صورت میں، مہم کی صورت میں نوجوان کو یہ شعور دینا ہوگا۔

جمود کو توڑیئے

ہمارے خطبا کی بنیادی ذمہ داری ہے اور خدارا! اَکابر ختم نبوت کی کتابوں اور لٹریچر کو عام کرنے کی ضرورت ہے جس سے وہ فولاد بنیں۔ چٹان اخبار کی پُرانی فائل نکالیں اور چٹان اخبار کی وہ پرانی کاپیاں نکال کر کے اُن میں تقسیم کریں، اِس سلسلہ میں آپ ورک

شاپ رکھیں۔

آپ کالج اور یونیورسٹی کے اندر بھی جائیں لیکن اپنے اندر جمود کو توڑنے کی ضرورت ہے، اطمینان ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رُکاوٹ ہے۔ ایک تو گزارش اُن تمام کے تمام زعماء ملّت اور تمام لیڈرز اور ائمہ مساجد اور وہ حضرات کہ جن کا اَثر ورُسوخ اپنے حلقہ میں چلتا ہے اُن کی خدمت میں درخواست ہے کہ: ختم نبوت کی حقیقی پاسبانی اور محافظت میں اپنا کردار ادا کریں، اِس کو ایک مہم کی شکل دیں، تحریک کی شکل دیں تا کہ اِس مسئلہ کی حساسیت بھی سامنے رہے اور اِس کے اُوپر مر مٹنے کا جذبہ بھی باقی رہے اور ساتھ ساتھ دشمن کو بھی پتا چلے کہ یہ مطمئن ہو کر سو نہیں گئے۔

ہمیں گالی دینے کی ضرورت نہیں

دوسرے نمبر پر میں اپنے نوجوان بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ سوشل میڈیا پر ہمارے اِن اَکابر کے لٹریچر کو سامنے رکھ کر اَقوال کو نوٹ کریں۔ ہمیں گالی دینے کی ضرورت کیا ہے؟ گالم گلوچ کرنے کی ضرورت کیا ہے؟

دلائل ہمارے پاس مضبوط ہیں، تحقیقی دلائل ہیں، کتابیں ہیں۔ اُن میں موجود شاندار دلائل ہیں، ان سے خوب فائدہ اٹھائیں۔

قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم

سوال:...... قادیانی مرجائے تو اس کا جنازہ پڑھیں یا نہیں، جو مسلمان اس قادیانی کا جنازہ پڑھیں ان کا کیا حکم ہے؟ قادیانی مردے کو کہاں دفن کیا جائے گا؟ کیا قادیانی مردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

(سائل: ابوسعید محمد

عمر، کراچی)

جواب:...... اگر کوئی عام کافر، منافق اور مرتد مرجائے تو اس کا جنازہ پڑھنا ناجائز اور حرام ہے، چونکہ قادیانی کافروں کی تمام قسموں سے بدترین کافر ہیں اور ان کو زندیق کہا جاتا ہے، اس لئے ان کا جنازہ پڑھنا ناجائز ہے، اگر بالفرض کوئی مسلمان لاعلمی میں ان کو مسلمان سمجھ کر ان کا جنازہ پڑھے تو اس کو توبہ و استغفار کرنا چاہئے اور اگر خدانخواستہ کوئی مسلمان علم ہوجانے کے بعد ان کو مسلمان سمجھ کر ان کا جنازہ پڑھے گا تو وہ بھی مرتد ہوجائے گا کیونکہ کافر و مشرک اور زندیق کو کافر نہ ماننا بھی کفر ہے۔ لہٰذا ایسے آدمی کو توبہ و استغفار کرنے کے ساتھ ساتھ تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرنا ہوگا۔

کافروں، مرتدوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام اور ناجائز ہے، اسی طرح کافروں کو مسلمانوں کے قبرستان کے قریب بھی دفن کرنے کی ممانعت ہے تاکہ کسی وقت دونوں قبرستان ایک نہ ہوجائیں، کافروں کی قبریں مسلمانوں کی قبروں سے دور ہونی چاہئیں تاکہ کافروں کے عذاب والی قبر مسلمانوں کی قبر سے دور ہو کیونکہ اس سے بھی مسلمانوں کو تکلیف پہنچے گی۔

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

دارالافتاء ختم نبوت

"انگریز کا خود کاشتہ پودا"

حضرت مولانا مفتی محمد زبیر اشرف عثمانی دامت برکاتہم
استاذ حدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

جامع مسجد باب رحمت، نمائش کراچی

جناب حضرات علمائے کرام، مفتیانِ کرام، مشائخِ عظام! یہ اللہ ربُّ العزت کا بڑا شکر ہے، اُس کا اِحسان ہے کہ اللہ ربُّ العزت نے ہمیں اِس موضوع پر جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور موقع بھی عطا فرمایا اور ایک ایسے دن کی یادگار منانے کی توفیق عطا فرمائی جو ہم سب لوگوں کے دین کا ایک اجماعی مسئلہ ہے۔ اِس موضوع کے ہر پہلو پر تفصیل کے ساتھ گفتگو تو ہو گی لیکن میں اس موضوع کے دو پہلوؤں پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو لانے کی ضرورت سامراج کو اور اِستعمار کو کیوں پیش آئی؟ اِس کی ایک تاریخ ہے، اِس کا ایک پس منظر ہے۔

سامراج کو غلام احمد قادیانی لانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

اِس کی تاریخ یہ ہے کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمان بالکل اِس طریقے سے تھے جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتی ہے، اپنی وحدت کے اِعتبار سے بھی اور اپنی اِجتماعیت کے لحاظ سے بھی اُن کے درمیان کوئی رخنہ نہیں تھا۔ جتنی بین الاقوامی سامراجی اور اِستعماری طاقتوں نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا تھا، وہ یورپ کے بھی بہت سارے ملکوں پر قابض تھیں۔ یورپ ہی کی طاقتیں بہت سارے ملکوں پر قابض تھیں، برطانیہ خود یورپ کے بے شمار ملکوں پر قابض تھا، اٹلی بے شمار ملکوں کے اُوپر قابض تھا، ہمارے ایشیائی ممالک بھی قابض تھے۔ پوری دنیا کے اندر یہ اِستعمار چلا آرہا تھا لیکن یہ کامیابی اُن کو ہندوستان میں نہیں مل رہی تھی، اِستعمار اور یہ سامراج ہندوستان میں کامیاب نہیں ہو رہے تھے۔

اِستعمار اور سامراج کے ہندوستان میں کامیاب نہ ہونے کی وجوہات

اِس کی دُو وجوہات تھیں: ایک وجہ اِس کی یہ تھی کہ مسلمانوں میں اِتحاد تھا، تمام مسلمان ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح تھے اور کوئی بیرونی طاقت اگر آنے کا اِرادہ کرتی تھی تو مسلمانوں کے اِتحاد و اِتفاق کو دیکھ کر وہ ہمت بھی نہیں کرتی اور حملہ آور ہونے کی کوشش بھی نہیں کرتی تھی۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے اندر جو جذبۂ جہاد تھا وہ اِتنا مضبوط تھا کہ جو بھی طاقت حملہ آور ہوتی یا حملہ آور ہونے کا اِرادہ کرتی تو وہ مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو دیکھ کر ہمت نہیں کر پاتی تھی۔

آپ ٹیپو سلطان کے جہاد کو دیکھ لیں کہ اُن کے جو جہاد کی کیفیت تھی وہ یہ تھی کہ ایک طرف مرہٹوں سے لڑ رہے تھے، ایک طرف وہ نظام حیدر سے لڑ رہے تھے، دوسری طرف وہ اَنگریز سامراج سے لڑ رہے تھے اور کوئی صورت اِستعمار کو کامیابی کی نظر نہیں آتی تھی، کیوں کہ مسلمان میں اِتحاد بھی تھا اور جذبۂ جہاد بھی تھا۔

انگریزوں کی سازش

اِس کے بعد انگریزوں نے یہ سازش شروع کی کہ مسلمانوں میں کسی طریقے سے فکری اِنتشار پیدا ہو اور مسلمانوں کے اندر مذہبی لحاظ سے کوئی ایسی تدبیر اِختیار کی جائے کہ مسلمان آپس کے معاملات میں فکری اِنتشار کا شکار ہو جائیں۔ اِس کے لیے اُنہوں نے مختلف طریقے اِختیار کیے ختم نبوت کا مسئلہ اُٹھایا۔ تمام حضرات اَکابرین یہ بات لکھتے ہیں کہ ختم نبوت کا مسئلہ کوئی نظری مسئلہ نہیں تھا بلکہ ختم نبوت کا مسئلہ ایک بدیہی مسئلہ تھا اُس بدیہی مسئلہ کو باقاعدہ ایک نظریاتی اور ایک نظری مسئلہ بنایا گیا ہے۔ حضرت علامہ اَنور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ تو اُمت کا ایک ایسا اِجماعی مسئلہ تھا جس کے بارہ میں دُو رائے تھیں ہی نہیں۔ جھوٹے مدعیانِ نبوت تو زمانہ دراز سے پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن اُن کا قلع قمع بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا ہے، لیکن اِس طریقے سے منصوبہ بندی کے ساتھ کہ پورا اِستعمار کسی جھوٹے مدعیِ نبوت کے پیچھے ہو، طاقت کے ساتھ ہو، پیسوں کے ساتھ ہو یہ شاید اِسی دفعہ ہوا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی وجود میں آیا۔ اُس نے سب سے پہلی کوشش فرقہ بنانے کی کی، تاکہ لوگوں کے درمیان ختم نبوت جیسا مسئلہ اِجماعی مسئلہ مختلف فیہ ہو جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو لانے کے مقاصد

مرزا غلام احمد قادیانی کو لانے کے چار مقاصد تھے:

پہلا مقصد یہ تھا کہ یہ سامراج اور اِستعمار کا ایک نمائندہ وجود میں آجائے جو لوگوں کے درمیان ایک ایسا شوشہ چھوڑے کہ لوگ اگر اُس کے بارہ میں تھوڑی سی توجہ کرنے لگے یا اُس کے شک وشبہ بھی آگئے تو وہ اِیمان سے ہاتھ دُھو بیٹھیں گے۔ کتنا خطرناک حملہ تھا! جیسا کہ ابھی مفتی صاحب ﷾ علامہ انور شاہ کشمیری ﷫ کے حوالے سے فرمارہے تھے کہ اِتنا خطرناک حملہ مسلمانوں کے عقیدہ کے اُوپر کیا گیا کہ تاریخ میں اِس کی نظیر نہیں ملتی۔

اور مرزا غلام احمد قادیانی کو جب اُنہوں نے کھڑا کیا تو صرف ایک نظریاتی طور پر کھڑا نہیں کیا بلکہ پیسے بھی اُس کو فراہم کیے، اُس کی مکمل طاقت کے ساتھ اُس کو سامنے لے کر آئے اور اُس نے آکر وہ بے تکی باتیں کرنی شروع کیں جن کے بارہ میں کتابوں میں لکھا ہے کہ اُن کو تعبیر کرنا بھی ممکن نہیں تھا۔ مرزا کے جو دعوے ہیں آپ اُن کو اُٹھا کر دیکھیں تو آپ کہیں گے کہ وہ واقعی بے تکے ہیں۔ اُس کی چھوٹی بڑی کتابیں ایسی بے تکی ہیں کہ اُس کے دعوں کی بنیاد پر کہیں لگتا ہے کہ یہ تشریعی نبی ہے، کہیں لگتا ہے کہ یہ غیر تشریعی نبی ہے، کہیں لگتا ہے یہ ظلی نبی ہے، کہیں تعبیر کرتا ہے کہ میں بروزی نبی ہوں، کہیں یہ مسیح موعود کا دعوی کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اُس کے جو دعوے ہیں اور اُس کی جو کتابیں ہیں، اُس کی جو تحریریں ہیں اُن تحریروں کو سامنے رکھ کر خود مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے والے گروہوں میں بٹ گئے۔

قادیانیوں کے فرقے

اُن کے پاس تعبیر کوئی تھی نہیں سوائے اِس کے کہ کوئی اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگیں۔

❶ پہلا فرقہ ظہور الدین اَروبی کا تھا، ظہیر الدین اَروبی کا یہ فرقہ کہتا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی تشریعی نبی ہے۔

❷ دوسرا فرقہ مرزا محمود کا فرقہ تھا، یہ کہتا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی غیر تشریعی نبی ہے۔

❸ تیسرا فرقہ محمد علی لاہوری کا فرقہ تھا، وہ کہتا تھا کہ مرزا احمد قادیانی وہ مسیح موعود ہے۔

اِن تین فرقوں کے اندر یہ جماعتیں بٹ گئیں۔ ایسی بے سروپا باتیں، ایسی بے سروپا چیزیں جن کی تعبیر بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ فرقہ وجود میں آگیا اور اُمتِ مسلمہ کا ایک طے شدہ مسئلہ کا انکار کر بیٹھا، ایک اِجماعی مسئلہ جس کے بارہ میں کوئی شک نہیں، کوئی گنجائش نہیں،

قرآن پاک کی سو سے زیادہ آیتیں اس اِجماعی مسئلے کو بیان کرنے والی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی، اُن کے بعد نہ کسی نبی نے آنا ہے نہ آئے گا، نہ تشریعی آئے گا نہ غیر تشریعی آئے گا، نہ ظلّی آئے گا نہ بروزی آئے گا۔ پس مسئلہ ختم نبوت تو اُمت کا اِجماعی مسئلہ تھا لیکن اِس پس منظر میں ایک طرف تو یہ جہاد چل رہا تھا ہندستان کے اوپر سامراج اور اِستعمار حملہ آور تھے، مسلمانوں کے اِتحاد کو ختم کرنے کی اُن کے پاس کوئی صورت نہیں تھی اور جذبۂ جہاد ختم کرنے کی کوئی صورت نہیں تھی اِس کے لیے اُنہوں نے اِن شوشوں کو پیدا کیا۔ اِن سے چار کام لیے۔ اُن کے چار بنیادی مقاصد تھے:

سامراج اور اِستعمار کے چار مقاصد

❶ اُن کا پہلا مقصد اِس فتنہ کو پیدا کرنے کا یہ تھا کہ اپنا ایک ایجنٹ چھوڑنا جو اُن کے اَحکامات کو مان کر، اُن کی مرضی کے مطابق مسلمانوں میں فکری، نظریاتی اور مذہبی اِنتشار پیدا کرے۔

❷ اُن کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ اِس جہاد کو جو کہ ایک مقدس ترین عبادت ہے اور اس کے اثبات پر قرآن پاک کی بہت سی آیات اور احادیث موجود ہیں۔ اِس جہاد کو نہ صرف یہ کہ ہندستان میں ختم کیا جائے بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے اندر جو جذبۂ جہاد ہے اُس کو کسی طریقے سے نیست ونابود کیا جائے۔

❸ اُن کا تیسرا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کی جو وحدت ہے، مسلمانوں کی جو اِجتماعیت ہے خاص طور پر دین کے اور عقائد کے جو بنیادی مسائل ہیں اُن کو ختم کیا جائے، اُن کو توڑا جائے۔

❹ اُن کا چوتھا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں تہذیبی اور جاسوسی کاروائی کی جائے۔ آپ دیکھیں! قرآن پاک کا ایسا اِجماعی مسئلہ کہ سو سے زیادہ تو آیات مبارکہ ہیں، دو سو سے زیادہ اَحادیث ہیں اور آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ، تبع تابعین رحمہم اللہ کے سیکڑوں اور ہزاروں کے

قریب تو اقوال ہیں، اُن کی موجودگی میں آپ بتائیں کہ کسی مسلمانوں کے دل میں خیال بھی آسکتا ہے؟!! اُس کے باوجود یہ مسئلہ اُٹھا، اُن کو فنڈنگ کی گئی، اُن کو پیسے فراہم کیے گئے، اُن کو سپورٹ کیا گیا، اُس وقت سے لے کر آج تک اُن کو بیرونی طاقتوں کی مکمل سپورٹ جیسے پہلے تھی ویسے آج بھی حاصل ہے اور شاید اب پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ آپ دیکھ لیجیے! دنیا کے اِن ممالک میں جہاں مسلمانوں کا آنا جانا مشکل ہے، اگر وہ اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کر دیں تو اُن کو ویزے آرام سے مل جاتے ہیں، اُن کو بڑے بڑے عہدوں پر رکھا جاتا ہے، اُن کو بڑی بڑی پوسٹوں پر پہنچایا جاتا ہے اِس لیے کہ وہ سامراج اور اِستعمار کا کام کر رہے ہیں۔

یہ بات سمجھنے کی ہے کہ اِتنا بڑا ایک اِجماعی مسئلہ ہونے کے باوجود قادیانیت کو کس طریقے سے اُنہوں نے پروان چڑھایا کہ آج تک یہ فتنہ بہر حال ختم نہیں ہوا۔ لیکن آفرین ہے ہمارے شیوخ پر، اَکابرین پر جنہوں نے اِس فتنہ کا اِس طرح مَردانہ وَار مقابلہ کیا کہ پوری اُمت کے سامنے نہ صرف یہ کہ سیاسی پس منظر کھول کر رکھ دیا، بلکہ اِس کے مذہبی پس منظر بھی بیان کر دیے۔ عملی طور پر جتنے اِعتراضات ہو سکتے تھے وہ تمام اِعتراضات اُن کے سامنے رکھ کر اُن کا علمی دِفاع کیا۔ آج پوری دنیا میں آپ چلے جائیں وہ سب یہ جانتے ہیں کہ قادیانی ایک ایسا فرقہ ہے جو نام تو اسلام کا لیتا ہے لیکن حقیقت میں اسلام سے اِس فرقے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

قادیانیت امت مسلمہ کا حصہ نہیں

غیر مسلم عدالتوں نے جن کو اِسلام کے بارہ میں پتا نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ضرور جانتے ہوں گے لیکن قرآن اور اَحادیث کا اُنھوں نے مطالعہ نہیں کیا، جب اُن کی عدالتوں میں یہ مسئلہ آیا تو اُن نصرانی ججوں نے اپنی عدالتوں میں یہی فیصلہ دیا، ساؤتھ افریقہ کی عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ مسلمان علیحدہ چیز ہیں اور قادیانی ایک علیحدہ فرقہ ہے، اِن کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ وہاں کے مسلمانوں نے یہ درخواست بھی دی تھی کہ ہم اپنی حکومتوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اِن کے قبرستان کو علیحدہ کیا جائے، اِن کے عبادت

خانوں کو علیحدہ کیا جائے، یہ اپنے عبادت خانوں کے اوپر لفظ مسجد نہ لکھیں بلکہ اُن کو عبادت خانہ کہیں۔ یہاں تک یہ طے ہوا۔

آج اَلْحَمْدُ لِلّٰه! تمام دنیا کو یہ بات معلوم ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کس کو کہتے ہیں اور قادیانی فتنہ کس کو کہتے ہیں؟ ہمارے اِن اَکابرین نے نہ صرف یہ کہ اِس مسئلہ کو اِجماعی طور پر حل کیا، بلکہ قانون ساز اسمبلی سے اِس کو منظور کرایا۔ آج ہمارے سامنے ہمارے اِن اَکابرین، ہمارے اِن بزرگوں، ہمارے اِن شیوخ کی پوری تحریریں، پوری محنتیں کتابوں میں چھپی ہوئی ہیں، اُن کا ہم سب کو مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ کس طریقے سے اُنہوں نے اِس کا سَدِّ بَاب کیا؟!!

میں اپنے بھائیوں سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں، طلباء سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھیں! سامراج آج ختم نہیں ہوا، اِستعمار آج ختم نہیں ہوا وہ اُسی طریقے سے تیار بیٹھا ہے جس طریقے سے پہلے تیار تھا لیکن ہمارے پاکستان، ہندستان، بنگلہ دیش کے علماء کے لیے یہ ایک طرہ اِمتیاز ہے۔ یہ طرہ اِمتیاز کسی خطے کو حاصل نہیں ہوا۔ سامراج اِستعمار دنیا کے ہر خطے میں آیا، تمام اِسلامی ممالک کو آپ دیکھیں! سعودیہ عرب میں ہر جگہ آپ کو استعمار نظر آئے گا، مسلمان غلام رہے، آپ جا کر دیکھ لیجیے! پاکستان غلام رہا، ہندستان غلام رہا، بنگلہ دیش غلام رہا، عرب ممالک اُس کی لپیٹ میں ہیں، جتنے بھی مغربی ممالک ہیں، جتنے بھی جزائر ہیں، مراکش ہے، تیونس ہے وغیرہ، اِن سارے ممالک کو آپ دیکھ لیں، آپ عرب ملکوں میں چلیں جائیں، تمام جگہوں میں آپ جا کر دیکھیں گے کہ اِستعمار آیا، اُس اِستعمار نے پورے کے پورے علاقوں کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ پہلے جہاں پر قَالَ اللهُ، قَالَ الرَّسُوْل ﷺ کی آوازیں گونجتی تھیں وہاں آج مساجد ضرور ہوں گی لیکن وہاں پر دین کے نام لیوا اور دین کا ماحول آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ مساجد ضرور ہیں لیکن آپ کو ایسا لگے گا کہ جیسے آپ یورپ میں آ گئے ہیں، یہ سارے کے سارے علاقے آپ دیکھ لیجیے، یہ آپ کا ترکی ہے اس کو دیکھ لیجیے، عرب ریاستوں کو دیکھ لیں، وہاں پر بھی اِستعمار آیا تھا لیکن جب یہ طاقتیں گئیں تو کایا پلٹ گئی، علاقے بدل گئے، لوگوں کی تہذیبیں

بدل گئیں، لوگوں کی زبانیں بدل گئیں، لوگوں کی معاشرتیں بدل گئیں اور کچھ کا کچھ ہو گیا۔ جن جن جگہوں کے بارہ میں ہم سنتے تھے کہ بڑے بڑے ائمہ کرام وہاں تھے، وہاں آج کوئی صحیح مدرسہ نہیں ملے گا، دین کی صحیح رہنمائی کرنے والا نہیں ملے گا۔ یہ بڑی اَفسوس کی بات ہے! یہ اِستعمار پاکستان بھی آیا، اُس وقت یہ پاکستان متحدہ ہندستان تھا۔ یہاں پر بھی اِستعمار آیا تھا لیکن جب اِستعمار گیا تو آپ دیکھ لیں جیسا اِستعمار سے پہلے دین کا ماحول تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! قَالَ اللّٰہ، قَالَ الرَّسُوْل ﷺ کی آوازیں اِستعمار کے جانے کے بعد بھی ایسے ہی گونج رہی ہیں جیسے پہلے گونجا کرتی تھیں۔

مدارس کی برکات

ہم اپنے ملک کی لاکھ بُرائی کریں، یہاں بے دینی پر یقیناً فرق پڑا ہے، لیکن ایسا فرق نہیں پڑا جیسا فرق دوسری ریاستوں میں پڑا، اِس طور پر کہ وہاں پر آپ داڑھیاں نہیں رکھ سکتے، عورتیں برقع نہیں پہن سکتیں، ایسا فرق یہاں نہیں پڑا، جیسا مغربی ممالک میں پڑ گیا، الجزائر میں پڑ گیا، مراکش میں پڑ گیا، تیونس میں پڑ گیا۔ یہاں ایسا فرق نہیں پڑا جیسا کہ عرب ملکوں میں پڑ گیا۔ حرمین کی بات میں نہیں کر رہا، آپ حرمین کے علاوہ جگہوں پر جا کر دیکھیں وہاں پر فرق کیوں پڑا؟ وہاں اِستعمار کے جانے کے بعد ساری معاشرتیں کیوں بدل گئیں؟ اور ہمارے ہندستان پاکستان کے اندر مدارس کی وہی تعلیم ہو رہی ہے اور ویسے ہی ہو رہی ہے جیسے پہلے تھی بلکہ اُس سے زیادہ طلبہ آپ کو نظر آئیں گے اور آپ کو ماحول معاشرے کے اندر دینی اقدار نظر آئے گا، مشرقی اقدار نظر آئے گا۔ یہ کیوں ہے؟ اِس کا ایک ہی سبب ہے اور وہ مدارس ہیں اور کوئی وجہ نہیں۔ وہاں مدرسے ختم ہو گئے تھے، وہ اپنی نسلوں کے دین کی حفاظت نہیں کر پائے جب کہ ہمارے ہاں ہمارے بزرگوں نے، ہمارے اَکابرین نے (اللہ ربُّ العزت اُن کو جنّت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے اُن کی قبروں کو اللہ تعالیٰ اَنوارات سے اور اپنی رحمتوں سے بھر دے، آمین) ہم لوگوں پر اِحسانِ عظیم کیا کہ اِن مدرسوں کو آباد رکھا۔ دار العلوم دیوبند کن حالات میں قائم ہوا؟ اُس اِستعمار کے زمانے

میں کس طریقے سے بزرگوں نے ہمارے مدارس چلائے ؟!! جب پاکستان بنا، ہندستان سے اِستعمار گیا تو وہ مدارس اور اُن کی نسلیں اُسی طرح اپنے دین کے تحفظ کے ساتھ تھیں، اپنے اقدار کے ساتھ تھیں، اپنی معاشرت کے ساتھ تھیں جیسے وہ پہلے تھیں۔ آج ہمارے ہاں پاکستان میں ختم نبوت کا تحفظ کیا ہے تو پاکستانی علماء کرام نے کیا ہے، ہندوستان کے ہمارے اکابرین نے کیا، بنگلہ دیش کے ہمارے اکابرین نے کیا۔ لیکن یہی مسئلہ عرب ملکوں کو پیش آتا ہے تو پاکستانی علماء وہاں جا کر رہنمائی کرتے ہیں، یہی مسئلہ افریقی عدالتوں میں پیش آتا ہے، ہمارے ملک کے علماء جا کر رہنمائی کرتے ہیں۔

اِس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ مدارس دینیہ قائم ہیں۔ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ جو لوگ اپنی نسلوں کو تیار کرتے ہیں اُن کا دین ہمیشہ سلامت رہتا ہے، جو لوگ اپنی نسلوں کی فکر کرتے ہیں تو دین نسل درنسل اُن کے اندر چلتا رہتا ہے۔ ہمارے اکابرین نے یہی کام کیا، ہمیں بتایا ہماری نسلوں کو بتایا کہ عقیدۂ ختم نبوت کس کو کہتے ہیں؟ ہماری نسلوں کو بتایا کہ یہ فتنہ کیسا ہے؟ اور یہ بھی بتایا کہ یہ فتنہ ایک نہیں ہے اِس کے بعد اور بھی کتنے فتنے آئیں گے جو ہماری نظریاتی سرحدوں پر حملہ آور ہیں، ہمارے ایمان پر حملہ آور ہیں، ہمارے بچوں پر حملہ آور ہیں، یہ مسئلہ مستقل آرہا ہے۔ اسمبلی میں بل پاس ہوا جس کا ہم آج یہ دن منا رہے ہیں۔ آپ پوری تحریک اُٹھا کر دیکھیں تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے فرشتے اِس تحریک کو لے کر چلے ہوں۔

تحریک کامیابی کے اصول

میں یہ بات عرض کرتا ہوں اور آخر میں اِسی پر اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ تحریک کامیاب کیوں ہوئی ؟ اِس تحریک کی کامیابی کے اَسباب کیا تھے؟ اُن اسباب پر غور کریں تو جن مسائل کا میں اور آپ سامنا کر رہے ہیں اور آئندہ آنے والے جو مسائل ہیں اُن کا ہم مقابلہ کر سکیں گے؟ جن خطوط پر ختم نبوت کی تحریک کامیاب ہوئی وہ خطوط یہ تھے کہ نمبر ایک: اِخلاص۔ کوئی دنیاوی مقصد نہیں، صرف اِعلَاءِ کَلِمَةُ اللہ کے لیے، اپنے دین کے تحفظ کے لیے یہ کام کیا۔ دوسری اہم بات جس کا آج ہمارے ہاں بڑا

فقدان ہے وہ ہے اِجتماعیت۔ دین کے بنیادی کاموں میں، دین کے بنیادی مسئلوں میں آپس میں لاکھ اِختلافِ رائے ہو، آپ لاکھ ایک دوسرے کی رائے پر علمی طور پر اعتراض کریں لیکن جب کام کا وقت آئے، پھر ہمیشہ متحد ہوکر دنیاوی اَغراض سے بالاتر ہوکر، نام و نمود سے بالاتر ہوکر، جب کام کیا جاتا ہے تو اللہ ربُّ العزت کی مدد و نصرت نازل ہوتی ہے۔ میں نے جیسا کہ عرض کیا کہ یہ تحریک چلی تو ایسا لگتا تھا کہ فرشتوں نے تحریک چلائی ہو۔ پوری اُمت کھڑی ہوگئی اِس لیے کہ پوری اُمت کے انسان کھڑے تھے، ہر طبقہ فکر کے لوگ کھڑے تھے۔ آج بھی اگر ہمارے ہاں یہ مسئلہ ہو کہ جتنے اَدیانِ باطلہ ہماری نظریاتی سرحدوں پر حملہ آور ہیں اگر ہمارے ہاں ہر طبقہ و فرقہ کے لوگ اُسی طرح اِجتماعیت کے ساتھ مقابلہ کریں گے تو آپ یقین مانیں کہ اِنْ شَآءَ اللہ ہر طاقت کا مقابلہ کر سکتے ہیں، بشرطیکہ اِخلاص اور رُجُوع اِلَی اللہ ہو اور آپ میں اِتحاد و اِتفاق ہو۔ یہ ایسی طاقت ہے، یہ ایسی قوت ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کے اِتحاد کی اِس طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی، آپ دیکھیں کہ ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا جو پلیٹ فارم ہے اُس پر آکر ہر طبقہ فکر کے لوگ گفتگو کرتے ہیں۔ میں اُن کے کئی اِجتماعات میں دوسرے شہروں میں شریک ہوا ہوں، چناب نگر کے اندر بھی اُن کے اِجتماع میں شریک ہوا ہوں، مجھے یہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی کہ ہر طبقہ زندگی کے افراد نے آکر گفتگو کی، مختلف فرقوں کے لوگوں نے آکر گفتگو کی، جن کے ساتھ بیٹھنا لوگ پسند نہیں کرتے وہ بھی آتے ہیں اور آنا چاہیے اِس لیے کہ یہ اِجماعی مسئلہ ہے، کسی ایک کا مسئلہ نہیں ہے اور ہر فرقہ اگر ٹولیوں میں بٹ کر کوئی کام کرے گا تو کبھی بھی وہ کام کامیابی سے ہم کنار نہیں ہوگا۔

میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اِس تاریخ سے سبق لینے اور طریقہ کار کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر اور اپنے اَکابرین کے نقشِ قدم پر ہم لوگوں کو چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمِین) ا

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

''تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت''

حضرت مولانا سیف الرحمٰن قاسم دامت برکاتہم

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۔ (سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب:۴۰)

ہمارے اکابر علماء دیوبند میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ محاذ ختم نبوت پر علمی وتحقیقی میدان میں پہلے سرپرست تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ سعادت عطا فرمائی تھی، مگر اِس سعادت کے پیچھے کچھ قربانیاں اور دِلی جذبات تھے۔

میری شفاعت کا مسئلہ ہے

جب بہاولپور کے مقدمہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ختم نبوت کے مسئلہ کے لیے بلایا گیا کہ آپ تشریف لائیں اور عدالت میں گواہی دیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، ضُعف تھا، بیماری تھی۔ شاگردوں نے کہا کہ حضرت! ہم چلے جاتے ہیں۔ شاگرد بھی مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے علماء تھے اور بھی کئی علماء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لے گئے اور چند شاگرد بھی ساتھ گئے، وہاں پہنچ کر کافی لمبے لمبے بیانات ہوئے۔ ایک دفعہ ایک مسجد میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: میں اِس لیے حاضر ہوا ہوں کیوں کہ میں نے سوچا کہ میرا نامہ اعمال تو سیاہ ہے، شاید یہی سفر میری بخشش کا ذریعہ بن جائے کیوں کہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جانب دار بن کر آیا ہوں۔ جب واپس دیوبند تشریف لے گئے تو علماء کو جمع فرما کر یہ بات فرمائی کہ آپ لوگوں نے کہا تھا کہ آپ نہ

جائیں۔ لیکن میں نے آپ لوگوں کی بات نہیں مانی، اِس پر ناراض نہ ہونا۔ میں نے بہاولپور کا سفر اس لیے کیا ہے کہ کہیں قیامت کے دن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کی وجہ سے میری شفاعت سے اِنکار نہ کر دیں کہ میری عزت کا مسئلہ تھا، تم نے خود سفر کیوں نہیں کیا؟

تو اِس کام کو اپنا مقصد سمجھ کر کرنا، اُن حضرات کے دل میں یہ تڑپ تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے مستقل اُن کی سرپرستی میں یہ کام چلا دیا۔ دنیا میں کہیں بھی یہ کام ہو رہا ہے، اُن کو قبر میں اِس کا ثواب پہنچ رہا ہے۔

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں ایک صحابی حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ سیرت و تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے پوچھا کہ ''اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ''؟ صحابی رضی اللہ عنہ جرأت سے کہنے لگے: ''نَعَمْ! اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ''۔ پھر پوچھا: ''اَتَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟'' تو اُن صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اَنَا اَصَمُّ لَا اَسْمَعُ''۔ پھر وہی جملہ دہرایا تو حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ نے وہی جواب دیا۔ اِس پر مسیلمہ کذاب کو بڑا غصہ آیا اور ایک عضو اُن صحابی رضی اللہ عنہ کا کٹوا دیا۔ اُن صحابی رضی اللہ عنہ نے قیامت تک کے لیے ہمیں بتا دیا کہ ختم نبوت کے متعلق ہمارا اِتنا پختہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ ہمارے سامنے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی ہو اور ہم کسی اور کی طرف اِس نیت سے نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھیں بلکہ تصور میں بھی نہ لائیں کہ کوئی اور بھی نبی ہو سکتا ہے۔ ہاں! جن سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر کیا اُن کو تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہنے سے مانیں گے لیکن بعد کے کسی نبوت کے دعوے دار کی تصدیق کا ہم سوچ بھی نہ سکتے۔ اور سوچیں بھی کیسے؟ اِسلام کے اَحکام ہمیں کھل کر بتا رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کی تصدیق نہ کرنا۔

سب کی گردنیں جھکا دیں

کلمہ طیبہ تو ہر مسلمان کو آتا ہے، کلمہ شہادت ہر مسلمان کو آتا ہے، اَذان و اِقامت میں بھی ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' نماز میں بھی ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَرَسُوْلُهٗ "۔ دیکھیں! یہ تمام کام اُس زمانے سے آج تک چلے آرہے ہیں اور اِن میں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر آرہا ہے اور کسی کا ذکر ہی نہیں۔ اگر کسی اور نے نبی بننا ہوتا تو اُس کا ذکر کہیں تو ہوتا؟!! عجیب بات ہے کہ! مرزائی بھی جب اَذان دیتے ہیں اپنے چینل سے یا عبادت گاہوں سے تو یہی کہتے ہیں: "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ "۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیسا عجیب معجزہ ہے کہ دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلمہ بلند کرنے پر مجبور ہیں۔

آگے چلیں، مرنا تو سب نے ہے، جب آدمی قبر میں جائے گا تو پوچھا جائے گا: "مَنْ رَّبُّكَ "؟ اِیمان والا کہے گا: "رَبِّيَ اللهُ "۔ میرا رب اللہ ہے۔ پھر پوچھا جائے گا: "مَنْ نَبِيُّكَ "؟ اِیمان والا خوش نصیب کہے گا: "نَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ﷺ "۔ میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ یہاں بھی کسی اور نبی کا ذکر نہیں۔ جو آدمی دنیا میں ختم نبوت کا عقیدہ رکھے گا اور کہے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ وہی شخص وہاں گواہی دے گا کہ "نَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ﷺ "۔ جو اوروں کے گُن گاتا رہا، کسی اور کو نبی مانتا رہا یا شک میں رہا تو وہ وہاں نہیں کہہ سکے گا کہ "نَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ﷺ "۔

آگے چلیں! قیامت کا دن ہوگا، سب لوگ پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس شفاعت کے لیے حاضر ہوں گے، پھر حضرت نوح علیہ السلام پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اور سب انبیاء کرام علیہم السلام فرمائیں گے کہ دوسرے کے پاس جاؤ۔ حتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جاؤ وہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ہیں۔ پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں سب لوگ حاضر ہوں گے اور کہیں گے: "يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ " اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں ہماری سفارش کریں۔ ہم کتنی پریشانی میں ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمائیں گے: ہاں! میں شفاعت کروں گا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جائیں گے اور اللہ کے سامنے لمبا سجدہ کریں گے۔ اللہ کی طرف سے شفاعت کی اِجازت ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ تو آپ نے غور کیا؟ اُس وقت شفاعت کے لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی اور کا نام نہیں ہے اور

شفاعت کی درخواست کرتے وقت بھی ختم نبوت کا اِقرار کریں گے۔ جب میدانِ محشر میں بھی ختم نبوت کا اِقرار کرنا ہے تو دنیا ہی میں اِس عقیدے کو سینے سے لگالو۔

آنکھیں بند کرلیں

ہر طرف سے آنکھیں بند کرلیں کہ :بس ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔ یہ مت کہہ دینا کہ قادیانی اپنی پیشین گوئیوں میں جھوٹا تھا اِس لیے نبی نہیں، اُس کا کردار غلط تھا اِس لیے نبی نہیں۔ ہم کسی اور کو بطورِ نبی نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں، نہ برداشت کر سکتے ہیں۔ یہاں ایک لاہوری مرزائیوں کا فتنہ ہے جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا کو نبی نہیں مانتے بلکہ ہم اُس کو مجدّد مانتے ہیں۔ وقت کی قلّت کی وجہ سے مختصر بات کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی اگر نبوت کا دعویٰ نہ کرتا تو پھر بھی اُس کے کفریات بے شمار ہیں۔ اُن کو مجدّد وہی ملا ہے جو مسلمان کے ہر عقیدے کا منکر ہے؟ اُس نے حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت لگائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شدید توہین کی اور اُس نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے نام اپنے لیے رکھ لیے حتیٰ کہ اپنی کتاب "ایک غلطی کا اِزالہ" میں لکھتا ہے جو رُوحانی خزائین کی اٹھارویں جلد میں موجود ہے، وہ واضح طور پر کہتا ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اِس وحی الٰہی میں میرا نام محمد اور رسول رکھا گیا ہے۔ (رُوحانی خزائین، ج ۱۸، ص ۲۰۷) وہ خود کو عین محمد قرار دیتا ہے۔ اگر یہ بھی کفر نہیں تو پھر دنیا میں کفر کس کو کہتے ہیں؟ یہ وہ کفر ہے جو ابو جہل اور ابولہب نے بھی نہیں کیا، وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کا معنیٰ صحیح کرتے تھے لیکن مانتے نہیں تھے۔ تصدیق نہیں کرتے۔ اُس نے تو معنیٰ ہی بدل دیا۔ تو اس کو مجدد کہنے والے چودہویں صدی کے لوگ اِسلام سے خارج ہیں فتوے کی رُو سے بھی اور پاکستان کے آئین کی رُو سے بھی۔ جیسے قادیانی اُس کو کھلم کھلا نبی مان کر کافر ہیں۔ اِسی طرح یہ لاہوری بھی مرزا قادیانی کو مجدّد مان کر کافر ہیں، یہ معصوم بنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے قائل ہیں، ہم تو صرف مجدّد مانتے ہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ یہ دونوں گروپ کہتے ہیں کہ مسیح موعود مرزا قادیانی ہے اور قرآن واَحادیث میں جس عیسیٰ کا ذکر ہے اُس سے مُراد مرزا قادیانی ہے۔ اب آپ بتائیں کہ

اِسلام کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً نبی ہیں ،قادیانیوں اور لاہوریوں نے نبوت کا منصب مرزا قادیانی کو دیا تو انہوں نے پھر بھی نبی تو مان لیا۔ ہاں! اگر یہ کہیں کہ ہمارے عقیدے کی رو سے وہ نبی نہیں تو اپنا عقیدہ سنبھال کر رکھو، اِسلامی عقیدے کی رو سے وہ نبی ہیں اور اب تم نے مرزا کو یہ منصب دے کر نبی بنا دیا۔ اِن دونوں گروہوں سے متعلق یہ یقین کرلیں کہ یہ کافر ہیں۔ حضرت اُمیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک کالا خنزیر اور دوسرا سفید خنزیر ہے، دونوں کفر میں برابر ہیں۔ ایک کفر میں کھلم کھلا ہے دوسرا ہوشیاری سے کام لیتا ہے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔

وَ آخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

”سعادت مند لوگ“

حضرت مولانا مفتی سعید احمد اوکاڑوی

(امام وخطیب جامع مسجد عالمگیر، بہادر آباد)

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

میرے محترم بزرگو اور دوستو!

خریدارانِ یوسف علیہ السلام

آج ہم اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں اور ختم نبوت کی نسبت سے جمع ہونا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی دلیل بھی ہے اور اظہار بھی ہے۔ میرے دوستو! اس اِظہار کا فائدہ آج نظر نہیں آئے گا، لیکن کل قیامت کے دن اللہ جل شانہ اُس کے فوائد ہمیں دکھا دیں گے۔ ختم نبوت کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے کہ اُمت نے ہمیشہ اُس کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ آج ہم ویسی قربانیاں تو نہیں دے رہے، لیکن جن لوگوں نے قربانیاں دی ہیں، اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ کل ہمیں بھی اُن کی صف میں شامل کر دیا جائے گا۔ آپ حضرات نے علمائے کرام سے سنا ہوگا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی جب بولی لگی تو مختلف خریدار آئے، کوئی کتنے کا خریدار، کوئی کتنے کا خریدار، لیکن ایک عورت گٹھڑی لے کر آگئی۔ کہنے لگی: یوسف (علیہ السلام) کی خریدار ہوں۔ لوگوں نے کہا: یہاں تو لاکھوں کروڑوں کی بولیاں لگ رہی ہیں، تیری گٹھڑی کیا کرے گی؟ بوڑھی نے کہا کہ ٹھیک ہے! میں یوسف (علیہ السلام) کو خرید تو نہیں سکتی، لیکن کل قیامت کے دن یوسف (علیہ السلام) کے خریداروں میں میرا نام آجائے گا۔ تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ! کل قیامت کے دن ہمارا نام بھی ختم نبوت کے پروانوں میں آجائے گا۔ میرے دوستو! شفاعتِ نبوی کا حصول ہمارے لیے باعث فخر ہے، اور اللہ کا شکر ہے کہ ہم ایسے پروگراموں میں شریک ہو رہے ہیں، ہمارا شریک ہونا کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور قرب کا ذریعہ ہوگا۔ اللہ جل شانہ اِس عقیدے کے تحفظ کے لیے ہم سب کو تیار رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تنکے کے برابر بھی شریک نہیں کیا

میرے دوستو! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کئی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اُن میں ایک عورت بھی تھی، مسیلمہ کذاب نے بھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میری اُمت میں جھوٹے نبی پیدا ہوں گے۔ لکھا ہے کہ مسیلمہ کذاب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کے لیے آیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری نبوت کو مان لیں، میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت کو مان لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین سے تنکا اُٹھایا، اُس کو توڑا اور فرمایا کہ: اِس تنکے کے برابر بھی تمہیں شریک نہیں کروں گا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلا دیا کہ: نبوت کے معاملے میں جو بھی میرے دامن پر ہاتھ ڈالنا چاہے گا اور میری ختم نبوت کی چادر پر ہاتھ ڈالنا چاہے گا وہ دُنیا میں زندہ رہنے کا حق دار نہیں۔ لیکن تم وفد بن کر آئے اور وفد کا بہر صورت احترام کیا جاتا ہے، اگر وفد کے قتل کی اجازت ہوتی تو میں تمہیں قتل کروا دیتا۔ تم زمین پر زندہ رہنے کے قابل نہیں، تمہارا خون مباح ہو گیا لیکن وفد کی عزت کی جاتی ہے، اِس لیے تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دُنیا سے جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کیا۔

بھروسا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر

کچھ دن قبل میں ایک کتاب پڑھ رہا تھا، اُس میں عجیب بات لکھی تھی کہ سجاح نامی عورت نے نبوت کا اعلان کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُس کا تعاقب کیا۔ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح دی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ جل شانہ نے ہمیں اِس پر غالب کر دیا، اب اللہ مسیلمہ پر بھی ہمیں غالب کرے گا۔ مسیلمہ کذاب کیا چیز ہے؟ لکھا ہے کہ یہ بول اللہ کو پسند نہیں آیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صبح لڑائی شروع ہوتی، مغرب تک لڑتے تھے۔ اللہ نے ہمیں دکھلایا کہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اگر پورا دن لڑنا پڑے تو لڑتے رہنا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پُشت نہیں پھیری۔ علماء نے لکھا ہے کہ اتنے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی جنگ میں شہید نہیں ہوئے جتنے ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ کے لیے شہید ہوئے۔ ۷۰۰ قاری قرآن اِس جنگ میں شہید ہوئے، گویا جانیں دے کر اُن حفاظ کرام نے اُمت کو سبق دیا ہے کہ ختم نبوت کا مسئلہ معمولی مسئلہ نہیں ہے، اِس کو معمولی نہ سمجھنا۔ اِس لیے اللہ ربّ العالمین ہمیں اِس عقیدہ کی حفاظت کے لیے قربانی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) میرے دوستو! ختم نبوت کا تحفظ، ذات نبی کا تحفظ ہے۔ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا تحفظ کریں گے تو اللہ ہماری جانوں کا تحفظ کریں گے۔ ہمارے ختم نبوت والے حضرات کی قربانیاں رہتی دُنیا تک یاد رہیں گی۔

تحریک ختم نبوت اور جامعہ رشیدیہ

مجھے یاد آیا کہ ۱۹۷۴ء میں جب مرزائیوں نے ربوہ (موجودہ نام چناب نگر) اسٹیشن پر مسلمان بچوں کو مارا تھا تو پورے ملک میں ایک تحریک چلی۔ ہم اُس وقت جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں پڑھتے تھے۔ اُس مدرسے کے بانی تھے مولانا حبیب اللہ رشیدی رحمۃ اللہ علیہ، اللہ نے اُن کو ختم نبوت کے لیے قبول فرمایا تھا۔ وہ ہر وقت اِس عقیدہ کی خاطر قربانی دینے کے لیے تیار رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن ایسا ہوا کہ مدرسہ کے طلبہ شہر میں جگہ جگہ ختم نبوت کے اشتہار لگانے گئے تو مرزائیوں نے اُن کو پکڑ لیا، مارا، پولیس نے گرفتار کر لیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اُس وقت فرمایا تھا کہ: اے طلبہ کی جماعت! اللہ نے تمہاری قربانی قبول فرمائی ہے، تمہیں جیل جانا پڑا۔ اِنْ شَآءَ اللہ! کل قیامت کے دن اِس کا بدلہ تمہیں اللہ عطا کرے گا اور طلبہ نے ایسی قربانی دی کہ اپنا سبق چھوڑ کر مرزائیوں کی دکانوں کے باہر کھڑے ہوتے، سارا دن کھڑے رہتے اور آنے والے مسلمان کو بتاتے کہ یہ مرزائیوں کی دوکان ہے، یہاں سے سودا لینا جائز نہیں تا کہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ مرزائیوں سے خرید و فروخت حرام ہے۔ اِس لیے کہ مرزائی اپنی آمدنی کا ۱۰ فیصد حصہ مرزائیت کی تبلیغ کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ اِس طرح علمائے کرام نے اِس عقیدہ کے لیے قربانی دی۔ اللہ جل شانہ ہمیں بھی اِس کے لیے قربانی دینے کی توفیق نصیب فرمائیں، اِنْ

شَآءَ اللہ! اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب فرمائیں گے، کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی، حوضِ کوثر پر آبِ کوثر نصیب ہوگا۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت بیماری کی حالت میں مدرسہ کے طلبہ سے فرمایا تھا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس عظیم کام کے لیے قبول فرمائے اور قادیانیت کو نیست و نابود کرے۔ (آمِیْن)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

امراء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

امیر اول

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امیر دوم

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

امیر سوم

مفکر ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

امیر چہارم

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

امیر پنجم

فاتح قادیاں مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ

امیر ششم

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

امیر ہفتم

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

امیر ہشتم

حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

امیر نہم

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

امیر دہم

حضرت مولانا حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم

”تحریکوں کی کامیابی“

حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان دامت برکاتہم
مصنف وکالم نگار وصحافی

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ (سُوْرَةُ الْاَحْزَاب۴۰)

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے ساتویں اُمیرِ مرکزیہ، شیخ الحدیث، اُستاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَہٗ کی یاد میں یہ شاندار پروگرام منعقد کیا گیا ہے۔ ایسے پروگراموں کا مقصد ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے اُمّتِ مسلمہ کو بیدار رکھنا ہے کہ اِسلام کے اِس بنیادی عقیدے کی حفاظت کے لیے وہ سینہ سپر رہیں اور اِس بارہ میں اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ رہیں، دُشمن کی سازشوں اور اُس کے مکروفریب سے خبردار رہیں۔

اِسلام اپنے آغاز ہی میں ختم ہو جاتا

جیسا کہ مجھ سے پہلے فاضل مقرر نے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت اِسلام کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ یہ بات ہماری کتبِ عقائد کے اندر صراحتاً موجود ہے۔ قرآن مجید کی آیات اور اَحادیث کی واضح نُصوص اِس پر گواہ ہیں۔ کسی تحریف کے ذریعے اِن آیات ونُصوص کو اپنے معانی سے ہٹا دینا، ضروریاتِ دین میں سے ایک اہم ضرورت کا اِنکار ہوگا اور بلاشک وشبہ کفر ہوگا۔ یہ ایک ایسی بنیادی چیز ہے، دین کا ایسا بنیادی حصہ ہے، ہمارے عقائد کا ایسا بنیادی حصہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے جب یہ مسئلہ آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِجماع ہوا کہ اِس کے منکرین اور اِس کے مخالفین کے ساتھ جہاد کیا جائے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دُور میں جب منکرین ختم نبوت کھڑے ہوئے، اپنی جعلی اور جھوٹی نبوتوں کا اُنہوں نے دعویٰ کیا اور بہت سے لوگوں کو اِسلام سے برگشتہ کر کے اِسلامی خلافت کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے تو وہ ایسا نازک وقت تھا کہ اگر

اُس موقع پر پوری قوت، پوری اِجتماعیت اور پوری صلاحیت کے ساتھ اِس کا مقابلہ نہ کیا جاتا تو اِس بات کا شدید خطرہ تھا کہ اِسلام اپنے آغاز ہی میں ختم ہوجاتا۔ لیکن سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اِستقامت، اُن کی صلاحیت اور دُور اَندیشی اور اُن کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اُن کی رائے پر اِتفاق اور اِجماع نے یہ صورت پیدا کردی کہ دیگر تمام خطرات کے ہوتے ہوئے بھی، جب کہ رُومیوں کی طرف سے بھی حملے کا خطرہ تھا اور فارس کی جانب سے بھی خطرات موجود تھے، اِن سب کے باوجود اِسلامی مملکت کے اندر، جزیرۃ العرب کے اندر اُبھرنے والی منکرینِ ختم نبوت کی باطل تحریکوں کا بلا تاخیر مقابلہ کیا گیا۔

اِسلامی تاریخ کے وہ اُوراق گواہ ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پہلا سال شروع ہوتا ہے ربیع الاول ۱۱ ہجری میں اور دو بڑے اِسلام دُشمن، ختم نبوت کے منکر: طلیحہ اور مسیلمہ کذاب، وہ اپنے اپنے علاقوں میں انکارِ ختم نبوت کا اعلان کرتے ہیں اور اپنی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، اُن کے ساتھ ایک تیسری خاتون سجاح نامی بھی شامل ہوگئی اور مسیلمہ کذاب اور اُس کا آپس میں رشتہ ہوگیا، شادی ہوگئی، ہزاروں لوگ اُن کے ساتھ ہوگئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اَکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، حضرت شرحبیل ابن حسنہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ ایسے بڑے بڑے حضرات کو افواج دے کے روانہ کیا اور کئی خون ریز معرکے ہوئے، جن میں یمامہ کی جنگ بہت مشہور ہے۔ ایک ہی جنگ میں، ایک ہی معرکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی تعداد شہید ہوئی۔

تاریخی روایات میں مذکور ہے کہ سات سو حفاظ اور قاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِس ایک معرکہ میں ختم نبوت کی حفاظت کے لیے شہید ہوئے۔ مگر اِس بارہ میں کوئی سمجھوتا نہیں کیا گیا۔ مسیلمہ کذاب قتل ہوا، طلیحہ فرار ہوا اور بعد میں تائب ہوکر اَز سرِ نو اُس نے اِسلام قبول کیا۔ ایک سال کے اندر یعنی ربیع الثانی ۱۱ ہجری میں یہ مہمات شروع ہوئی ہیں اور ذوالحجہ ۱۱ ہجری کے اندر اِن تمام منکرین ختم نبوت کا صفایا ہوجاتا ہے۔ جو لوگ اپنے کفر پر اَڑے رہے وہ قتل کردیے جاتے ہیں اور جو لوگ تائب ہوجاتے ہیں، اِسلام قبول کرلیتے ہیں، اُن

کی توبہ قبول کی جاتی ہے اور دوبارہ جزیرۃ العرب اُسی طرح اِسلام کا گہوارہ بن جاتا ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دَور میں تھا۔ یہ وہ بنیاد تھی کہ جس پر آگے چل کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دَور میں اِس اندرونی استحکام کی وجہ سے بیرونی فتوحات حاصل ہوئیں۔

مرزا قادیانی انگریز کا ایجنٹ

اِسلام دشمن طاقتوں نے اِس کے بعد بھی اَگلی صدیوں میں کئی بار ایسی ناپاک کوششیں کیں کہ مسلمانوں کے اندر اپنے آلۂ کار کھڑے کیے۔ چوں کہ نبوت ایک ایسا مقام ہے کہ اُس مقام پر سارے مقامات ختم ہوجاتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ ختم کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اب کوئی نیا دین نہیں آسکتا، جسے دنیوی و اُخری نجات کا راستہ چاہیے وہ اِسی دین کی پیروی کرے گا۔ لہٰذا اِسلام دشمن طاقتوں نے اِس عقیدے پر ضرب لگا کے نئے اَدیان کا راستہ کھولا اور ہمارے برصغیر پاک و ہند میں اَنگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا، جو انگریز کا باقاعدہ تربیت یافتہ ایجنٹ تھا اور جس نے ختم نبوت کے خلاف اور مسلمانوں کو اِسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے ایسی کوششیں کیں کہ سابقہ کسی جھوٹے جعلی نبی کی تاریخ میں یا اُس کے حالات میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ اِس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ مسلمانوں کا دورِ اِنحطاط تھا اور ساری اِستعماری طاقتیں پورے وسائل کے ساتھ اُس وقت بھی اُس کے ساتھ تھیں اور اب بھی ہیں۔

آئینِ پاکستان اِسلام دشمنوں کو کھٹک رہا ہے

مجھ سے پہلے فاضل مقرر نے بڑی عمدہ بات کہی کہ پاکستان کے آئین اور قانون میں تو ہمارے اَکابر کی کوششوں سے قادیانیوں کو غیر مسلم اَقلیت قرار دیا جاچکا ہے تو اِس کے بعد ختم نبوت کے یہ پروگرام کرانے اور اِس تحریک کو جاری رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ تو حضرت نے وہ بات واضح کردی کہ اِس کی ضرورت کیا ہے؟ مگر اِس کے ساتھ ایک چھوٹی سی بات جو اپنی جگہ بڑی اہم ہے، مَیں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ آئین ہمارے اَکابر ہی کا بنایا ہوا ہے، اِس کی تشکیل میں ہمارے اَکابر پوری طرح شامل رہے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے آئین کا دستور طے کیا۔ اسی طریقے سے حضرت مولانا اِحتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، یہ بڑے بڑے اَکابر تھے جو اِسلامی قانون کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ ۱۹۷۳ء کا جو آئین طے ہوا، اُس آئین میں اِن تمام حضرات کی فکر و نظر شامل تھی اور اِس کے بعد ۱۹۷۴ء میں جو ترمیم ہوئی اور وہ با قاعدہ اِس آئین کا حصہ بنی۔ اِس وجہ سے یہ ہمارا آئین اِسلام دشمن طاقتوں کی نگاہ میں بُری طرح کھٹک رہا ہے اور اُن کی پوری کوشش ہے کہ کسی طریقے سے پاکستان کے آئین کو ختم کر دیا جائے یا بالکل تبدیل کر دیا جائے، اُسے خالصتاً ایک سیکولر آئین بنا دیا جائے۔

آج کل یہ ذہن اَکابر پر عدمِ اعتماد کی وجہ سے بہت عام ہو گیا ہے کہ پاکستان کا آئین کفریہ ہے، پاکستان کا آئین سراسر غیر اِسلامی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی چیز کا بالکل کفریہ ہونا ایک الگ بات ہے اور کسی چیز کا عین اِسلامی نہ ہونا الگ بات ہے۔ دونوں میں فرق ہے۔ سو فیصد اِسلامی ماحول تو بعض اُوقات ہمارے گھروں میں بھی نہیں ہوتا لیکن اُس سُو فیصد اِسلامی ماحول نہ ہونے کی وجہ سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ گھر کا ماحول کفریہ ہے۔ بعض اوقات ہمارے اپنے کسی مدرسے کے منشور میں بھی کوئی ایسی بات ہو سکتی ہے جو محلِ نظر ہو۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس مدرسہ کا دَستور کفریہ ہے۔ کفر اور اِسلام بہت واضح چیزیں ہیں اور ہمارے اَکابر کی نگاہ تو بہت بلند تھی، اللہ معاف کرے! ایسی بدگمانی زیب نہیں دیتی کہ ہم یہ کہیں کہ اُنہیں کفر کا پتا ہی نہیں چلا اور اُنہوں نے ایک کافرانہ آئین کی تصویب کر دی۔ یہ فکر عام ہو کر نہ صرف پاکستان کے آئین سے لوگوں کو منحرف کر رہی ہے بلکہ اِس کا نتیجہ اِس کے سوا اور کچھ نہیں نکل سکتا کہ پاکستان کے آئین میں جو اِسلامی دفعات ہیں بشمول قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی دفعہ کے، ہم اُن تمام چیزوں سے دَست بردار ہو جائیں اور یہی ہمارا دشمن چاہتا ہے۔ چوں کہ یہ بہت نازک معاملات ہیں، اِسلام اور کفر کے معاملات ہیں، عقائد کے معاملات ہیں لہٰذا میں تمام حضرات سے دَست بَستہ عرض کرتا ہوں کہ اِن معاملات میں اپنے اَکابر پر پورا اعتماد کریں۔ ہمارے اَکابر (اللہ اُن

کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ (آمین)) حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم، عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے ہمارے اُمیر حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ، یہ بڑے بڑے اکابر ہیں۔ ایسے معاملات میں اگر کوئی شبہ پیش آتا ہے تو اِن کی رائے لیں۔ اگر اِن حضرات میں سے کسی نے پاکستان کے آئین کو کفریہ نہیں کہا تو ہمارے لیے کوئی گنجائش نہیں بنتی کہ ہم کسی اور کی تقلید کرتے ہوئے، کسی اور کا لٹریچر پڑھ کے خوامخواہ اپنے طور پر کفر کے فتوے لگائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابر کی اِتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

تحریک کی کامیابی کی اصل وجہ

ہماری جو ختم نبوت کی تحریک ہے، اِس تحریک کی کامیابی اور پروان چڑھنے کی ایک بہت اہم بنیادی وجہ جو ہے وہ یہ کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اِس تحریک کے کارکن اور اِس کے حضرات اکابر کے ساتھ چلتے ہیں، اپنی الگ راہ نہیں بناتے۔ اگر ہر بندہ اپنی الگ الگ سوچ لے لیتا، الگ الگ فکر لے لیتا تو یہ تحریک کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی تھی۔ تو اِن حضرات نے اکابر کا راستہ اپنایا ہے، ہم بھی اکابر سے وابستہ ہوکر چلیں گے اور جن مسائل میں ہمیں کوئی اِشکال پیش آتا ہے تو اپنی رائے پر اِن حضرات کی رائے، فتوے، تجویز اور مشورے کو ترجیح دیں گے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ! کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔ حالات کا جتنا تجربہ انہیں ہے، جتنا زمانہ انہوں نے دیکھا ہے، فقہ کو جتنا وہ سمجھتے ہیں، عقائد سے جتنے یہ حضرات واقف ہیں، ہم اتنے نہیں ہیں۔ اُن پر اِعتماد کامیابی کا راستہ ہے اور اُن سے بد اِعتمادی تمام فتنوں کی جڑ ہے۔ جو کچھ کہا اور سنا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

''فتنہ قادیانیت کو سمجھیں''

حضرت مولانا یوسف مدنی دامت برکاتہم

مہتمم جامعۃ الشیخ یحییٰ المدنی

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَصَحْبِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَعَلٰى كُلِّ مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ (سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب:۴۰)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّ النُّبُوَّةَ وَالرِّسَالَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ (ترمذی ص۵۳ ج۲) اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

قابلِ صد اِحترام حضرات وخواتین، معزز میزبان گرامی، علماء کرام اور میرے دیگر ساتھیو!

آمنہ کے دُرِ یتیم!

میری اور آپ کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے آج ہمیں اِس اِہم اور حساس موضوع کے حوالے سے یہاں جمع ہونے کی اور کچھ کہنے سننے کی توفیق بخشی ہے۔ حضورِ کریم ﷺ کا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ ہونا ایک ایسا عقیدہ ہے جس کو اِختیار کیے بغیر اور جس پر اِیمان لائے بغیر کسی مؤمن کا اِیمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ میرے دوستو! اللہ کا ہم پر ایک بہت بڑا اِحسان ہے کہ اُس نے محض اپنے فضل اور کرم سے ہمیں نبی کریم ﷺ کا اُمتی بنایا۔

حضورِ کریم ﷺ کی ذاتِ اَقدس تمام کمالات اور خوبیوں کا سر چشمہ، منبع اور مجموعہ ہے۔ کائنات میں کسی انسان، کسی مخلوق کے اندر جو حُسن، خوبی اور اعلیٰ درجہ کی صلاحیت اور کمال ہو سکتا تھا وہ اللہ پاک نے سارا کا سارا اور اِسی طرح ظاہری اور باطنی تمام خوبیاں حضورِ اکرم ﷺ کی ذاتِ اَقدس میں جمع فرمادیں اور جتنے بھی کمالات اور اِنعامات کسی کو نوازے جا سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے وہ سارے کے سارے اپنے اِس لاڈلے پیغمبر کو عطا کیے۔ جتنی بھی اللہ کی مخلوق ہے اُس میں حضورِ کریم ﷺ سے پیارا اللہ پاک کو کوئی نہیں۔

حضور ﷺ اللہ کے اِتنے پیارے تھے کہ اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں جگہ جگہ آپ ﷺ کو تسلی دینے کے لیے کئی کئی آیتیں بلکہ پوری پوری سورتیں بھی نازل فرمائیں۔ ایک مرتبہ وحی آنے میں کچھ تاخیر ہوگئی تو بعض بد بختوں نے کچھ سخت اَلفاظ کہے اور یہاں تک کہہ دیا کہ ایسا لگتا ہے کہ آپ ﷺ کے شیطان (نعوذ باللہ) نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا اور پھر اِس سے آگے کی بات آکر یہ کہی کہ آپ ﷺ کا خدا آپ ﷺ سے ناراض ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً آپ ﷺ کو خوش کرنے کے لیے آپ ﷺ کو تسلی دینے کے لیے آیت نازل فرمائی بلکہ پوری کی پوری سورت اُتاری، وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔ (سُوْرَةُ الضُّحٰى، ۱تا۳) اللہ تعالیٰ قسم کھا کر کہہ رہا ہے، جس چیز کی قسم اللہ پاک کھائے اُس کے اندر کتنی جان ہوگی؟ اُس کے اندر کتنی وُقعت ہوگی؟ اللہ کہہ رہا ہے چاشت کی قسم! رات کی تاریکی کی قسم! نہ آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کو چھوڑا، نہ وہ آپ ﷺ سے ناراض ہوا۔ یہ لوگ جھوٹے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا خدا آپ ﷺ سے ناراض ہو چکا۔ یہ ممکن نہیں کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ سے ناراض ہو۔ اِس کے بعد اللہ پاک نے آپ ﷺ کو مزید تسلی دی ہے: وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ (سُوْرَةُ الضُّحٰى، ۴) جب آدمی اپنے محبوب اپنے لاڈلے کو مناتا ہے، خوش کرتا ہے تو سارے کے سارے اِنعامات اُس پر نچھاور کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے نبی (ﷺ)! آپ غم نہ کیجیے گا، آخرت آپ ہی کے لیے ہے، جو اِس دنیا سے کہیں بہتر ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ بعد

میں آنے والی ہر حالت اِس پچھلی حالت سے بہتر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں قدم قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عزتیں دے گا، بلندیاں دے گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کو چمکا دے گا۔ پھر فرمایا۔ وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰی۔ (سُوۡرَۃُ الضُّحٰی، ۵) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پروردگار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اِتنا عطا کرے گا، اِتنا نوازے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے رب سے خوش ہو جائیں گے۔ اَللّٰہُ اَکۡبَر! اللہ فرما رہا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اِتنے اِنعامات دوں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خوش ہو جائیں گے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واقعی کتنے عظیم تھے! حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تب تو میں اُس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ میرا آخری اُمتی بھی دُوزخ سے نہ نکل جائے۔ تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان بڑی اُونچی تھی۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ اللہ پاک اَگلی سورۃ میں فرماتا ہے: وَ رَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔ (سُوۡرَۃُ اَلَمۡ نَشۡرَحۡ ۴) اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ: ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام بلند کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تذکرہ بلند کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پوری کی پوری سیرت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پوری حیاتِ طیبہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقوش قیامت تک زندہ رہیں گے۔ جو بھی اِس کو مٹانے کی کوشش کرے گا وہ خود مٹے گا، وہ رسوا ہو جائے گا، ناکام اور نامُراد ہو گا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان بڑھتی ہی چلی جائے گی اور مزید بلند ہوتی چلی جائے گی۔

حق و باطل کا مقابلہ رہے گا

میرے بھائیو دوستو اور میری ماؤں بہنو! اِسلام ایک سچا مذہب ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب یہ پیغام لے کر اِس دنیا میں تشریف لائے اُس وقت ہی سے اِس دین کی مخالفت کا اور اِس کے خلاف سازشوں کا ایک جال بچھ چکا تھا، شروع ہی سے اِسلام کی مخالفت ہوئی اور لوگوں کو دینِ اِسلام اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات سے روکنے اور ہٹانے کی ہر ممکن طریقے سے کوشش کی گئی اور یہ ایک ایسی تکوینی چیز ہے جو قیامت تک جاری رہے گی۔ حق اور باطل کے درمیان کشمکش، کفر اور اِسلام کے درمیان مقابلہ ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کا اِنکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اللہ کے تکوینی فیصلوں کا ایک حصہ ہے۔ خود نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِسی عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق ایک پیشین گوئی فرمائی۔ اِرشاد فرمایا کہ میرے بعد تیس جھوٹے بلکہ ایسے بڑے جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اللہ کا نبی کہتا ہوگا۔ لیکن پھر ارشاد فرمایا: وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دیکھو! تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے آخری نبی میں ہوں، میرے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں ہوسکتی۔ حضرات علماء نے اِس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ: تیس آدمیوں سے مراد ایسے تیس ہوں گے جن کے ساتھ ایک پورا مجمع ہوگا، جن کو کوئی ممتاز حیثیت حاصل ہوگی اور جن کا فتنہ ایک وقت کے لیے ذرا اُبھرے گا، لوگوں کو متاثر کرے گا۔ اس حدیث سے ہر جھوٹا مدعی نبوت مراد نہیں۔ لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس کی پیشین گوئی فرما چکے ہیں اِس لیے یہ چیز تو ظاہر ہونی تھی اور ظاہر ہو رہی ہے اور قیامت تک ظاہر ہوتی رہے گی لیکن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اتنی پیشین گوئی نہیں فرمائی بلکہ اُن کے سَدِّ بَاب اور اُن کو روکنے کی تجاویز بھی دیں، اُن کے آگے بند باندھنے کا حکم دیا۔

عقیدہ ختم نبوت کے بغیر ایمان کامل نہیں

چناں چہ ختم نبوت ایسا اہم عقیدہ ہے جس کے بغیر اِیمان نامکمل اور ناقص ہے۔ اِس کے لیے قربانیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے، اگر ہم تاریخ میں دیکھیں اور اِسلامی کتابوں میں پڑھیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے بلکہ دورِ نبوت ہی سے ان جھوٹوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے ہی میں مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا سب سے پہلے دعویٰ کیا تھا، جھوٹے نبیوں میں وہ ظاہر ہوا۔ مدینہ منورہ آیا، دل سے مسلمان نہیں تھا، اپنے آپ کو شروع میں مسلمان ظاہر کرتا تھا۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو دین کی دعوت دی، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ اُس نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اپنے بعد خلیفہ نامزد کر دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسی ٹہنی کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: اگر مجھ سے یہ ٹہنی مانگو گے تو میں تم کو یہ ٹہنی اور لکڑی بھی نہیں دوں گا۔ اور دیکھو! اللہ کا تیرے بارہ میں جو

فیصلہ طے ہو چکا ہے تو اُس سے بچ نہیں سکتا۔ اگر تو میری اِطاعت سے منہ موڑے گا تو اللہ تجھے ہلاک کرے گا اور رسوا کرے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔

فیروز رضی اللہ عنہ کامیاب ہو گیا

دوسرا اسودِ عنسی تھا۔ اُس نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے ہی میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے حکم پر ایک صحابی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ اُس کو قتل کرنے کے لیے گئے۔ اُس نے اپنے علاقے میں سازشوں کا ایک بہت بڑا جال بچھایا تھا، حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اُس کی بیوی سے بات چیت کر کے اُس کو تیار کیا، اُس نے اُن کو اندر آنے کا موقع دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اُس کا کام تمام کر دیا اور اُس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اِطلاع پہنچ گئی، **مَرَضُ الْوَفَات** میں جبریل امین علیہ السلام نے خبر دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: **فَازَ فَيْرُوْز، فَازَ فَيْرُوْز** ۔ فیروز اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا۔ (نوٹ! یہاں ترتیب الٹ ہو گئی ہے، پہلا اسود تھا اور دوسرا مسیلمہ تھا۔ دیکھیے: ائمہ تلبیس)

بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی شہادت

عقیدۂ ختم نبوت اتنا اہم عقیدہ ہے کہ ایک طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں اِسلام کی حفاظت اور اُس کی نشر و اِشاعت کے لیے بہت سی جنگیں ہوئیں، بہت سی لڑائیاں ہوئیں اور اُن تمام غزوات اور سرایا کی تعداد اسی تک پہنچتی ہے لیکن آپ کو شاید یہ سُن کر تعجب ہو کہ اُن میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کی کل تعداد تقریباً ۲۵۹ ہے۔ ۲۵۹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے ہیں۔ اور جب دوسری طرف آتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد ہی سیّدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں یمامہ نامی مقام پر مشہور جنگ جنگِ یمامہ لڑی گئی جو جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے لشکر کے ساتھ ہوئی تھی۔ صرف اُس جنگ کے اندر ۱۲۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم شہید ہوئے ہیں، جن میں ۷۰۰ افراد ایسے تھے جو قرآن کریم کے پورے کے

پورے حافظ تھے۔ یہ جنگ کیوں لڑی جا رہی تھی؟ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے۔ اِس کی بڑی اہمیت ہے، یہ اِسلام کا یوں سمجھیں کہ بنیادی رُکن ہے۔ اِس لیے کہ اِس جنگ کو کافروں سے اِس عقیدے کے تحفظ کے لیے لڑا گیا۔ اب اتنا جوش مسلمانوں میں کہ ایک طرف تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دُنیا میں نہیں ہیں، دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ کفر کے خطرات بالکل سر پر ہیں، ہر طرف سے کفر نے مسلمانوں کو گھیرے ہوا تھا، اُس وقت اِسلام کی نشاۃِ ثانیہ کو زبردست قسم کے خطرات لاحق تھے، اِس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم نے جوان مردی سے اُن کافروں کا مقابلہ کیا اور چن چن کر اُن کو مارا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن حضرات کو اِس جنگ میں تاریخی کامیابی عطا فرمائی۔

ایک ایک عضو کاٹا گیا

حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک صحابی کو (جو انصار کے قبیلہ بنوخزرج سے تعلق رکھتے تھے) مسیلمہ کذاب کے پاس بھیجا۔ (علامہ ابن الحصیر رحمۃ اللہ علیہ نے "اسد الغابہ" نامی کتاب میں یہ واقعہ نقل کیا ہے) اُن صحابی نے آکر اُس کو اِسلام کی دعوت دی۔ تو وہ کہنے لگا کہ: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ صحابی نے کہا: جی ہاں! بالکل۔ اُن پر ایمان لے آؤ؟!! مسیلمہ کہنے لگا: کیا تم مجھے اللہ کا رسول مانتے ہو؟ صحابی نے کہا: نہیں! بالکل نہیں! تو مسیلمہ نے اُس صحابی کے جسم کا ایک ایک عضو کاٹنا شروع کر دیا۔ ایک ایک عضو کاٹا جاتا اور وہ پوچھتا تھا کہ: کیا تم مجھ پر ایمان رکھتے ہو؟ وہ صحابی قائل نہیں ہوئے یہاں تک کہ وہ صحابی اِسی طرح شہید ہو گئے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختمِ نبوت کا جو عقیدہ ہے اُس کے تحفظ کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قربانی دینے کا یہ جذبہ تھا۔

آگ گلزار ہو گئی

مدعی نبوت اَسودِ عنسی جو حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے ہی میں نبوت کا دعویٰ کر چکا تھا، اُس نے ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو (جو ایک بڑے بزرگ تھے) بلوایا اور اُن کو اپنے اُوپر اِیمان لانے کی دعوت دی۔ وہ اِیمان نہیں لائے۔ آگ جلائی گئی اور جلتی ہوئی

آگ میں اُن کو ڈالا گیا، اللہ پاک نے اُن کی حفاظت فرمائی اور وہ آگ میں نہیں جلے بلکہ زندہ باہر نکل آئے۔ تو فیصلہ یہ ہوا کہ اُن کو اِس علاقے سے نکال دیا جائے تاکہ اُن کا وجود لوگوں کے لیے فتنہ نہ بن جائے۔ اِس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں اِیمان لانے کے لیے مدینہ منورہ حاضری کے لیے روانہ ہوئے تو راستے میں خبر پہنچی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو چکا ہے اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بن چکے ہیں۔ مدینہ منورہ پہنچے، مسجد نبوی میں داخل ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آکر نماز پڑھی اور سارا قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا، (ابو مسلم نے خود سے بیان نہیں کیا تھا، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر پوچھا تھا تو بتایا) جب سارا قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا تو وہ اُن کو لے کر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرطِ عقیدت میں اُن کی پیشانی کو بُوسہ دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی خوشی کا اِظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ! مجھے اُس نے وہ شخص دکھا دیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام والا معاملہ کیا۔ (یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی، نہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے)۔

یہ اِینٹ کیوں نہیں رکھی؟

میرے دوستو! یہ ایک اِہم عقیدہ ہے اور اِس کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن نہیں۔ حضور ﷺ نے اِس کی مثال یوں دی کہ ایک آدمی بہت خوبصورت گھر بنائے، گھر بڑا ہی عالی شان ہے، خوبصورت ہے لیکن ایک اِینٹ کی جگہ خالی رہ جاتی ہے۔ لوگ آکر اُس گھر کا نظارہ کرتے ہیں اور اُس کی خوبصورتی پر اَش اَش کر اٹھتے ہیں، لیکن ساتھ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی؟ یہ جگہ کیوں خالی ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: میں وہی اِینٹ ہوں۔ یعنی اِس عمارت کی تکمیل میری ذات سے ہو رہی ہے۔ حضور ﷺ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے آخر میں تشریف لا کر اِس سلسلۂ نبوت کو مکمل کر دیا، اب نبوت کا حُسن مکمل ہو چکا ہے اور جس طرح کسی چیز کے مکمل ہونے سے پہلے اُس چیز میں نقص ہوتا ہے اِسی طرح مکمل ہونے کے بعد اگر اُس میں کسی چیز کا اِضافہ کر دیا جائے

تو بھی وہ چیز عیب دار ہو جاتی ہے۔ اِس لیے حضورِ کریم ﷺ کی نبوت کے بعد اب کسی نبی کے آنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

معراج مسجدِ اقصیٰ سے کیوں؟

جیسے میں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ چوں کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ لاڈلے تھے، پیارے تھے، اِس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اِنعامات کی بارش فرمائی، آپ ﷺ کو ہر کمال اور خوبی دی۔ اُس کی ایک کڑی یہ ختم نبوت کا اِنعام بھی ہے۔ نبوت سے بڑا انعام دین اور دنیا کے اِعتبار سے کوئی بھی نہیں ہے، سب سے بڑی سرداری اور سب سے بڑا کمال نبوت کا ملنا ہے اور یہ خدائی اِنتخاب ہے۔ اللہ پاک اپنی طرف سے چناؤ کرتے ہیں: اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ (سُوۡرَةُ الۡاَنۡعَام ۱۲۴) اللہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ منصب میں نے کس کو دینا ہے اور کس کو نہیں دینا۔ تو یہ خدائی اِنتخاب ہے لیکن اللہ پاک نے اِس خدائی اِنتخاب میں بھی سب سے زیادہ جو بلند درجہ عطا کیا اور سب سے زیادہ نمایاں اور اوّلین حیثیت دی وہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کو دی۔ چناں چہ معراج کی رات تمام کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام مسجدِ اقصیٰ میں جمع کیے گئے، مسجدِ حرام میں نہیں۔ تا کہ یہ معلوم ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ میزبان نہیں بلکہ مہمان بن کر مسجدِ اقصیٰ میں تشریف لائے ہیں۔ سارے انبیاء کرام علیہم السلام جمع ہیں اور اُن تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی موجودگی میں آپ ﷺ کھڑے ہیں۔ اِنتظار ہو رہا ہے کہ نماز کون پڑھائے گا؟ جبریل اَمین علیہ السلام نے ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا کہ نماز آپ (ﷺ) نے پڑھانی ہے۔ سارے انبیاء کرام علیہم السلام کے آپ ﷺ امام بنے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس طرح سے اِعلان فرما دیا کہ دیکھو! یہ سب کے اِمام ہیں، یہ سب کے بڑے ہیں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا رسالہ

مجددِ اِسلام، بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور ﷺ صرف نَبِيُّ الۡاُمَّة ہی نہیں بلکہ نَبِيُّ الۡاَنۡبِيَاء بھی ہیں،

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے نبی ہیں۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے محدث ہیں، اُنہوں نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ماننا صرف اِنسانوں پر نہیں بلکہ جنات پر بھی واجب تھا، اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق پر، تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر، فرشتوں پر حتیٰ کہ جنّت کے اندر جتنی مخلوقات ہیں اُن پر بھی فرض تھا اور خود قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے یہ عہد لیا: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ۔ (سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰن، ۸۱) دیکھو! میری طرف سے تمہارے بعد اگر کوئی رسول خاص عظیم الشان تمہاری حیات میں تشریف لے آئیں تو تم پر لازم ہوگا کہ تم اُن پر ایمان لاؤ، اُن کو اپنا نبی تسلیم کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا: یہ جو میں نے تم سے عہد لیا ہے، کیا تم اِس کا اِقرار کرتے ہو؟ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا۔ سب نے اِقرار کیا۔ تو اللہ جَلَّ جَلَالُهٗ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی ماننے کا اور انبیاء کرام علیہم السلام کا سردار ماننے کا عہد لیا تھا۔

اُفق پر سُرخی باقی

علماء کرام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی مثال تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ایسی ہے جیسے رات کے اَندھیرے میں ستارے چمک رہے ہوتے ہیں، رات میں اَندھیرا ہے، ستارے چمک رہے ہیں، روشنی ہوگئی، آدمی کو راستہ معلوم ہوتا جاتا ہے لیکن جب صبح کی روشنی آنے لگتی ہے تو ستارے چھپنا شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ پھر سورج نکل آتا ہے۔ تو حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس کائنات کے سلسلۂ نبوت کے وہ آفتاب ہیں جن کی نبوت کی روشنی آنے کے بعد دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کی روشنی کی ضرورت نہیں رہی۔ سورج آتا ہے، اُس سے پہلے ستارے چھپ جاتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی روشنی کی ضرورت نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس دنیا سے اگرچہ تشریف لے گئے لیکن قرآنِ کریم کی شکل میں، اَحادیث کی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات قیامت تک باقی رہیں گی۔ جس طرح سورج چھپ جاتا ہے لیکن سورج چھپنے کے بعد بھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ اُفق پر سُرخی رہتی ہے، سرخی اِس بات کی علامت ہوتی ہے کہ

ابھی ابھی سورج چھپا ہے۔ سورج یہاں سے جا چکا ہے لیکن اُس کے اثرات باقی ہیں، ابھی کوئی ستارہ نہیں نکلے گا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر چہ اِس دنیا سے پردہ فرما گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات قرآن و حدیث کی شکل میں باقی ہیں جو اِس بات کا اِعلان کر رہی ہیں کہ قیامت تک اب کسی نبی کے آنے کی اور کسی نئی کتاب کے آنے کی اور کسی نبی کی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ڈھونڈنا ہے تو اُس کے لیے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہی کافی ہے، آخری کتاب قرآن کریم پر ایمان لانا کافی ہے، آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اور اُس پر چلنا ہی اَصلی نجات کا ضامن ہے۔

زہریلہ سانپ

میرے دوستو! ختم نبوت ایک ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے اِیمان کی بنیاد ہے اور جو چیز جتنی اہم ہوتی ہے اُس کے لیے قربانیاں بھی اُتنا زیادہ ہی دینا پڑتی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں جب بھی اِس طرح کے فتنے آئے تو حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جاں نثاروں نے اِن فتنوں کی سرکوبی کی خاطر قربانی دینے سے کبھی دَریغ نہیں کیا، کبھی اِس میں کوئی سُستی اور کوتاہی نہیں دِکھائی۔ اللہ تعالیٰ جب کسی فتنہ کی سرکوبی کے لیے کسی کو منتخب کرے، کسی فرد یا کسی جماعت کو توفیق دے تو یہ اُن کی خوش قسمتی ہے۔ ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ ہم ایسے علماء اور بزرگوں کے سلسلے سے وابستہ ہیں جن کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے خاص طور پر اِسی فتنہ کی سَرکوبی کے لیے منتخب کیا تھا۔ سب کو پتا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے اور اُس کی مخالفت میں قادیانیت کا جو فتنہ شروع ہوا وہ کیا تھا؟ یہ اَنگریزوں کا خود کاشتہ پودہ تھا۔ دنیاوی منصب ہو، بڑائی ہو، مال ہو، جائیداد ہو یہ وہ چیزیں ہیں جو عام طور پر آدمی کے اِیمان کے بِکنے اور اِیمان لٹنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اَنگریزوں نے ان سارے دنیاوی وسائل کو خوب اِستعمال کیا اور اِسی بنیاد پر مرزا غلام احمد قادیانی کو پھر اُس کے بعد اُس کے ماننے والوں کو اُٹھاتے چلے گئے۔ یہاں تک یہ فتنہ ایسے زہریلے سانپ کی شکل میں پھیل گیا اور ایسی خطرناک صورت اِختیار کر گیا کہ علمائے اُمت کو اِس حوالے سے بہت فکر ہوئی۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے علماء دیوبند کو اِس کے رَد اور اِس کی تردید کی خوب خوب توفیق عطا کی۔ اُن میں

مُحَدِّثُ الْعَصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے شاگردِ رشید محدثِ عظیم حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا بدرِ عالم مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور اِن کے علاوہ دیگر اکابرین تھے، جنھوں نے اپنی زندگیوں کا بڑا حصہ اِس فتنہ کی تردید کے لیے وقف کر دیا تھا۔ اُن کی فکر یہی تھی اور اُن کی زندگی کا مشن بھی یہی تھا کہ کسی طریقے سے مسلمانوں کا ذہن و ایمان محفوظ ہو اور مسلمان اِس فتنہ کے زہریلے اَثرات سے بچ جائیں۔ ہر پلیٹ فارم پر اُنہوں نے اِس فتنہ کا بھرپور تعاقب کیا اور اِس حوالے سے بھرپور محنت کی، تحریر کی شکل میں بھی اور تقریر کی شکل میں بھی، اپنی بساط کے مطابق جتنا ہو سکتا تھا اُنہوں نے اِس حوالے سے محنت کی اور مسلمانوں کے دین و اِیمان کو بچانے کے لیے اپنی پوری کوشش صرف کر دی۔

امیرِ شریعت کا لقب

مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر آہستہ آہستہ ظاہر ہوا۔ اُس نے بہت سی خرافات بکیں، پھر اُس نے اپنے آپ کو مسیح موعود کہنا شروع کر دیا۔ ۱۹۰۱ء میں اُس نے اپنے آپ کو باقاعدہ خَاتَمُ النَّبِیِّین کہا اور کہا کہ میں آخری نبی ہوں۔ چناں چہ ۱۹۳۰ء میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ جلسہ میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اِس پلیٹ فارم میں سب کے سامنے اُمیر بنا کر باقاعدہ اُن کے ہاتھ پر بیعت کی اور پانچ سو علماء کو بھی اُن کے ہاتھ پر بیعت کروایا اور اُس کے بعد پھر علماء کرام نے اِس مشن کو اپنا مقصد بنا لیا۔ تقسیم ہند کے بعد یہ سب کے سامنے تھا کہ قادیانی جماعت نے چناب نگر (سابقہ ربوہ) کو اپنا مرکز بنایا ہے۔ پھر وہاں سے اُنہوں نے اپنے نظریات کی تبلیغ کا اور اُس کی اِشاعت کا سلسلہ اور منظم اَنداز میں شروع کر دیا، لیکن مسلمانوں نے اِس حوالے سے اپنی ذمہ داری کا پورا پورا اِحساس رکھا۔ چناں چہ سن ۱۹۷۴ء میں ہزاروں اَفراد کی شہادت کے بعد آخر کار باقاعدہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اَقلیت قرار دینے کا فیصلہ پاس ہوا اور سن ۱۹۸۴ء میں آرڈیننس جاری ہوا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں، اِس لیے یہ اپنے آپ کو نہ تو مسلمانوں کے طور پر شناخت کر سکتے ہیں اور نہ اِسلام کے کسی شعار کو اِختیار

کر سکتے ہیں۔ بہر حال اللہ پاک نے ہزاروں افراد کی شہادتوں کے نتیجے میں ہمیں اِس مرتبہ تک پہنچایا کہ آج ہم اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ! ایک ایسی پوزیشن میں ہیں کہ ہمیں واضح اکثریت حاصل ہے اور قادیانی اَقلیت میں ہیں۔ جدوجہد کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے، یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ آپ حضرات کو جو وقتاً فوقتاً اِس موضوع پر جمع کیا جاتا ہے اِس کا بنیادی مقصد یہی ہوتا کہ ہمارے شعور میں ہر وقت اِس عقیدہ کی اِہمیت رہے۔

اُوندھے منہ جہنم میں

یہ عقیدہ اِس حوالے سے بڑا اہم ہے کہ جو شخص یہ نظریہ رکھے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مَعَاذَ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی ہے تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ شخص ملحد ہے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے۔ ظلی و بروزی کی اِصطلاح نکالتا ہے کہ جی! حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں اُس نے اپنے آپ کو ایسا فنا کیا کہ اُس کا وجود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود کا عکس ہے۔ اِس لیے جو اُس پر ایمان لایا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لایا۔ اِس قسم کی باتوں سے مسلمانوں کے دین اور ایمان کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ جو کھلم کھلا مسلمانوں پر حملہ کریں انہیں ملحد کہتے ہیں۔ دین کے اندر خفیہ طور پر ایسے شکوک وشبہات پیدا کیے جائیں، اندر سے دین کی جڑیں کاٹنے کی کوشش کی جائے، ایسے اَنداز اور ایسی باتوں سے مسلمانوں کو اُن کے اصل عقائد اور نظریات سے ہٹانے کی کوشش کی جائے یہ ہمیشہ ملحدین کا شیوہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا۔ (سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ ۴۰) ہم اُن کو بخوبی جانتے ہیں جو کھلم کھلا کفر کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہماری نگاہوں سے اُوجھل نہیں ہیں جو ہماری آیتوں کے اندر اِلحاد کرتے ہیں، اُس کے اندر نقص نکالتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ: اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ ۴۰) جو شخص قیامت کے دن دوزخ میں اُوندھے منہ ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے اَنجام کے اِعتبار سے یا جو قیامت کے دن آخرت میں بڑے اطمینان کے ساتھ پُرسکون اَنداز میں آئے گا؟ اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ ایسے لوگوں کا اَنجام یہ ہوگا کہ انہیں قیامت کے دن اُوندھے منہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اِس

لیے یہ بہت اہم چیز ہے، اِس حوالے سے خبر دار رہنا اور حساس رہنا ہم سب کے لیے ضروری ہے، اپنی اپنی ذمہ داری کا ہر حوالے سے اِحساس کرنا ہم سب کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

ختم نبوت کامل

میرے دوستو! عقیدۂ ختم نبوت قرآن کریم کی بے شمار آیتیں ہیں۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو آیت ہم نے شروع میں پڑھی تھی بس اُس سے عقیدۂ ختم نبوت ظاہر ہوتا ہے حال آں کہ بات ایسی نہیں۔ "هدية المهديين" ایک کتاب ہے جس میں تقریباً 99 آیتوں سے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ قادیانی کافر ہیں اور عقیدۂ ختم نبوت اِیمان کا حصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں بنایا جاسکتا۔ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ "ختم نبوت کامل" کے نام سے کیا گیا ہے۔ علمائے کرام نے اِس عقیدہ پر اور بھی بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ اِس موضوع پر اتنا مواد ہے کہ اگر کوئی شخص اُس کا کچھ حصہ بھی پڑھ لے تو اُس کے لیے بہت ہے۔ میں آپ کے سامنے بہت موٹی سی بات عرض کرتا ہوں کہ دیکھیے! یہ ہمارا دین ہمارے تک تواتر سے پہنچا ہے۔ تواتر کا مطلب یہ ہے کہ دین کی جتنی تعلیمات ہیں اُن کو ہر زمانے میں صرف علماء ہی نے نہیں بلکہ عوام میں بھی ہر طبقے کی ایک بڑی جماعت نے لیا اور پھر اُس کے بعد دوسری جماعت تک پہنچایا۔ دین کی ہر بنیادی تعلیم اور ہر بنیادی عقیدہ تواتر سے ہم تک پہنچایا اور جو چیز اِتنی بڑی تعداد میں پہنچے جس کی تکذیب اور جس کا اِنکار کرنا مشکل ہو تو ظاہری بات ہے کہ ایسی چیز یقینی ہوتی ہے۔ دین اِسلام کی تعلیمات پر غور کریں! جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو حکم دیا جاتا ہے کہ اِس کے دائیں کان میں اذان کہو۔ اذان کے اندر کیا ہے؟ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ. پھر کہا بائیں کان میں اِقامت کہو۔ اِس کے اندر بھی یہ کلمہ ہے۔ پھر کہا: بچہ سات سال کا ہوجائے تو اُس کو نماز سکھلاؤ، نماز جب سکھائی جائے گی تو اُس میں سکھلایا جائے گا کہ تَشَہُّد کے اندر کلمہ پڑھنا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. بھائی! نماز سے پہلے وضو کرنا ہوگا، جب وضو کر کے فارغ ہوجاؤ تو دعا پڑھا کرو: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا

اللہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُوْلًا وَّنَبِيًّا۔ وضو کے بعد یہ پڑھ لے گا تو اُس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ پھر نماز کے بعد حج بھی ایک عبادت ہے۔ حکم ہے کہ حج کے لیے جاؤ گے، طواف کرو گے، دو رکعت نماز مقام ابراہیم کے پاس ادا کرو گے، اُدھر بھی یہ کلمہ پڑھنا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. ہر ہر موقع پر کلمہ شہادت کی ہمیں تعلیم دی جا رہی ہے، اِس کلمہ شہادت کے اندر اللہ کے ساتھ ساتھ اگر کسی کا نام ہے تو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ قدم قدم پر یہ پیغام دیا گیا کہ دیکھو! صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف کرنا ہے، اُن کے بعد اگر کوئی نبی اِس دنیا میں بنایا جاتا تو اُس کی رسالت اور اُس کی نبوت کا اعلان کروایا جاتا اور باقاعدہ اُس کا کلمہ پڑھوایا جاتا لیکن قرآن وحدیث میں ہمیں کوئی ایسا لفظ، کوئی ایسا اِشارہ نہیں ملتا کہ اللہ کے آخری نبی کے علاوہ کسی اور نبی کا تذکرہ آتا ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں

سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں تشریف لائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں لیکن ختم نبوت کا مطلب تو یہ ہے کہ حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں ہو گی۔ یہ مطلب نہیں کہ اللہ نے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کو نبی بنایا تو اُن کا نبی ہونا ختم ہو جائے گا۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ: سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام حَكَمًا عَدْلًا۔ منصف حاکم کی حیثیت سے آئیں گے، شریعتِ محمدی کے مطابق فیصلے کریں گے۔

اِس کی مثال اِسی طرح ہے جیسے ایک ملک کا حاکم ہو لیکن وہ کسی دوسرے ملک چلا جائے تو اُس کی حیثیت عام آدمی کی سی ہو جائے گی۔ ہے تو وہ حاکم لیکن اپنے ملک کا ہے دوسرے ملک کا نہیں، اُس کو دوسرے ملک کے قوانین کی پابندی کرنی پڑے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قوانین کا تحفظ کریں گے، اُس کی اِشاعت کریں گے اور اُسی کی خاطر سب سے پہلے وہ دجال کو قتل کریں گے، پھر اِس کے بعد

شریعتِ محمدی کی خدمت کریں گے۔ علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک طرف تو اللہ کے عظیم الشان رسول اور پیغمبروں میں سے ہیں اور دوسری طرف وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اِس لیے کہ اُنہوں نے معراج کی رات اپنے اُسی جسم سے جس جسم سے وہ دنیا میں تشریف لائے تھے اور پھر وہ آسمان پر اُٹھا لیے گئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد جو سب سے بڑا فتنہ قیامت تک ہوگا، اُس سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہوگا، جو دجال کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اللہ پاک اُسی کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اِنتخاب فرمائیں گے۔ حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس اُمت کے گویا وہ سب سے عظیم الشان فرد اور رُکن ہوں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی بھی ہیں اور حضورِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی بھی ہیں اور اِس کے بعد پھر یہ ساری کی ساری دنیا اُمن اور سلامتی سے اور اِسلامی تعلیمات سے پُر ہو جائے گی اور اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اِس دنیا ہی کے اندر اپنی برکات کا ظہور فرمائیں گے۔ میرے دوستو! اللہ پاک نے ہمیں ایک ایسا عقیدہ دیا ہے کہ جس پر جمے رہنا ہی زندگی کی سب سے بڑی مَتاع ہے، ہر چیز میں سودے بازی ہو سکتی ہے لیکن اِسلام کے جتنے عقائد ہیں اُن پر اور بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا، خوش نصیب انسان وہی ہے جو اپنے اِیمان کی سلامتی کے ساتھ قبر میں چلا جائے۔

تم اِطمینان سے سو جاؤ

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب مُردے سے فرشتے سوال کرتے ہیں تو وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر وہ کہتا ہے کہ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاتَّبَعْنَا۔ تو فرشتے اُس کو خوش خبری دیتے ہیں، مبارک باد دیتے ہیں اور کہتے ہیں: قَدْ عَلِمْنَا اَنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنٌ بِهٖ۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا اسی پر ایمان ہے، اب تم اِطمینان سے اپنی نیند سو جاؤ۔

اور اگر وہ (مَعَاذَ اللّٰه) جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کو نبی قرار دیتا ہے تو فرشتے اُس کی خوب پٹائی کرتے ہیں اور اِس کے بعد یہاں تک آتا ہے کہ قبر اُس پر

ایسی تنگ ہو جاتی ہے کہ اُس کی پسلیاں ایک دوسرے کے اندر گھس جاتی ہیں۔ اللہ پاک مَرنے کے بعد قبر کے اندر یہ اَنجام دِکھاتے ہیں۔

ہماری ذمہ داری

اِس لیے اپنے اِس عقیدے کو محفوظ رکھنا اور ہر ممکن طور پر اِس کی حفاظت کرنا کہ میرا، میرے خاندان کا، میرے محلے کا اور پورے معاشرے کا عقیدہ اِس حوالے سے صحیح ہے یا غلط؟ یہ صرف علماء ہی کی نہیں بلکہ ہم میں سے ہر شخص کی ذمہ داری ہے، ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِس عقیدے کا تحفظ کرے اور جہاں اِس کے خلاف کسی بھی قسم کے نظریات بتلائے جاتے ہوں، ذہنوں میں اُنڈیلے جاتے ہوں اُن سے برأت کا اظہار بھی کرے، ہر ممکن طور پر احتجاج بھی کرے، اِس کا سَدِّ بَاب بھی کرے، اپنی محفلوں میں، اپنی تقریبات میں، اپنی پارٹیوں میں جہاں اور بہت سی باتوں کا مذاکرہ کرتے ہیں، جہاں اور بہت سے بحث ومباحثے کرتے ہیں، تبصرے کرتے ہیں تو اِس موضوع پر بھی بار بار بات چیت کی جائے، لوگوں کے ذہنوں کو کُریدا جائے اور ساتھ میں اُن کے ذہنوں میں صحیح چیز ڈالنے کی کوشش کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کم سے کم اِس حد تک بھی ہم کوشش کریں تو شاید ہم اپنی ذمہ داری کے حوالے سے کسی حد تک عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ یہ بہت اہم عقیدہ ہے۔ خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اِس میں غفلت قیامت کے دن جنابِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رسوائی، شرمندگی اور شفاعت سے محرومی کا ذریعہ بن جائے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہم سب کو اِس عقیدہ پر تاحیات باقی رکھے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت، اِس عقیدے پر مَر مٹنے کے جذبات اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ (آمِین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن۔

قادیانیوں سے تعلقات رکھنا حرام
ان کا مکمل بائیکاٹ اور قطع تعلق واجب ہے

س:...... کیا قادیانیوں سے تعلقات جائز ہیں یا نہیں؟ یعنی ان کے ساتھ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا وغیرہ۔

ج:...... جو لوگ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، یہ دراصل مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کے پیروکار ہیں اور یہ مرزائی اور قادیانی کہلاتے ہیں، یہ نہ صرف غیر مسلم ہیں، بلکہ زندیق ہیں، اس لئے کہ یہ اپنے غیر اسلامی عقائد کو اسلام باور کراتے ہیں اور اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرتے ہیں، ایسے لوگ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی ہیں، اور ان کا وجود اسلامی معاشرہ میں کسی کینسر سے کم نہیں، اس لئے اسلامی شریعت اور قانون کی رو سے ان سے مکمل بائیکاٹ اور قطع تعلق واجب ہے، ان کے ساتھ میل جول، تعلقات رکھنا، ان کے ساتھ لین دین اور کھانا پینا قطعاً حرام ہے، جو لوگ ان کے ساتھ میل ملاپ کا تعلق رکھتے ہیں، وہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایذا کا باعث بنتے ہیں، ایسے لوگوں کو کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔

ذرا دیکھئے کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کے دشمن کے ساتھ بیٹھ کر کھانے پینے کا روادار نہیں ہے تو وہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کرنے والے بدقماشوں کے ساتھ کیونکر میل ملاپ رکھ سکتا ہے؟

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

''مقام نبوت اور مرزا قادیانی''

حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی دامت برکاتہم
فرزند شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

گل بہارلان، بہادرآباد، کراچی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ أَوْفَوْا عَهْدَہٗ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَاهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ الاٰیۃ

(سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف، ۱۵۷)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

میرے دوستو اور بزرگو! آج عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام اِس سیمینار میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس اور تحفظِ ختم نبوت کی نسبت سے ہم سب یہاں جمع ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ ربُّ العزت ہمیں جنّت میں بھی یوں جمع فرمائے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں، رِدائے نبوت میں جگہ نصیب ہو جائے (آمین) اور جو اُس کالی کملی میں آ گیا اُس کے وارے نیارے ہو گئے۔

نبی کی ضرورت اور نبی کا مقام

آج آپ کے سامنے ایک بات تو یہ عرض کرنی ہے کہ نبوت اور ختم نبوت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی عادت اور سنت اور حساسیت کتنی زیادہ ہے؟ اور خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت اِیمان والوں میں کیوں اِتنا زیادہ ہوتا ہے؟ اور یہ بھی عرض کروں گا کہ: مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت کے لیے کیوں تیار کیا گیا اور اُس نے کیوں یہ دعویٰ کیا؟

اللہ ربُّ العزت اپنے بندوں سے محبت کرتے ہیں، اِس پورے کارخانہ عالم کو

وجود بخشا اور اِس میں ساری مخلوقات کے رنگ کو بھرا اور ساری کائنات کو بنانے کے بعد، ساری مخلوقات کو تخلیق کرنے کے بعد اَشرف المخلوقات کو جب دنیا میں بھیجا تو اُس کی بعثت کا مقصد صرف یہ تھا کہ یہ اِنسان میری عبادت کرے اور میرے ہر حکم پر اپنی ہر چیز کو قربان کرے۔ چاہے اِس کا مال و دولت ہو، چاہے صلاحیتیں ہوں، چاہے اِن کی عزت و آبرو ہو، چاہے اِن کی جانیں ہی کیوں نہ ہوں، یہ مجھ پر قربان کرنے والے ہوں۔ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن اپنی سلطنت کا اعلان کرتے ہیں لیکن اب خالق اور مخلوق کے درمیان جو رابطہ تھا یہ مخلوق اس کا تحمل نہیں کر سکتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے درمیان میں انبیاء علیہم السلام کا ایک واسطہ بنایا کہ عرشِ الٰہی سے حکم جاری ہو اور میری مخلوق تک پہنچے، درمیان میں ایسی شخصیت کا واسطہ ہو جس پر ساری انسانیت اِعتماد کر سکے اور جو اِتنا مضبوط ہو اَخلاق و کردار کے لحاظ سے، اَعصاب کے لحاظ سے، رُوحانیت کے لحاظ سے کہ وہ وحیِ الٰہی کا تحمل کر سکے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ.
(سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن: ۱۷۹) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا چناؤ ہوتا گیا، اللہ تعالیٰ کے اَحکام اُن تک پہنچتے گئے اور وہ بندوں تک پہنچاتے گئے۔ اِتنے عظیم لوگ جن کو اللہ ربُّ العالمین خود چنتے رہے ہیں اُن کے لیے اِنتظام فرما رہے ہیں۔ سب سے پہلے عالم اَرواح میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی رُوحوں کو جمع کر کے ایک دوسرے کی مدد و نصرت کی، ایک دوسرے پر اِیمان لانے کی بیعت لیتے ہیں، پھر دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو پابند کیا کہ اپنے بعد آنے والے نبی کی اِطلاع اپنی قوموں کو پہلے سے دے دو، ابھی وہ پیغمبر پیدا نہیں ہوئے اُن کی اطلاع اور اُن کے تذکرے پچھلی قوموں کو دیے جا رہے ہیں، پچھلی اُمتوں سے بیعت لی جا رہی ہے کہ آنے والے نبی پر اِیمان لانا ہے اور مدد و نصرت کرنی ہے۔ پھر نبیوں کی پیدائش ہوتی رہی ہے، اللہ تعالیٰ عجیب عجیب کارنامے اِس دنیا میں دکھاتے رہے، جن کو اِرہاصات کہتے ہیں۔ معجزے نہیں! وہ تو نبوت کے بعد ہوتے ہیں۔ عجیب عجیب واقعات کا رونما ہونا یہ بتانے کے لیے کہ کوئی عظیم الشان شخصیت آنے والی ہے جس کے اِستقبال کے لیے ہم ایسے ایسے واقعات رُونما کر رہے ہیں۔ مثلاً کنکریوں

سے ہاتھیوں کو ہلاک کرنا اِس طرف اِشارہ ہے کہ نبی آنے والا ہے،، صاحبِ شریعت تشریف لانے والے ہیں۔

اللہ ربُّ العزت صورت کے لحاظ سے نبی کو سب سے حسین بناتے ہیں، اُس سے زیادہ کوئی حسین رُوئے زمین پر نہیں ہوتا تاکہ جب دیکھنے والا اُس کو دیکھے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی طرح کہے: وَجْهُهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ. یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔ اُس کے اَخلاق اور کردار رُوئے زمین کے انسانوں میں سب سے عالی اور برتر ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے اور پوچھا کہ: میں نے تمہارے درمیان سال ہا سال گزارے: ''هَلْ وَجَدْتُمُوْنِيْ صَادِقًا اَمْ كَاذِبًا؟ تم نے مجھے سچا پایا یا اُس کے برعکس؟ سب نے بہ یک زبان کہا: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے زیادہ سچا کون ہوسکتا ہے؟ اور پھر اگر کسی مسلمان کے دل میں کسی کبیرہ گناہ کا خیال آگیا مثلاً: زنا، چوری، شراب پینے کا خیال آگیا تو جب تک عمل نہیں کرے گا گناہ شمار نہیں ہوگا لیکن اگر کسی نبی کے بارہ میں برا خیال آگیا تو صرف خیال آنے پر بھی دائرۂ اِسلام سے نکل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ حساس ہیں اپنے نبی کے بارہ میں

اللہ تعالیٰ حساس ہیں اپنے نبی کے بارہ میں کیوں؟ اِس لیے کہ یہ اللہ اور بندے کے درمیان واحد واسطہ اور ذریعہ ہے، پھر یہی پیغمبر بارگاہِ خداوندی سے ایسا لاڈ اور پیار حاصل کرتے ہیں کہ اُن پر سلام نازل ہوتے ہیں۔ بدر کے موقع پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳۱۳ صحابہ کو لے کر آئے، لباس بدن پر مکمل نہیں، پیروں میں جوتا نہیں، پیٹ میں کچھ کھانے کو نہیں، ہاتھوں میں ہتھیار نہیں، سوار ہونے کو سواری نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان کی طرف دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں: ''اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ''۔ اے اللہ! اگر آپ نے اِس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کردیا۔ ''فَلَمْ تُعْبَدْ اَبَدًا''۔ پھر دھرتی پر کبھی آپ کی عبادت نہیں ہوگی۔

دس سال پتھر کھائے، ماریں کھائیں، مشقتیں اُٹھائیں، تکالیف اُٹھائیں، تب جا کر یہ ۳۱۳ تیار کر کے بے سروسامانی کی حالت میں آپ کے راستہ میں لا کر کھڑے کیے

ہیں، آپ چاہیں تو اِن کو ختم کر دیں، آپ چاہیں تو اپنے نام کو قیامت تک باقی رکھیں، اگر یہ ختم ہو گئے تو قیامت تک میرے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہوا کا تیز جھونکا آیا، حضرت میکائیل علیہ السلام 1000 فرشتوں کے ساتھ آ گئے۔ پھر ایک جھونکا آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت اسرافیل 1000 رشتوں کے لشکر کے ساتھ آ گئے وہ میسرہ پر اُترے۔ ہوا کا ایک اور تیز جھونکا آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشا فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام 1000 فرشتوں کے لشکر کے ساتھ آ گئے۔ ہزار ہا فرشتے اُسی وقت اللہ ربُ العزت نے نازل کر دیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ حساس ہے، اپنے نبی کے معاملے میں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جی چاہتا ہے کہ اللہ سے دعا مانگیں، دعا نہیں مانگ سکتے، اِجازت نہیں، بیتُ المقدس کی طرف چہرہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، دل چاہتا ہے کہ بیتُ اللہ کی طرف چہرہ کر کے نماز پڑھیں۔ اب اللہ سے دعا کیسے کریں کہ اے اللہ! میرا قبلہ بدل دے؟ آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں، آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔ آیت نازل ہوگئی: **قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ**۔ (سورۃ البقرۃ:۱۴۴) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا چہرہ آسمان کی طرف پھرتا ہم نے دیکھا، ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پھیرتے ہیں اُسی قبلہ کی طرف جس کی طرف رُخ کرنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اچھا لگتا ہے۔ کیوں؟ اِس لیے کہ اللہ حساس ہے اپنے نبی کے معاملے میں۔

پہلے میں پہنچتا ہوں یا میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا، بے چین و بے قرار تھا۔ حضور نے پوچھا: کیوں رُوتے ہو؟ مجھ سے بولا نہیں جا رہا، تکلیف بیان نہیں کی جا رہی، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ شفقت رکھا، پیار کیا، میری ہمت بندھی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بھی محبت کرتا ہوں اور جس خاتون نے مجھے جنا ہے اُس سے بھی محبت کرتا ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے وحدانیت کی طرف لے آئے لیکن ماں مشرکہ ہے۔ میں اُسے دعوتِ اِسلام دیتا ہوں مگر وہ قبول نہیں کرتی۔ یارسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! ماں کو کیسے چھوڑوں؟ آج تو حد ہی ہوگئی! میں نے دعوتِ اِسلام دی تو ماں اِسلام کے خلاف بول پڑی۔ میں نے ماں کے منہ پر ہاتھ رکھا اور کہا: اِسلام کے خلاف نہ بولیں۔ لیکن میری ماں جری ہوگئی اور یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں بھی بول گئی۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا کروں اب گھر جانے کو جی نہیں چاہتا؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعا کریں کہ: اللہ میری ماں کو ہدایت دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور دعا فرماتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔ اے اللہ! ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ماں کو ہدایت دے دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ ۳ مرتبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تیزی سے گھر کی طرف روانہ ہوا، جب گھر پہنچا تو ماں نے قدموں کی آواز سنی تو کہا مَکَانَکَ یَا اَبَاھُرَیْرَۃَ۔ اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! اندر نہ آنا۔ پانی کے گرنے کی آواز آئی، چلنے کی آواز آئی، پردہ ہٹایا، کہنے لگیں: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ گویا ابوہریرہ بعد میں پہنچے، حضور کی دعا پہلے پہنچ گئی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور رو رہا تھا، پہلے غم میں رو رہا تھا اور اب خوشی سے رو رہا تھا۔

میرے عزیز بھائیو! یہ چند واقعات عرض کیے کہ اللہ ربُّ العزت اپنے نبی کی ذات کے بارہ میں حساس ہیں۔

ایسے دیوانے نہیں ملیں گے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسیلمہ کذاب دعویٰ نبوت کرتا ہے، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تلوار سونتے ہیں، میدانِ کارزار میں لشکر روانہ کرتے ہیں کیوں کہ اُس نے ردائے نبوت کی طرف ہاتھ دراز کیا ہے۔ سلسلہ چلا جب بھی کسی ملعون نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اُس وقت کے سب سے زیادہ پارسا و نیکوکار، سب سے بڑے علماء کھڑے ہوئے اور اُس فتنہ کا قلع قمع کیا۔ یہ سلسلہ چلا ہے اور چلا ہی جا رہا ہے اِس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ دَجَّالُوْنَ کُلُّھُمْ یزعم اَنَّہٗ نَبِیٌّ۔۔" "عنقریب میری اُمت میں ۳۰ جھوٹے لوگ

دعویٰ نبوت کریں گے۔ مرزا غلام قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا۔ اِس کی وجوہات کیا تھیں؟ اللہ ربُّ العزت جب کسی کو اپنا محبوب بناتے ہیں تو لوگوں کے دلوں میں بھی اُس کی عظمت ومحبت ڈال دیتے ہیں۔ یہود ونصاریٰ نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک خوبصورت انسان تھے، ہمارے پاس بھی ایک سے ایک خوبصورت انسان ہے لیکن اُن پر فریفتہ ہونے والے، جانیں دینے والے کیوں نہیں؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک زیرک انسان تھے، ہمارے پاس بھی ایک سے ایک زیرک آدمی ہے لیکن اُن پر جان دینے والے کیوں نہیں؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَخلاق وشمائل کے اِعتبار سے سب سے عالی ہیں قسمت سے یہ دولت اُن کے پاس ہے ہی نہیں۔ اُن کے سائنس دان، ادیب، دانشوران میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ اُن پر کوئی فریفتہ ہو جیسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پوری اُمت دیوانی ہے۔ جان کی بازی لگانے میں دریغ نہیں کرتے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کی وجہ سے مسلمان نماز کو فرض سمجھتے ہیں، روزہ وزکوٰۃ کو فرض سمجھتے ہیں، حج کو فرض سمجھتے ہیں، اُن کی ذات پر اِعتماد ہے تو اُن کی ہر بات کو اللہ کا حکم سمجھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے اُمت کا اعتماد کیسے ہٹایا جائے؟ اِس کے لیے ہمارے اَخلاق چھینے، غلام بنا کر دیکھا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اُنہوں نے سوچا کہ ایسا آدمی کھڑا کیا جائے کہ اُس کی شکل وصورت نہ سنائی جائے تو بہتر، جس کے اَخلاق وکردار پر گفتگو نہ کی جائے تو بہتر، جس کے حسب نسب پر گفتگو نہ کی جائے تو بہتر، ایسے آدمی کو نبی بنا کر کھڑا کردیا۔

مرزا کا ذکر مناسب نہیں

میں مرزا کا ذکر اِس مبارک مجلس میں کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ البتہ ایک دو باتوں سے موازنہ کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نسب حضرت آدم علیہ السلام تک محفوظ ہے۔ درمیان میں ایک بھی بدکردار نہیں ہے، سب عالی مقام ہیں۔ یہ مرزا کہتا ہے کہ میں مغل ہوں۔ دوسری جگہ کہتا ہے کہ میں سادات میں سے ہوں۔ میری نانیاں سیّد زادیاں تھیں۔ سادات کی دلیل کیا ہے؟ کہتا ہے کہ الہامِ خداوندی سے ہوا ہوں۔ کہتا ہے کہ میں آدم ہوں، موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں، نیز میری نسلیں بے شمار ہیں۔ اِس گندی شخصیت کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابلے میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما تشریف

لائے اور سامنے رکھے کھجور کے ٹوکرے میں سے کھجور اُٹھا کر منہ میں ڈال لی، ابھی چبائی نہیں تھی کہ رحمتِ دو عالم ﷺ نے اپنی انگلی سے وہ کھجور نکالی اور ارشاد فرمایا کہ: بیٹا! ہمارے لیے صدقہ جائز نہیں۔

جو حرام کھائے وہ نبی نہیں:

ایک شخص نے مرزا قادیانی کو خط لکھا اور مسئلہ پوچھا کہ: میری بہن جسم فروشی کیا کرتی تھی، اب وہ مر گئی ہے۔ اُس کی کمائی جو وہ گناہ سے کماتی تھی اُس کا میں کیا کروں؟ مرزا غلام قادیانی جواب میں لکھتا ہے کہ: وہ کمائی میرے پاس قادیان بھیج دو۔ (سیرت المہدی)

محمد عربی ﷺ کی ناموس کے محافظین نے آواز بلند کی، مرزا قادیانی کے خلاف فتوے دیے، قلمی جہاد کیا، لوگوں میں شعور بیدار کیا، وہی سنّت جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ امارت میں ادا کی، الحمدللہ! آج کے علمائے حق بھی اُس فریضہ کو سرانجام دے رہے ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تک اور علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ تک، امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ تک تمام علماء نے، تمام اساطینِ علوم نے اپنے فریضے کو پورا کیا اور وقت کے دجالوں سے نقاب ہٹا کر عوام کو بتایا کہ محمد عربی ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا دجال وکذاب تو ہو سکتا ہے مگر محمد نبی نہیں ہو سکتا۔

ان سیمینار اور مجالس کا مقصد اِن حضرات کے حالات کو سنا کر اپنے جذبے کو بیدار کرنا ہوتا ہے۔ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! میں نے قلم اُٹھا کر دعوتی جذبے سے اِتنا لکھا ہے کہ اگر کل حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں کہہ سکوں گا کہ کوئی ایسا گوشہ اور پہلو باقی نہ تھا کہ کوئی مدعی نبوت، کوئی قادیانی آپ (ﷺ) کی ردائے نبوت پر حملہ آور ہو سکتا، وہ تمام پمفلٹ عالمی مجلس کے زیرِ اِہتمام لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہو چکے ہیں۔

عرشِ الٰہی بھی کانپ اُٹھتا ہے

میں اپنا ذاتی واقعہ آپ کو سُناتا ہوں کہ میرے والد محترم فالج کے حملہ سے پہلے جب عمامہ باندھتے تو اُوپر کی طرف شملہ چھوڑتے اور وہ شملہ کھڑا رہتا۔ جب کسی قادیانی سے گفتگو ہوتی، ۳، ۳ گھنٹوں کی نشستیں ہم نے دیکھیں، ہاتھوں پر کپکپی طاری ہوتی اور وہ شملہ غصہ کی وجہ سے ہل رہا ہوتا۔ میں لاڈلا زیادہ تھا، اِس لیے ہر بات کہہ دیا کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ جب آپ کانپتے ہیں تو قادیانی اِس سے سمجھتے ہوں گے کہ مولوی ڈر گیا۔ فرمانے لگے: بیٹا! میری آواز میں تو گھبراہٹ اور کپکپی نہیں ہوتی۔ اِتنا کہہ کر خاموشی اِختیار کرلی اور مُراقبے میں چلے گئے۔ پیر کا دن تھا عشاء کے بعد ہمارے ہاں درسِ حدیث ہوتا ہے، اُس میں ابا جان نے عجیب بات اِرشاد فرمائی۔ فرمانے لگے کہ میرے بیٹے نے یہ بات کہی ہے کہ میں قادیانیوں سے بات کرتے وقت کپکپاتا ہوں۔ میں پورے وُثوق کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ جب کوئی قادیانی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ردائے ختم نبوت کی طرف پنجہ دراز کرتا ہے تو عرشِ الٰہی بھی غضب خداوندی سے کپکپاتا ہے، میں تو بہت کمزور ہوں۔

میرے دوستو! ہمارے اکابر نے اپنا فریضہ انجام دیا، حق ادا کیا، جس جس موقع پر جیسے جیسے قربانی دینا پڑی دی، عوام کے جذبے کو بیدار رکھا، ایک ایک دروازے پر دستک دی، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ سمجھایا اور قومی اسمبلی سے قادیانیوں کو غیر مسلم اَقلیت قرار دلایا۔

معاشی قتل کریں

میرے دوستو! میری اور آپ کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ ہمارے دوستوں اور رشتہ داروں میں جن لوگوں کو اِس عقیدے کے بارہ میں معلومات نہیں اُن کو اِس عقیدے کی اِہمیت بتائیں، فتنۂ قادیانیت کی سنگینی سے آگاہ کریں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو تلوار لے کر نکلے، منکرین ختم نبوت کی گردنیں اُڑا دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دجال کی گردن ماریں گے۔ درمیان والوں کو چاہیے کہ معاشی قتل تو کردیں! قادیانی

مصنوعات کا بائیکاٹ تو کر دیں! مسلمانوں کی دکانوں پر قادیانی مصنوعات رکھی ہوئی ہیں، دکان دار مسلمان، خریدنے والا مسلمان، لیکن جو پیسہ کمایا جا رہا ہے وہ قادیانیت کو پھیلانے کے لیے، مسلمانوں کو مرتد بنانے میں اِستعمال ہوتا ہے۔ جہاں قادیانی مصنوعات دیکھو، پیار و محبت سے سمجھاؤ کہ میں بھی شفاعت نبوی کا محتاج ہوں اور آپ بھی محتاج ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: ستاروں کے برابر کسی کی نیکیاں ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! عمر (رضی اللہ عنہ) کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ اِتنی نیکیوں کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! میری ساری زندگی کی نیکیاں لے لو اور غار والی تین راتوں میں سے ایک رات دے دو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار میں کون سا عمل کیا تھا؟ ذاتِ نبوت کا تحفظ کیا تھا، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ذاتِ نبوت کا تحفظ ہے اور جس کو یہ نوکری مل جائے تو اور کیا چاہیے؟ باڈی گارڈ تو صاحب کے ساتھ اے سی والی گاڑی میں بیٹھتا ہے، اُس کی کوئی بھی ذات ہو مگر بیٹھے گا صاحب کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس عظیم کام کے لیے قبول فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

''قادیانیوں کا معاشی ومعاشرتی بائیکاٹ''

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان یاسین دامت برکاتہم
استاذ الحدیث معہد الخلیل الاسلامی، بہادر آباد

گل بہار لان، بہادر آباد، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۱۸۳)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۔ (سُوْرَۃُ النِّسَآء ۱۶۳)

سب صدقہ ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا:

میرے بزرگانِ محترم! ہمارا یہ اجتماع ''استقبالِ رمضان'' کے عنوان سے ہے اور عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ہے۔ عقیدۂ ختمِ نبوت سے اِس رمضان المبارک کا بہت گہرا تعلق ہے۔ جہاں بھی نبی پاک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اللہ تعالیٰ نے تذکرہ فرمایا ہے اُس کے ساتھ صراحتاً یا اشارتاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلے کو اُجاگر کیا ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو جہاں ثابت فرمایا ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلے کو بھی بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کی آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ الآیۃ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۱۸۳) یعنی جہاں پر روزے کو فرض فرمایا ہے وہاں اِشارتاً اِس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ ۱۸۳) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء اکرام علیہم السلام اِس دنیا میں تشریف لائے اُن کے اُوپر اُن کی اُمتیں ایمان لائیں اور اُن سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام پر بھی ایمان لایا گیا، یہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن سے لیا گیا۔ اِس وقت اِس مسئلے کو بیان کرنا اور ثابت کرنا ہمارا موضوع نہیں ہے، میں صرف اِس میں ایک مناسبت بیان کرنا چاہ رہا ہوں کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا مسئلہ آیا، آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو بیان کرنے کا مسئلہ آیا تو کہیں اللہ پاک نے صراحتاً: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ (سورۃ الاحزاب: ۴۰) کا لفظ ارشاد فرمایا اور کہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام اور رسولوں کا تذکرہ فرمایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد کا کوئی تذکرہ نہیں فرمایا۔ اِسی طریقے سے جب رمضان کے روزوں کے عنوان کو اِختیار فرمایا تو اِس میں بھی یہی اِرشاد فرمایا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۸۳) تمہارے اُوپر روزے اِس طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی اُمتوں پر فرض کیے گئے تھے۔ تو اِس میں بھی اِس بات کی طرف اِشارہ فرما دیا کہ اب اُمتیں آنے کا سلسلہ بھی بند فرما دیا ہے۔ تو اِس کی ایک مناسبت یہ ہے کہ ختم نبوت اور ختمِ رسالت کے صدقے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اِس رمضان المبارک کے مہینے کو عطا فرمایا ہے، جو سراپا رحمت ہے، سراپا برکت ہے۔ حدیثِ پاک میں اِس کو اَلشَّهْرُ الْمُبَارَكُ کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ کی طرف سے بابرکت مہینہ۔ (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، ج ۸، ص ۴۶۶)

اگر اللہ ربُّ العالمین امام الانبیاء سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُوپر اِس سلسلے کو ختم نہ فرماتے تو نہ آج علماء کو اور نہ علم کو کوئی فضیلت حاصل ہوتی، نہ مبلغین کو دعوت وتبلیغ کی کوئی فضیلت حاصل ہوتی، نہ ائمہ مساجد کو امامت کرنے کی کوئی فضیلت حاصل ہوتی، کیوں کہ اِن سارے کاموں کے لیے اللہ تعالیٰ نے پچھلی اُمتوں میں اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کا اِنتخاب فرمایا تھا۔ آج جو مبلغ کا مقام ہے، جو دعوت وتبلیغ کرنے والے کا مقام ہے اور علماء کا جو مقام ہے، لوگوں کا تزکیہ کرنے والے شیخِ طریقت کا اگر کوئی مقام ہے اور عزت اور منصب ہے وہ سب اِس لیے کہ اللہ نے نبوت کے سلسلہ کو ختم فرما کر اِن حضرات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی نیابت کا کام لیا۔ تو رمضان المبارک کا مہینہ بھی اِس اُمت کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ملا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی جتنی نعمتیں استعمال کرتے ہیں چاہے وہ مادّی ہوں، چاہے وہ رُوحانی ہوں، چاہے وہ جسمانی ہوں وہ سارے کا سارا جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے میں ہم کو یہ رمضان المبارک کا مہینہ ملا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

صدقے میں ہم کو اِس کے اندر موجود شب قدر ملی، آپ ﷺ کے صدقے ایک نیکی کے بدلے ۱۰ سے لے کر ۷۰۰ گنا اَجر کا ہم سے وعدہ کیا گیا۔ یہ سارے فضائل جو ہمیں ملے ہیں وہ محمد ﷺ کے صدقے میں ملے ہیں اور انسان کی اِنتہائی خساست اور کمینگی کی علامت ہوتی ہے کہ وہ اپنے محسنوں کو بھول جائے۔ نبی کریم ﷺ سے بڑا اِس اُمت کا کوئی محسن نہیں ہے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے آپ ﷺ کو ساری اِنسانیت کا محسن بنایا ہے تو اِس رمضان المبارک کے مہینے میں ہم نے جو بھی اَعمال کرنے ہیں، اُس پر جس اَجر و ثواب کا اللہ کی طرف سے ہم سے وعدہ ہے وہ سارا سرورِ دو عالم محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت اور رسالت کا صدقہ ہے۔

دین کا اہم شعبہ

مفتی صاحب نے بھی اِرشاد فرمایا اور میرے عزیز نے بھی یہاں پر کھڑے ہو کر عرض کیا کہ دین کے جتنے بھی شعبے ہیں اُن کا مقصد اللہ کے نبی ﷺ کے اَقوال و اَفعال اور اَعمال کو زندہ کرنا ہے لیکن نبی کریم ﷺ کا کلام پاک میں جہاں تعارف اللہ نے فرمایا ہے وہاں اشارۃً یا صراحتاً اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی ختم نبوت کو بیان فرمایا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ پر اِیمان، رسالت پر اِیمان ہمارا تب بن سکے گا جب ہم آپ ﷺ کی رِسالت کے ساتھ آپ ﷺ کی ختم نبوت پر بھی اِیمان رکھیں۔ اگر کوئی آدمی آپ ﷺ کو رسول مانتا ہے لیکن خدا نا خواستہ ختم نبوت کا اِقرار نہیں کرتا تو وہ گویا آپ ﷺ کی رسالت کا اِنکار کر رہا ہے۔ یہ بات قرآن کریم کا اُسلوب ہم کو بتاتا ہے۔

غیرتِ اِیمانی کا تقاضا

رمضان کریم کا جو مہینہ ہے، جیسے مفتی صاحب ارشاد فرما رہے تھے کہ اِس میں ہم اپنے آپ کو اللہ کی ذات سے جوڑیں، اللہ کے نبی ﷺ کی ذات سے جوڑیں، کتنا شرم ناک پہلو ہمارے لیے ہوگا، کتنا اَفسوس ناک پہلو ہمارے لیے ہوگا کہ ہم روزہ تو رکھیں اللہ کے نام پر، اللہ کے نبی ﷺ کے حکم پر اور ہم روزے کے ثواب کو سمیٹنے کی کوشش کریں،

ہم جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں سحری کھائیں، ثواب سمیٹیں، فائدہ بھی ہمارا، پیٹ بھی ہمارا بھرے اور اِس پر بھی ہمارے لیے اُجر ہے، اِفطار ہم کرتے ہیں اور روزہ ہم کھولتے ہیں یہ اپنا فائدہ کرتے ہیں، ہم اپنا پیٹ بھرتے ہیں لیکن اِس پر بھی ہمیں روزہ کھولنے پر اُجر و ثواب ملتا ہے۔ یہ سارا کا سارا ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ملا۔ لیکن معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ: اِفطار میں روزہ کھولنے کے بعد جو مشروبات ہم اِستعمال کرتے ہیں وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے بنائے ہوئے ہیں۔

قادیانی مصنوعات خصوصاً شیزان کا مقاطعہ کریں

ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ یہ میرا باپ ہے۔ لیکن دوسرا کہتا کہ میں بھی تمہارا باپ ہوں۔ تو ولدیت میں تو ہم کسی کو شریک نہیں کرتے۔ ایک آدمی جتنا بھی گیا گزرا ہو تو اُس کے باپ کو یا والدہ کو کوئی گالی دے تو آدمی اِس کو برداشت نہیں کرتا۔ میں مسئلہ کے اعتبار سے عرض کر رہا ہوں، لیکن اگر کوئی آدمی اُس کے گھر کا کھانا کھائے تو وہ شرعاً جائز ہے ناجائز نہیں ہے۔ کوئی آدمی میرے باپ کو گالی دے اور میری دعوت کرے یا مجھے اپنے گھر سے کوئی چیز بھیجے یا مجھے رمضان میں شربت بنا کے دے تو میرے لیے شرعاً پینا جائز ہے، اَخلاقاً بے شک! یہ میرے لیے بے حیائی کی بات ہوگی۔ لیکن اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن کوئی ڈاکا ڈالتا ہے تو ہم بڑے ذوق وشوق سے رمضان کی تیاری کرنے کے لیے اُس کا سامان اپنے گھر میں لے کر آتے ہیں اور ہم اِس میں کوئی پروا نہیں کرتے بلکہ ہم اِس کو مولویوں کی، علماء کی شدت پسندی سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ اِنتہاء پسند ہیں، یہ جذباتیت والے لوگ ہیں۔ یہ جذبات کا مسئلہ نہیں، اِیمان کا مسئلہ ہے۔ تو ہم اپنے رمضان کو قیمتی بنانے کے لیے اگر ہم ابھی سے یہ طے کر لیں کہ ہم وہ عام مصنوعات جن سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو کسی بھی درجے میں فائدہ ہوتا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب کے اُوپر ڈاکا ڈالنے والے کو ایک فیصد بھی فائدہ ہوتا ہے، ہم لوگ اُن سے اپنے آپ کو بچائیں گے تاکہ ایسا نہ ہو کہ امام الانبیاء سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت

اور سر پر ہاتھ رکھنے کے سہارے سے ہم لوگ جو جی رہے ہیں وہ ہاتھ ہمارے سروں کے بجائے ہمارے گریبانوں پر آجائے، اِس کا ہمیں خیال کرنا پڑے گا۔

اتنی قربانی بھی نہ دے سکیں

روزہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے رکھیں، مگر اچار چٹنی ہم دشمنوں کی استعمال کریں، قادیانیوں کی کمپنی شیزان کی مصنوعات استعمال کریں، میٹھے اور نمکین کھانوں کے آئٹم ہم دوسروں کے استعمال کریں! اِس پہلو کو بھی ہمیں سوچنا پڑے گا۔ جیسے مجھ سے پہلے مولانا نے فرمایا کہ عام کافر میں اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اِنکار کرنے والے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایسے ہی عام کافر کی مصنوعات اور قادیانیوں کی مصنوعات کے استعمال میں فرق ہے، قادیانیوں کی مصنوعات کا استعمال حرام ہے۔ یہ موضوع ابھی تفصیل سے بیان کرنے کا وقت نہیں ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! کوئی آدمی ہم میں ایسا نہیں ہے جس کو یہ عقیدہ اور نظریہ معلوم نہ ہو۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور ختم نبوت کے صدقے میں ہمیں یہ سارے فضائل ملے ہیں، جو ہم فضائل رمضان میں سنتے ہیں اور پڑھتے ہیں تو ہمیں اِس کی لاج بھی رکھنی چاہیے۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا قربانیاں دیں وہ بھی ہمیں سامنے رکھنی چاہئیں، اگر ہم اپنے منہ کے چٹخارے اور ضرورت کی چیزوں میں تھوڑی سی کمی کردیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اِتنی سی قربانی دیں گے تو ہماری دنیا میں بھی کوئی نقصان اور خسارے کی کوئی بات نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمارے سننے اور کہنے کو قبول فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

”عقیدہ حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام“

حضرت مولانا محمد رضوان قاسمی دامت برکاتہم

امام جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ

خطیب محمدی مسجد کلفٹن

مسجد اختر، گلبرگ، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

(آلِ عمران:۵۵)

قال النبی ﷺ

اِنَّ عِيْسٰى لَمْ يَمُتْ وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

(درِ منثور ص:۳۶، ج:۲)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ

اللّٰھم صلِّ علیٰ سیدنا ومولانا محمدٍ وعلیٰ اٰل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم ٥ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

آج سے تقریباً پانچ ماہ قبل بھی اللہ تعالیٰ نے مسجد اختر میں حاضری کی توفیق بخشی۔ اس وقت عقیدۂ ختمِ نبوت پر جو باتیں اپنے بزرگوں سے سن رکھی تھیں، آپ حضرات کے سامنے پیش کر دی تھیں۔ اللہ رب العالمین نے کرم فرمایا، آپ جیسے نیک لوگوں کی مجلس میں دوبارہ شرکت کا موقع نصیب فرمایا۔ میں یہاں آنا اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔ اور میں صرف الفاظ نہیں کہہ رہا بلکہ دل کی گہرائی سے یہ بات کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا (حضرت مولانا مفتی محمد خرم عباسی صاحب مدظلہ) کو خوب جزائے خیر عطا فرمائے، بہت ہی شفقت کا معاملہ فرماتے ہیں اور رات کی تنہائیوں میں ہمارے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں۔

میرے محترم بزرگو! عزیز بھائیو اور امتِ مسلمہ کی مقدس ماؤں اور بہنو! آج جس دور

میں، میں اور آپ سانس لے رہے ہیں، یہ انتہائی پُرفتن دور ہے۔ اس پُرفتن دور میں اپنے ایمان کی حفاظت کا اگر کوئی راستہ ہے تو وہ مساجد، مدارس، خانقاہیں اور اللہ والوں کی مجلسیں ہیں۔ جو مسلمان اس دائرے میں نہیں آرہا، اس کی حالت بہت ہی خطرناک ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے ان مبارک جگہوں سے وابستہ کر رکھا ہے، مساجد، مدارس، خانقاہوں اور اللہ والوں کی جوتیوں سے نسبت دے رکھی ہے، یہ کسی بھی ماحول میں چلے جائیں، اللہ رب العزت کا فضل ان پر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا کی حقیقت

اِنَّ اللّٰہَ یُعْطِی الدُّنْیَا مَنْ یُّحِبُّ وَمَنْ لَّا یُحِبُّ وَلَا یُعْطِی الدِّیْنَ اِلَّا لِمَنْ أَحَبَّ فَمَنْ أَعْطَاہُ اللّٰہُ الدِّیْنَ فَقَدْ أَحَبَّہٗ

(مشکوٰۃ، ج:۲، ص:۴۲۵)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی دیتے ہیں جس سے محبت کرتے ہیں اور اس کو بھی دیتے ہیں جس سے محبت نہیں کرتے۔ اور دین صرف اسی کو دیتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں پس جس کو اللہ تعالیٰ نے دین دیا تو اللہ نے اس سے محبت کی۔''

دنیا کا ملنا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے یہاں کامیابی کا معیار ہے ہی نہیں۔ ہمیں 100% (سو فیصد) امید اور یقین ہے کہ اس کام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اللہ جل جلالہ نے ہم لوگوں کو دین کے اس عظیم شعبے کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے۔

قیمتی سرمایہ

اس پُرفتن دور میں سب سے بڑی سعادت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس دنیاوی زندگی میں کسی کو ایمان کی دولت نصیب فرمادیں۔ اس زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ ایمان

ہے۔ ایمان کا ملنا بہت بڑی سعادت ہے اور اس سے بڑی سعادت یہ ہے کہ اس ایمان کو بچا کر اپنے ساتھ قبر میں لے جائیں۔

صرف روح نکل گئی ہے

شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کے پاس ایک شخص آیا، یہ شخص حضرت کے متعلقین میں سے تھا۔ حضرت نے پوچھا: آپ کا بیٹا کہاں ہے؟ بتایا: اللہ جل جلالہ نے بڑا کرم فرمایا کہ اس نے تعلیم مکمل کر لی ہے، اور بہت اچھی نوکری بھی مل گئی ہے، اور انہوں نے گاڑی بھی دی ہے اور تنخواہ بھی بڑی اچھی رکھی ہے۔ اگلا جملہ بڑا خطرناک کہا اس نے۔ کہنے لگا کہ یہ سب کچھ مل گیا ہے، بس میرا بچہ تھوڑا سا بے دین ہو گیا ہے، لیکن کیریئر بہت اچھا بن گیا ہے (یعنی بے دین ہونا اتنی بڑی بات نہیں)، باقی ٹھیک ہے۔ مفتی صاحب فرمانے لگے: کہ یہ تو ایسے ہی ہے (کہ میرے والدِ ماجد مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے فرمایا) کہ کسی کا انتقال ہو جائے اور اس کے بچے لے جائیں ڈاکٹر کے پاس اور ڈاکٹر سے کہیں کہ ہمارے والد صاحب کو چیک کریں۔ والد صاحب کو ڈاکٹر چیک کرنے کے بعد کہے کہ آپ کے والد صاحب کی آنکھیں بھی ٹھیک ہیں، دماغ بھی ٹھیک ہے اور دل بھی ٹھیک ہے، سب کچھ ٹھیک ہے، بس تھوڑی سی روح نکل گئی ہے، باقی آپ کے والد صاحب بالکل ٹھیک ہیں (جب روح نکل گئی پیچھے رہا کیا؟)۔ اسی طرح جب مسلمان کی زندگی سے اللہ کا دین نکل گیا تو اب رہا کیا؟ دین کا ایک مسلمان کی زندگی سے نکل جانا ایسا ہی ہے جیسے جسم سے روح کا نکل جانا۔ جیسے بغیر روح کے انسان کی کوئی حیثیت نہیں ہے، ایسے ہی بغیر دین کے اللہ جل جلالہ کے یہاں بھی ہماری کوئی حیثیت نہیں رہے گی، ہماری حیثیت اس وقت تک ہے جب تک میں، آپ اور میرا گھرانہ گنبدِ خضرا سے

جڑا ہوا ہو (اصلاحی خطبات، ج: ۴، ص: ۳۳)۔ تو اس پُرفتن دور میں خوش نصیب لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دین کی مجالس سے وابستہ کر رکھا ہے۔ ہم جہاں عقیدہ ختم نبوت کی بات کرتے رہتے ہیں وہاں ہماری کوشش ہوتی ہے کہ اپنے بھائیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اور حضرت مہدی علیہ الرضوان سے متعلق بھی رہنمائی دیں۔ آپ حضرات کے سامنے چند باتیں عرض کر دیتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق کہ قرآن و سنّت کی روشنی میں مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب مبارک

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کا نام "بی بی حنہ" ہے۔ بی بی حنہ کے شوہر کا نام "حضرت عمرانؒ" ہے۔ یہاں یہ بات بھی جان لیں کہ قرآن کریم میں دو "عمران" کا ذِکر ہے۔

❶ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد ماجد ❷ حضرت مریم کے والد ماجد

اور اسی طرح قرآن کریم میں ہارون بھی دو ہیں۔ ❶ حضرت مریم کے بھائی، ان کا نام بھی ہارون ہے۔ ❷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی، ان کا نام بھی ہارون (علیہ السلام) ہے۔

بی بی حنہؒ کی نذر اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش

بی بی حنہؒ جب امید سے ہوئیں تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اولاد دیں تو میں اسے دین کی خدمت کے لیے، مسجد کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گی اور ان کے دل میں تھا کہ اللہ جل جلالہ مجھے بیٹا دیں گے۔

یہ سعادت نصیب ہو جائے

ایک زمانہ تھا کہ لوگ سعادت سمجھتے تھے اللہ کے گھروں کی خدمت کرنے کو، کسی زمانے میں مساجد میں یہ خادم نہیں ہوتے تھے، محلے کے گھروں کی ترتیب ہوتی تھی کہ آج کے دن

یہ گھر والے صفائی کریں گے اور فلاں دن فلاں گھر والے صفائی کریں گے، اس طرح سب خدمت کیا کرتے تھے اور سوسائٹی میں سب سے بڑا آدمی وہ ہوتا تھا جو سب سے پہلے مسجد میں آتا تھا، یہ اس کے بڑے ہونے کی علامت تھی۔ نہ کہ یہ کہ جس کا گھر، بنگلہ، کوٹھی بڑی ہو وہ بڑا آدمی ہوتا۔

سعادت مند بیٹی

بی بی حنہؒ نے منت مانی کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ بیٹا دیں گے، اسے مسجد کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گی، اللہ کا کرنا کہ بجائے بیٹے کے بیٹی پیدا ہوگئی۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا: يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۭ (سورۃ الشوریٰ:۴۹۔۵۰)

میرے رب کی دین ہے جس کو چاہے عطا فرمائے، اس میں انسان کا دخل نہیں، جب بی بی حنہؒ کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی تو وہ پریشان ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی، جس کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا: وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى، آپ پریشان کیوں ہوتی ہیں؟ ہم نے آپ کو جو بیٹی دی ہے، یہ وہ بیٹی ہے جس پر ہزاروں بیٹے قربان کیے جاسکتے ہیں، یہ عام بیٹی نہیں ہے، یہ تو حضرت مریم ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کی خاص بندی)

حضرت مریم رحمھا اللہ تعالیٰ کی پرورش

حضرت مریم کو لیا اور بی بی حنہؒ سیدھا مسجد اقصیٰ تشریف لے گئیں، جس زمانے میں حضرت مریم پیدا ہوئیں وہ حضرت زکریا علیہ السلام کا زمانہ تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام رشتے میں خالو ہیں حضرت مریم کے، مسجد میں مجمع لگا تھا، بی بی حنہ تشریف لائیں اور اپنا مسئلہ عرض کیا کہ میں نے منت مانی تھی۔

اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ (آلِ عمران)

مفہوم: ''میں اپنی نذر کو پورا کرتے ہوئے یہ بچی آپ کے حوالے کرتی ہوں۔ آپ میں سے جو اس کی پرورش کرنا چاہے۔''

حضرت مریم کے والد کا انتقال ہو چکا تھا، اب پرورش کون کرے اس میں اختلاف ہو گیا، کسی نے کہا کہ ہم پرورش کریں گے، کسی نے کہا کہ ہم پرورش کریں گے۔ اختلاف بڑھا تو فیصلہ ہوا کہ قرعہ اندازی کر لیتے ہیں، جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا وہ پرورش کرے گا۔ آج کا دور تو تھا نہیں کہ پرچیاں ڈالیں گے، بٹن دبائیں گے، پرچی باہر آجائے گی، نام نکل آئے گا۔ درس وتدریس کی مجلس تھی، وہ حضرات سبق پڑھ رہے تھے، ان سب کے پاس قلم تھے لکڑی والے جو گاؤں دیہات میں ہوا کرتے ہیں، سب نے کہا کہ سامنے جو نہر ہے اس میں قلم ڈالتے ہیں، جس کا قلم پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ گیا وہ تو ناکام، جس کا قلم پانی کے بہاؤ کے ساتھ نہ بہا وہ حضرت مریم کی پرورش کرے گا۔ سب نے قلم ڈال دیے، حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی قلم ڈال دیا، اللہ کی شان دیکھیں کہ سب کے قلم پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہتے ہوئے جارہے ہیں، ایک قلم ہے جو نہ صرف پانی میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ پانی کے سینے کو چیرتا ہوا مخالف سمت کی طرف جارہا ہے، پانی اِدھر جارہا ہے اور قلم اُدھر جارہا ہے۔ پانی مشرق کی طرف، قلم مغرب کی طرف۔ سب حیران ہو گئے کہ یہ کس کا قلم ہے؟ اٹھایا اور دیکھا تو وہ حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم تھا، اب یہ طے ہو گیا کہ پرورش حضرت زکریا علیہ السلام ہی کریں گے۔

بے موسم پھل

دن گزرتے گئے، وہیں مسجد کے قریب کمرہ تھا، وہاں ان کی پرورش شروع ہوئی، ایک

دن حضرت زکریا علیہ السلام تشریف لائے، دروازہ کھولا، جیسے ہی اندر داخل ہوئے حیران ہو گئے، کیا دیکھتے ہیں۔ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا پھل رکھے ہیں۔ تالا ٹوٹا نہیں، چابی کسی اور کے پاس ہے نہیں، حضرت زکریا علیہ السلام پریشان ہو گئے کہ یہ پھل یہاں کیسے آئے؟ تو انہوں نے پوچھا یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا اے مریم! یہ کہاں سے آئے ہیں؟ چابی میرے پاس ہے دروازہ نہیں ٹوٹا، اندر کوئی نہیں آسکتا، یہ کہاں سے آگئے؟ اس سے بڑی حیرانگی کی بات یہ تھی کہ پھل بھی سارے بے موسم، یعنی موسم سردی کا، پھل گرمی کا، موسم گرمی کا، پھل سردی کا۔

توحضرت مریم نے جواب دیا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ کون ہے؟ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (آلِ عمران) میرا اللہ جب دینے پر آتا ہے تو کسی سے مشورہ نہیں کرتا، اس کو دینا ہے یا نہیں دینا، کتنا دینا ہے؟ ہم تو ہزار روپے کسی کو دیتے ہیں تو دس مرتبہ مشورہ کرتے ہیں کہ اس کو دینا ہے یا نہیں دینا، میرا اللہ کسی سے مشورہ نہیں کرتا۔ جیسے ہی حضرت زکریا علیہ السلام نے واقعہ سنا، نبی تو تھے ہی، سمجھ گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے ہے۔ (اندر ایمان ویقین نے جوش مارا) وہ وہاں سے نکلے محراب میں تشریف لائے اور یوں دعا کی: رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً (آلِ عمران) اے اللہ! مہربانی فرمادے اور نیک اولاد عطا کردے۔ ان کے ہاں اولاد نہیں تھی اور ایک عرصہ سے اولاد مانگ رہے تھے۔ دعا مانگتے مانگتے، قرآن کہتا ہے: وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا (سورۃ مریم) سر میں چاندی آگئی، بال سفید ہو گئے، کتنی دعائیں مانگی ہوں گی؟ اَللّٰهُ اَكْبَر۔

اس شخص کی دُعا قبول نہیں ہوتی

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَالَمْ يُعَجِّلْ، فَيَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ (بخاری، کتاب الدعوات، باب: یستجاب للعبد مالم یعجل، رقم الحدیث: 6340) کہ بندہ جب دعا مانگتا ہے،ہم اس کی دعا سنتے بھی ہیں اور قبول بھی کرتے ہیں،لیکن جب بندہ یہ کہتا ہے کہ اللہ میری دعا سنتا نہیں ہے کب سے دعا مانگ رہا ہوں،تو جیسے ہی بندے کی زبان پر یہ الفاظ آتے ہیں کہ اللہ میری سن نہیں رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب اللہ اس کی کبھی نہیں سنے گا۔ یہ اللہ کی ذات سے مایوس ہوگیا۔

کیا اس نے قرآن نہیں پڑھا۔ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا، دعا مانگتے مانگتے حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہوگئے ، بیوی بانجھ ہوگئیں، لیکن پھر بھی مایوس نہیں ہوئے۔ میرا اور آپ کا کام اللہ جل جلالہٗ سے مانگنا ہے۔ میں اور آپ اللہ جل جلالہٗ سے مانگتے ہیں اپنے علم کے مطابق اور اللہ جل جلالہٗ دیتے ہیں اپنے علم کے مطابق۔ جیسے بچہ ہم سے مانگتا ہے اپنے علم کے مطابق: یہ کھانا ہے،فلاں چیز کھانی ہے،لیکن ہم بچے کو نہیں دیتے کیوں کہ بخار کی حالت میں آئس کریم کھائے گا تو گلا خراب ہوجائے گا، بخار میں اضافہ ہوجائے گا۔ ہم اور آپ بچے کو دیتے ہیں اپنے علم کے مطابق۔ اللہ جل جلالہٗ بھی اپنے علم کے مطابق، جو بہتر ہوتا ہے بندے کو وہ ہی عطا فرماتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس کی فکر نہیں کہ میری دعا قبول ہوئی کہ نہیں، میں تو روزانہ یہ دیکھتا ہوں کہ آج اپنے رب سے مانگا کہ نہیں مانگا۔ ہمارا کام صرف ہاتھ پھیلانا ہے اور یہ مانگنا بھی سعادت والوں کو نصیب ہوتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا ظہور

دعا مانگی: اے اللہ! مہربانی فرما۔ اگر آپ مریم کو بے موسم پھل دے سکتے ہیں تو آپ زکریا کو بھی بے موسم اولاد دے سکتے ہیں۔ بس یہ دعا قبول ہوئی، فرشتہ آ گیا، خوشخبری دی کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کو بیٹا دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ آج کسی کی شادی کے چار سال کے بعد تین سال کے بعد بچہ پیدا ہو تو خوشی کا کیا عالم ہوتا ہے؟ یہاں تو حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہو گئے۔ جب طویل عرصہ کے بعد بچہ پیدا ہو تو نام رکھنے میں اختلاف ہوتا ہے کہ بچے کا نام ننہیال رکھے گا یا ددھیال رکھے گا، نام کون رکھے گا؟ قربان جائیں اس رب پر، فرمایا: زکریا! بیٹا بھی دے رہے ہیں اور نام بھی ہم خود رکھیں گے، اس کا نام ''یحییٰ'' ہوگا۔ اور سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا (آلِ عمران) ان کی خوبی ہوگی، پوری زندگی شادی نہیں کریں گے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ اس کی یوں تعبیر فرماتے ہیں، اللہ جل جلالہ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹا وہ دیا (یحییٰ علیہ السلام) جس پر پوری زندگی کسی عورت کا سایہ نہیں پڑا، اور پرورش میں بیٹی وہ دی (مریم) کہ جس پر پوری زندگی کسی مرد کا سایہ نہیں پڑا۔

دن گزرتے گئے، حضرت مریم جوان ہو گئیں، ایک دن وہ غسل کے لئے تشریف لے گئیں، جیسے ہی باہر نکلیں حیران ہو گئیں کہ سامنے ایک اجنبی مرد کھڑا ہے، فرمانے لگی اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا (سورۃ مریم:۱۸) کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتی ہوں، تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟

عورت کا اصل زیور حیا و پاک دامنی

علماء کرام نے لکھا ہے کہ عورت میں جب ''حیا'' کی صفت باقی ہو تو اس کے سامنے اگر غیر محرم آجائے تو اس کی جان نکل جاتی ہے، ہاں! اگر عورت، حیا کی سرحدوں کو پار

کر جائے تو پھر وہ پاکستان ٹوور کے نام پر دو دو ہفتے غیر محرم لوگوں کے ساتھ سیر و تفریح کرتی ہے پھر وہ تعلیم کے نام پر سالوں سال گھر سے باہر رہتی ہے۔ گرل فرینڈ، بوائے فرینڈ کی لعنت اور فتنے میں مبتلا ہوتی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ایمان اور حیا دونوں ایک ساتھ رہتے ہیں اذا رفع احدُھما رفع الاٰخر، جب ایک چلا جائے تو دوسرا خود چلا جاتا ہے۔ میرے نبی نے فرمایا جہاں حیا نہیں ہوتی تو ایمان بھی نہیں رہتا، حیا کا دشمن ایمان کا دشمن ہے۔ فرشتے نے ان کو تسلی دی: اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ مریم! گھبرانے کی ضرورت نہیں، بظاہر میں انسان ہوں لیکن اللہ نے مجھے بھیجا ہے، کیوں بھیجا ہے؟ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (سورۃ مریم) اللہ نے فیصلہ کیا ہے آپ کو اولاد دینے کا، حضرت مریمؓ حیران ہوگئیں کہ اولاد کیسے؟ قرآن کہتا ہے وَلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا (سورۃ مریم) حضرت مریم نے جواب دیا اولاد کے لیے دو ہی راستے اختیار کیے جاسکتے ہیں، حلال راستہ (نکاح) یا حرام راستہ (زنا)، میں نے تو دونوں راستے اختیار نہیں کیے، پھر کیسے میری اولاد ہوگی؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا ہے کہ اولاد ہوگی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھونک ماری، پھونک مارنے کی دیر تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطن مبارک میں تشریف لے آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "عیسیٰ" بھی کہتے ہیں، "ابنِ مریم" بھی کہتے ہیں، "مسیح" بھی کہتے ہیں، "روح اللہ" بھی کہتے ہیں اور "کلمۃ اللہ" بھی کہتے ہیں یہ سب ان ہی کے نام ہیں۔ دن گزرتے گئے، وقت قریب آتا گیا، پھر جب ولادت کا وقت قریب آگیا تو اب پریشان ہوگئیں کہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے تسلی دلوائی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے سے، فرمایا: کوئی پریشانی کی ضرورت نہیں ہے، وہ سامنے ٹیلہ ہے وہاں چلی جا وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ (المؤمنون:۵۰) وہ سامنے اونچی جگہ ہے اس سے ٹیک لگا کر بیٹھ جایئے۔

مولانا اللہ وسایا صاحبؒ کا ایک قادیانی سے مکالمہ اور لطیفہ

یہاں ایک لطیفہ ہے، قرآن کی اس آیتِ مبارکہ میں لفظ استعمال ہوا ہے اِلٰی رَبْوَةٍ مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں: میں باہر ملک گیا، وہاں ایک قادیانی میرے پاس آیا کہنے لگا کہ مولانا صاحب آپ پاکستان سے آئے ہیں تو میں آپ کے علم میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: کیا اضافہ کرنا چاہتے ہو؟ کہا کہ ہمارے شہر رُبوہ (موجودہ چناب نگر) کا نام قرآن پاک میں آیا ہے، (یعنی ہمارے شہر کا نام قرآن میں آیا ہے)۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ کون سی آیت میں ہے؟ تو اس نے کہا: وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ تو حضرت نے فرمایا: کہ آپ کہتے ہیں کہ آپ کے شہر کا نام قرآن میں آیا ہے، مجھ سے پوچھو تو میں کہتا ہوں، آپ کے نبی کا نام بھی قرآن میں آیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ صرف یہ ہی نہیں بلکہ مرزائی جماعت کا نام اور لاہوری جماعت کا نام بھی قرآن میں آیا ہے۔ کہنے لگا: مولانا صاحب! آپ کے منہ میں گھی اور شکر، لوگ ایسے ہی آپ کو بدنام کرتے ہیں، آپ تو بہت اچھے آدمی ہیں۔ ذرا مہربانی فرمائیں وہ آیت تو سنا دیں۔ حضرت نے فرمایا: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ (المائدہ:۳) وہ کہنے لگا کہ مولانا صاحب! اس کا ذرا ترجمہ بھی کر دیں۔ حضرت نے فرمایا: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ جو چیزیں حرام کی ہیں اللہ جل جلالہ نے ان کو یہاں ذِکر کیا ہے۔ مَيْتَة مردار کو کہتے ہیں اور دم خون کو کہتے ہیں، یہ دونوں حرام ہیں۔ "مَيْتَة" سے مراد مرزائی گروپ ہے اور دم سے مراد لاہوری گروپ ہے اور خنزیر سے مراد مرزا غلام قادیانی ہے۔

وہ قادیانی کہنے لگا مولانا صاحب انصاف کی بات کریں جب قرآن نازل ہوا تو مرزا غلام احمد تھا؟ حضرت نے فرمایا جب قرآن نازل ہوا تو کیا رُبوہ تھا؟ قادیانی کہنے لگا: نہیں

اور کہا مجھ سے غلطی ہوگئی۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا کوئی بات نہیں مجھ سے بھی غلطی ہوگئی، آگے چلتے ہیں۔ قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر یوں دھوکہ دیتے ہیں۔

خیر۔۔۔ وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ (سورۃ مریم) آپ وہاں ٹیک لگالیں۔ پیدائش کے وقت خاتون کو تسلی اور حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے، پریشانی ہوتی ہے تو فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا: وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا، فرمایا: مریم! بھوک لگے تو آپ کے لئے تازہ کھجوریں لگادی ہیں، آپ نے کیا کرنا ہے، صرف اسے ہلانا ہے، ہمت کرنی ہے۔ حضرات علماء فرماتے ہیں: جو اللہ تازہ کھجوریں لگا سکتا ہے وہ اللہ اسے نیچے بھی اتار سکتا ہے، لیکن فرمایا کہ تھوڑی سی ہمت آپ نے بھی کرنی ہے، گھر بیٹھے رزق نہیں آئے گا، تھوڑی سی ہمت کرنی پڑے۔۔۔ گی آفس جانا پڑے گا ہمت کرنی پڑے گی۔ قرآن نے یہاں فرمایا ہے: تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا جب بھوک لگے تو کھجور کھالینا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا (سورۃ مریم) مریم! پیاس لگے تو فلٹر شدہ ٹھنڈا پانی پینا اور جب آنکھوں کو ٹھنڈا کرنا ہو تو بیٹے عیسیٰ کی زیارت کرلینا۔

اس ماحول میں عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔۔۔ اب اگلا مرحلہ اس سے بھی زیادہ پریشان کن تھا، وہ یہ تھا اب میں نے گھر جانا ہے۔ سوسائٹی، محلہ میں جانا ہے تو میں لوگوں کو کیا کہوں گی کہ میں یہ بچہ کہاں سے لے کے آئی ہوں؟ اللہ جل جلالہ نے فرمایا: اس کا انتظام بھی ہم کریں گے، بس آپ نے بات نہیں کرنی۔ کوئی کچھ بھی کہے، آپ نے کچھ نہیں کہنا، صرف اشارہ کرنا ہے اس بچے کی طرف، بات ہم کروائیں گے۔ حضرت مریم نے بچے کو اٹھایا اور لے چلیں۔ قرآن کہتا ہے: وہ جیسے ہی محلے میں پہنچیں، محلے والے کہنے لگے: يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا (سورۃ مریم)

مریم! یہ کیا تماشہ کر کے آئی ہو؟ نہ تمہارا باپ ایسا تھا نہ تمہاری ماں ایسی تھی، نہ تمہارے خاندان میں کوئی ایسا تھا، اتنے اچھے خاندان کی عورت ہو یہ کیا کر کے آئی ہو؟ بچہ کہاں سے لے کے آئی ہو؟ حضرت مریم نے اشارہ کیا بچہ کی طرف، مجھ سے کیا پوچھتے ہو اس سے پوچھو۔ قوم کہنے لگی: كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا (سورۃ مریم) مریم! ہمیں بے وقوف بناتی ہو، گود کا بچہ کیسے ہم سے بات کرے گا؟

ایک عقیدے کی تصحیح

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے شور شرابا شروع کیا حضرت مریم کے خلاف تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے: شریفو! میری ماں سے کیا مناظرہ کرتے ہو، مجھ سے مناظرہ کرو، میں تمہیں بتاؤں کہ میں کون ہوں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ میں اللہ کا بندہ ہوں، "اللہ" نہیں ہوں، "عبد اللہ" ہوں، "اِبْنُ اللّٰه" نہیں ہوں۔ عقیدہ بتا دیا۔ دیکھیں! قرآن کا مزاج نہیں ہے عورت کا نام لینے کا، یہ واحد حضرت مریم ؒ ہیں جن کا نام قرآن نے لیا ہے، اس لئے لیا ہے تاکہ عقیدہ درست رہے۔ صرف عیسیٰ لکھ دیتے تو خدشہ تھا لوگ کہتے کہ اللہ کا بیٹا ہے، باپ تو ہے نہیں، اللہ کا بیٹا ہے۔ ابنِ مریم کہہ کے عقیدہ صاف کر دیا کہ حضرت مریم کے بیٹے ہیں۔ تو فرمایا اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ میں اللہ کا بندہ ہوں اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (سورۃ مریم) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے: تھوڑا سا وقت گزرنے دو۔ اللہ رب العالمین مجھے کتاب بھی دیں گے اور میرے سر پر نبوت کا تاج بھی سجائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے ماحول میں دنیا میں تشریف لائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق چار بنیادی عقائد

اس وقت دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق چار قسم کے عقائد ہیں۔

❶ یہودیوں کا عقیدہ ہے۔ ❷ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔

❸ قادیانیوں کا عقیدہ۔ ❹ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

(۱) یہودیوں کا عقیدہ

یہودی کہتے ہیں: اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ (سورۃ النساء: ۱۵۷) (ہم نے عیسیٰ ابنِ مریم کو قتل کر دیا) یہودی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن ہو گئے۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ مسیح کا انتظار یہودیوں کو بھی تھا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ مسیح ہدایت نہیں، یہ مسیحِ ضلالت ہے (نعوذ باللہ) اور مسیحِ ہدایت، دجال ہے۔ یوں ان کو غلطی پڑ گئی اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن ہو گئے اور ان کے قتل کے درپے ہو گئے، منصوبہ بنایا، ایجنسی والوں کو پیچھے لگایا۔ مخبر نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلاں کمرے میں ہیں۔ وہ جاسوس یہودیوں کو ساتھ لے کر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا، اللہ جل جلالہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی جاسوس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی اور عیسیٰ علیہ السلام کو (زندہ) آسمانوں پر اٹھا لیا۔ یہودی جب کمرے میں داخل ہوئے تو اپنے ہی آدمی کو مارنا شروع کر دیا، وہ سمجھے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، شبیہ تو تھی ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی، مارتے رہے مارتے رہے اور جب انہیں تسلی ہو گئی کہ یہ مر گیا ہے تو یہودی اب پریشان ہو گئے کہ اگر یہ عیسیٰ ہے تو ہمارا آدمی کہاں گیا اور اگر یہ ہمارا آدمی ہے تو عیسیٰ کہاں گیا؟ قرآن کہتا ہے: وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ قیامت تک کے لئے ان کو پریشان کر دیا۔ قیامت تک پریشان رہیں گے کہ کہاں گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام؟ تو ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہم نے قتل کر دیا۔ قرآن نے یہودیوں کے اس عقیدہ کی واضح تردید کی۔ اور پُرزور الفاظ میں کہا: وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا نہیں قتل کیا۔ صاف نفی کر دی۔

کیا یہ ممکن ہے؟ قادیانی اعتراض وجواب

قادیانی کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی اندر جائے اور اس پر ایک منٹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت آجائے!؟ قرآن کریم نے اس کا بھی جواب دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، جب فرعون کے مقابلے میں گئے تو عصا ہاتھ میں تھا، جیسے ہی اللہ کے حکم سے پھینکا وہ اژدہا بن گیا آناً فاناً سیکنڈوں میں، جو اللہ عصا کو نیچے گرتے ہی اژدہا بنا سکتا ہے، وہ ایک شخص کی شبیہ دوسرے شخص پر بھی ڈال سکتا ہے۔ یہاں تو جنس بھی ایک ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان ہے اور وہاں تو جنس ہی الگ ہے ایک طرف لکڑی ہے اور دوسری طرف جانور ہے۔ کوئی مشکل نہیں اللہ جل جلالہٗ کے لئے، وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔

❷ عیسائیوں کا عقیدہ

نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ مسیحِ ہدایت آچکے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں، اس کے بعد ان میں دو فرقے بن گئے:

❶ ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ ان کو یہود نے قتل کیا، سولی پر چڑھایا، پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کر کے ان کو آسمان پر اٹھالیا، اور سولی پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا، اسی لیے عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں۔

❷ دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ بغیر قتل وصُلب (سولی) کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

پھر یہ دونوں فرقے بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ مسیحِ ہدایت عین قیامت کے دن جسمِ ناسوتی یا جسمِ لاہوتی میں، خدا بن کر آئیں گے اور مخلوق کا حساب لیں گے۔ حاصل یہ

کہ یہود و نصاریٰ کی اکثریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی قائل ہے، اور یہود و نصاریٰ کو ایک مسیحِ ہدایت کا انتظار ہے، یہود کو تو اس وجہ سے کہ ابھی تک مسیح کی یہ پیشنگوئی پوری نہیں ہوئی، اور نصاریٰ کو اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن برائے فیصلۂ خلائق (انسانوں کے فیصلے کے لیے) خدا کی شکل میں آنے والے ہیں۔ (محاضرہ علمیہ نمبر: ۴، ص: ۴)

بہر حال! عیسائیوں میں دو گروہ بن گئے:

❶ پہلا گروہ: یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھالیا ہے اور وہ قیامت سے پہلے واپس تشریف لائیں گے لیکن خدا کی حیثیت سے۔ (نعوذ باللہ)

❷ دوسرا گروہ: یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا یہود نے ان کو قتل کیا، کچھ دن وہ سولی پر رہے پھر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھالیا۔ سولی (صلیب کا نشان ✝) عیسائی گلے میں اسی لیے لٹکاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی ہوگئی اور سولی کیوں ہوئی کہ قیامت تک ہم جو گناہ کریں گے، اللہ تعالیٰ ہم سے نہیں پوچھیں گے۔ ہمارے نبی نے ہماری طرف سے کفارہ ادا کر دیا ہے۔ ہم جو گناہ کریں گے، اللہ ہم سے نہیں پوچھیں گے۔

قرآنِ کریم نے عیسائیوں کے غلط عقیدوں کی تردید کی اور موت الصُّلب (سولی لٹکانے) سے متعلق فرمایا: وَمَا صَلَبُوْهُ (ان کو سولی نہیں ہوئی) اور عقیدۂ کفارہ سے متعلق واضح پیغام دیا: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (سورۃ الانعام: ۱۶۴) (کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا)، ہر ایک اپنا اپنا بوجھ اٹھائے گا۔ لیکن اس پر دونوں متفق ہیں کہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ خدا بن کر واپس تشریف لائیں گے۔ (نعوذ باللہ)

❸ قادیانیوں کا عقیدہ

قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے مارا اور ان کی توہین کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے، یہودی یہ سمجھے کہ عیسیٰ شہید ہوگئے، قتل ہوگئے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بے ہوش ہوئے تھے، قتل نہیں ہوئے تھے۔ کچھ دن کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو ہوش آیا، اور آگے تو بڑی عجیب بات کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو ہوش آیا تو وہ چلتے چلتے، کشمیر آگئے، کشمیر میں سرینگر اور سرینگر کا ایک علاقہ ہے خانیار، وہاں 87 سال زندہ رہے، وہاں ان کی قبر ہے۔ (حقیقی اسلام ص:۲۹، ۳۰) (نعوذ باللہ)

ہم قادیانیوں سے کہتے ہیں کہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے، کیا کشمیری بھی بنی اسرائیلی ہیں؟ حالانکہ وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں۔ بقول حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ "جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو عقل بھی چھین لیتے ہیں۔"

قادیانیوں کا احمقانہ اشکال

قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں جاسکتے، کیوں کہ اوپر جاتے ہوئے ایک جگہ ایسی آتی ہے کہ وہاں آگ ہی آگ ہے، ایک جگہ ایسی آتی ہے کہ وہاں برف ہی برف ہے، جو جاتا ہے جل جاتا ہے، جو جاتا ہے جم جاتا ہے، یعنی کوئی گزر ہی نہیں سکتا ہے۔ (ازالہ الاوہام، ص: ۴۷، ج:۱)

سوال کا جواب

قادیانی اعتراض کے کئی جواب ہیں۔

جواب نمبر ❶: قرآن مجید میں ہے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ (آلِ عمران) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ آدم علیہ السلام، کہ

حضرت آدم علیہ السلام کے والدین نہیں ہیں، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی والد نہیں ہیں، جس رب العالمین نے آسمان سے حضرت آدم کو اتارا وہ ہی رب العالمین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترتے ہوئے نہ جلے نہ جمے، اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی آسمان پر جاتے ہوئے نہ جلے نہ جمے۔

جواب نمبر ۲: معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں پر تشریف لے جانا اور واپس تشریف لے آنا (صحیح حدیثوں سے) ثابت ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کا رَفع ونُزول (آسمان پر جانا اور دنیا میں آنا) بھی ممکن ہے۔

جواب نمبر ۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمانوں سے ”مائدہ“ (دستر خوان) نازل ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اگر یہ دستر خوان نہ جلا نہ جما، تو پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی نہ جلے نہ جمے۔

دوسرا احمقانہ اشکال!

قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر کھاتے کیا ہوں گے؟ مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ شریفو! تم نے وہاں ہوٹل کھولنا ہے کہ تمہیں فکر ہے کہ وہ وہاں کیا کھاتے ہوں گے؟ خیر یہ تو مذاق ہوگیا۔۔۔ آگے بڑا زبردست جواب ہے۔

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں دو صفات ہیں۔

❶ بشری صفات ❷ ملکوتی صفات

❶ بَشری صفت ہونے کی وجہ

حضرت مریم کے بیٹے ہونے کی وجہ سے بشری صفات (یعنی انسانوں والی صفات) بھی ہیں۔

❷ مَلکوتی صفت ہونے کی وجہ

نَفخۂ جبرائیل (جبرئیل علیہ السلام کی پھونک) کی وجہ سے ملکوتی صفات، (یعنی

فرشتوں والی صفات) بھی ہیں جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر رہے بشری صفات کا ظہور رہا اور جب آسمانوں پر تشریف لے گئے تو ملکوتی صفات کے ساتھ تشریف لے گئے۔ تو جو فرشتے کھاتے ہوں گے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کھاتے ہوں گے، جوان کی خوراک ہوگی وہ ان کی بھی ہوگی۔ مسئلہ حل ہو گیا۔

انگریز کی پریشانی اور مرزا قادیانی

قادیانیوں نے یہ عقیدہ کیوں گھڑا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے؟ اصل میں مرزا قادیانی نے خود مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اس نے کہا: کہ جس مسیح نے آنا ہے اس کی جگہ میں مثیلِ مسیح بن کر آ گیا ہوں۔ (تذکرہ، ص: ۱۷۲)

اس کی وجہ یہ تھی کہ برصغیر کے مسلمانوں میں "جذبۂ جہاد" کے سبب "انگریز" کے خلاف بہت جنگیں ہوتی تھیں، تو انگریز بڑا پریشان تھا کہ جہاد سے جان نہیں چھوٹتی، اب کریں تو کریں کیا؟ ایک سے ڈیڑھ سال تک انگریز نے مطالعہ کیا ہمارے قرآن وحدیث کا، کہ کوئی ایسی آیت مل جائے یا کوئی ایسی حدیث مل جائے کہ مسلمانوں کے اندر سے جذبۂ جہاد ختم ہو جائے، ڈیڑھ سال کی محنت کے بعد انگریز کو ہمارے ذخیرہ احادیث میں ایک جملہ مل گیا، وہ جملہ یہ تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو **يَضَعُ الْجِزْيَةَ**، (متفق علیہ) جنگ ختم ہو جائے گی، ہتھیار رکھ دیے جائیں گے، امن آ جائے گا، مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک اسلام ہی اسلام ہوگا، تو ان کے آنے پر جنگ ختم ہو جائے گی۔ یہ نکتہ یہ انہا انگریز نے نوٹ کیا، اس کی بنیاد پر مرزا قادیانی کو کھڑا کیا کہ مسیح ہونے کا دعویٰ کرو، جب مسیح آ جائے گا تو جہاد ختم اور ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ تو مرزا نے مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور جہاد کے خلاف فتویٰ دیا اور اس سلسلے میں اس کے اشعار مشہور ہیں۔

مرزا غلام قادیانی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو گستاخیاں ہیں ہم اس کو عام طور پر بیان نہیں کرتے، بلکہ آپ حیران ہوں گے، شہیدِ ختمِ نبوت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''جب کوئی مبلغِ ختمِ نبوت، مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں پڑھے، حوالہ دیکھنے کے لیے یا ویسے مطالعہ کرنے کے لیے، تو مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھنے کے بعد فوراً قرآن کریم کی تلاوت کرلیا کریں ورنہ دل پر زنگ آجائے گا۔ اتنی نحوست ہے اس کی کتابوں میں۔'' اور جو مرزا قادیانی نے ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام'' کے بارے میں کہا آپ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ جو لب ولہجہ اور جو زبان استعمال کی، الامان الحفیظ، بلکہ اس ظالم شخص نے یہاں تک بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ''یوسف'' تھا (نعوذ باللہ)۔ اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کون کہتا ہے کہ میں عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، میں مانتا ہوں، اس کی والدہ کو بھی مانتا ہوں، اس کے والد یوسف کو بھی مانتا ہوں، اس کے دو بھائی دو بہنوں کو بھی مانتا ہوں۔ (ایام الصلح، ص:۶۶) حالانکہ قرآن تو کہتا ہے کہ ان کے والد نہیں ہیں۔ خیر۔۔۔

۴ مسلمانوں کا عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟ قرآن وحدیث نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ اور ایک جگہ فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔ تو وَمَا قَتَلُوْهُ سے یہودیوں کی نفی کی گئی، کہ حضرت عیسیٰ قتل نہیں کیے گئے۔ اور وَمَا صَلَبُوْهُ، سے عیسائیوں کا رد کردیا گیا کہ ان کو سولی نہیں ہوئی۔ پھر کیا ہوا؟ تو فرمایا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (سورۃ النساء) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھالیا۔ تو مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اس وقت ''دوسرے آسمان'' پر

موجود ہیں۔ دورِ حاضر کا ایک (سیکولر) اسکالر کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے۔ (بحوالہ المیزان)

حالانکہ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ اور قرآن کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں رہتا۔ قرآن پاک میں واضح آیت ہے: وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ (الزخرف:۶۱) کہ حضرت عیسیٰ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اور دوسری جگہ قرآن پاک میں آتا ہے: وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا۔ مھد کہتے ہیں ماں کی گود کو (یعنی) وہ بات کریں گے ماں کی گود میں۔ یہ تو ہو چکا۔ اور کھولت کہتے ہیں ادھیڑ عمر کو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ادھیڑ عمر میں بات کرنا ابھی باقی ہے۔ (جو قربِ قیامت میں ہو گا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور دجال کا قتل

حضرت عیسیٰ السلام سے متعلق مسمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اس وقت دوسرے آسمان پر زندہ ہیں، قربِ قیامت میں تشریف لائیں گے، دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی جانب، سفید منارے کے پاس دو فرشتوں کے پروں پہ ہاتھ رکھ کر نیچے اتریں گے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہو گا۔ جیسے تازہ غسل کر کے آسمان سے تشریف لا رہے ہوں، فجر کی نماز کا وقت ہو گا، اقامت ہو چکی ہو گی، صفیں بن چکی ہوں گی، پیچھے سے آواز آئے گی کہ عیسیٰ تشریف لے آئے۔ نمازی راستہ دیں گے، عیسیٰ علیہ السلام آگے تشریف لائیں گے، حضرت مہدی علیہ الرضوان (امامت کے لیے) مصلے پر ہوں گے، جیسے ہی سنیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے تو وہ پیچھے ہٹیں گے کہ آپ نماز پڑھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ الرضوان کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر ان کو آگے کریں گے اور فرمائیں گے کہ آپ کے لئے اقامت کہی گئی ہے آپ ہی نماز پڑھائیں۔ حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہ اس امت کا اعزاز و اکرام ہو گا کہ ایک امتی کے پیچھے (بنی اسرائیل کے نبی نماز پڑھیں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کچھ بھی ہوں، نبی نہیں ہیں، امتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیچھے نماز پڑھ کر لوگوں کو بتائیں گے کہ لوگو میں عیسیٰ ابنِ مریم اپنی

نبوت چلانے کے لئے نہیں آیا، میں تو محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اگر اپنی نبوت چلانے کے لئے آتا تو آگے بڑھ کر نماز پڑھاتا۔ یہ ایک نماز عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے پڑھیں گے (پھر اس کے بعد تمام روایات متفق ہیں کہ امت کی قیادت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے اور) باقی ساری نمازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود پڑھائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مقام "لد" پر دجال کو قتل کریں گے۔ جیسے ہی دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا ایسے پگھلنا شروع ہو جائے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے اس کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو نیزہ ماریں گے اور وہاں موجود لوگوں کو خون دکھائیں گے کہ دیکھو میں نے دجال کو قتل کر دیا۔ آپ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور سب کو دعوت دی جائے گی کہ اسلام قبول کرلو، جو اسلام قبول کرلے گا وہ بچ جائے گا ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ جزیہ ختم ہو جائے گا، جنگ ختم ہو جائے گی پوری زمین پر سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب نہیں ہوگا۔ ہر طرف اسلام ہی اسلام کی بہاریں ہوں گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام "قومِ شعیب علیہ السلام" میں شادی بھی کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کی اولاد بھی ہوگی۔ ایک کا نام "محمد" اور دوسرے بیٹے کا نام "موسیٰ" ہوگا۔ پینتالیس سال دنیا میں رہیں گے۔ (علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور تدفین

آپ ﷺ نے فرمایا: **ثُمَّ يَمُوتُ** پھر ان پر موت بھی آئے گی اور مسلمان ان کا جنازہ بھی پڑھیں گے، اور روضہ رسول ﷺ میں آج بھی چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین ہوگی۔ (مشکوٰۃ، کتاب الفتن، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دو حیثیتیں

حضرت عیسیٰ قیامت میں دو حیثیتوں سے پیش ہوں گے۔

1. نبی کی حیثیت سے۔ 2. حضور ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے۔

نکتہ

ایک اور بات بھی حضرات علماء کرام نے بیان فرمائی ہے کہ معراج کی رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اسی جسم کے ساتھ فرمائی ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی وجہ سے آپ علیہ السلام صحابی بھی ہیں۔ اگلی بات بڑی عجیب لکھی علماء کرام نے کہ قیامت سے پہلے جو جو سعادت مند ان کی زیارت کرتا جائے گا تابعی بنتا جائے گا، اللہ کی شان ایک مرتبہ پھر اس امت میں تابعین کا دور لوٹے گا۔ (سبحان اللہ)

حضرت مہدی علیہ الرضوان سے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ

جس طرح ''نبی''، ''مسیح'' ہونے کے جھوٹے دعوے کیے گئے اسی طرح بہت سے لوگوں نے ''مہدی'' ہونے کا جھوٹا دعویٰ بھی کیا ہے۔ اس عنوان پر ایک بہترین کتاب ہے ''ائمۂ تلبیس'' کے نام سے۔ اس کتاب میں جھوٹے مدعیان کا ذِکر موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق واضح علامات امت کو بتلائی ہیں اسی طرح سچے مہدی سے متعلق بھی واضح نشانیاں ذکر فرمائی ہیں تاکہ کوئی مسلمان کسی جھوٹے کو مہدی نہ سمجھ بیٹھے۔

❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی کا نام میرے نام پر ہوگا یعنی ''محمد''، ان کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا یعنی ''عبداللہ''، فرمایا کہ حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے اور ''نجیب الطرفین'' ہوں گے۔ یعنی (والد کی طرف سے) حَسنی اور (والدہ کی طرف سے) حُسینی ہوں گے (مظاہرِ حق، ج:۵، ص:۳۷) اور فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں طواف کے دوران ''شام کے ابدال'' ان کو پہچان لیں گے اور جیسے ہی پہچانیں گے ان کے پاس چلے جائیں گے کہ آپ ہی مہدی ہیں، بیعت لیجئے۔ ابتداً وہ بیعت نہیں کریں گے لیکن جب اصرار بڑھے گا تو بیعت کریں گے۔ اس کے بعد ایک (سفیانی) لشکر چلے گا حضرت مہدی کو قتل کرنے کے لئے، اللہ رب العالمین اس کو مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین

میں دھنسا دیں گے۔ حضرت ''مہدی علیہ الرضوان'' کو چالیس سال کی عمر میں ''خلافت'' ملے گی، سات سال خلیفہ رہیں گے، دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت میں رہیں گے۔ کُل عمر تقریباً 49 سال ہوگی۔ اب ہمارا قادیانیوں سے سوال ہے کہ حدیث شریف میں بیان کردہ نشانیوں میں سے ایک نشانی بھی مرزا غلام قادیانی میں دکھا دیں۔ (قیامت تک نہیں دکھا سکتے)

مرزا قادیانی کے تین بڑے دعوے

مرزا قادیانی نے تین بڑے دعوے کئے ہیں۔ ❶ مہدی ہونے کا ❷ مسیح ہونے کا ❸ اور (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہونے کا۔ حالانکہ آپ دیکھیں! مہدی، مسیح اور نبی یہ تینوں الگ الگ شخصیات ہیں، یہ ظالم کہتا ہے کہ تینوں میں ہوں۔ بعض قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مہدی ہے، اور بعض یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسیح ہے، اس لئے یہ لوگ مرزا کو اپنی کتابوں میں مسیح موعود کہتے ہیں۔ یعنی جس مسیح کو آنا تھا وہ یہی ہے۔ حالانکہ صرف مہدی کا مسئلہ نہیں ہے، یہ اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' کے صفحہ نمبر 6 پر لکھتا ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (سورۃ الفتح) اس وحی الٰہی میں اللہ رب العزت نے میرا نام ''محمد'' رکھا ہے۔ مسئلہ مہدی کا نہیں ہے، بلکہ اس نے 1901ء میں نبوت کا اعلان کیا ہے۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی

جو سچا مہدی ہوگا اس کی یہ نشانیاں ہیں۔ ''مرزا'' کہتا ہے کہ میں بھی مہدی ہوں۔ حالانکہ اگر تقابل کیا جائے تو ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی۔ مرزا غلام قادیانی کا نام محمد نہیں جب کہ اصل مہدی کا نام ''محمد'' ہوگا، اور اس کا نام مرزا غلام قادیانی ہے۔ ان کے والد کا نام ''عبداللہ'' ہوگا، اس کے والد کا نام غلام مرتضیٰ ہے۔ ''وہ حسنی حسینی'' ہوں گے، یہ مغل چنگیز خان کی اولاد میں سے ہے۔ جو سچا مہدی ہوگا وہ پہچانا جائے گا طواف کے دوران، واہ میرے اللہ کی شان! مرزا قادیانی ساری زندگی بیت اللہ نہیں جا سکا، ساری زندگی اللہ تعالیٰ نے اس کے منحوس قدموں سے حرم کی مبارک زمین کو پاک رکھا، یہ وہاں نہیں جا سکا۔ مرزا کہا

کرتا تھا، بلکہ اس کی پیشین گوئی ہے کہ ہم مکہ میں یا مدینے میں مریں گے (تذکرہ، ص:591، طبع سوم)۔ مرنا تو دور کی بات ہے اللہ جل جلالہ نے وہاں جانا بھی نصیب نہیں کیا۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان سے متعلق ہمارے اکابر کا ذوق

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ جب ''حضرت مہدی علیہ الرضوان'' کا ذکر فرمایا کرتے تو بہت رویا کرتے۔ فرمایا کرتے کہ اگر ابھی حضرت مہدی تشریف لے آئیں تو کیا ہم جیسوں کو بھی اپنے لشکر میں قبول فرمالیں گے؟ یہ تھا ان حضرات کا ذوق۔ دار العلوم دیوبند کے مہتمم ثانی حضرت مولانا رفیع الدین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ''مکہ مکرمہ'' میں ''شیبی خاندان'' کے موجودہ ذمہ دار بیت اللہ کے چابی بردار سے ملاقات کی، ان سے کہنے لگے کہ یہ ''قرآنِ کریم''، میں ہندوستان سے لے کے آیا ہوں اور یہ ''تلوار'' ہے، آپ لے لیں اور میری طرف سے حضرت مہدی علیہ الرضوان کو دے دیجئے گا۔ حضرت فرمانے لگے کہ میرا کچھ نہیں پتا کہ کب میرا انتقال ہو جائے؟ چابی بردار نے عرض کیا کہ یہ کیسے پہنچاؤں گا؟ تو حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چابی آپ کے خاندان (شیبی) کو عطا فرمائی ہے۔ (لمبا واقعہ ہے تفصیل کا وقت نہیں) اور فرمایا تھا کہ قیامت تک چابی تمہارے پاس رہے گی، دنیا کی کوئی طاقت تم سے چابی نہیں لے سکتی۔ فرمایا کہ اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ آپ کی نسل بھی قیامت تک رہے گی تو جس طرح آپ ان کو یہ چابی دیں گے، اسی طرح یہ دو چیزیں بھی ان تک پہنچا دیں، یوں میرا حصہ بھی مہدی علیہ الرضوان کے لشکر میں ہو جائے گا، حضرت مہدی علیہ الرضوان کے لشکر میں میرا بھی تعاون چلا جائے گا، یہ ذوق تھا ہمارے بزرگوں کا۔ سبحان اللہ۔

(خطباتِ حکیم الاسلامؒ، جلد دوم)

جو کچھ کہا سنا، اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

دیگر تالیفات